عمران سریز

ہیکل سلیمانی

مکمل ناول

از

مظہر کلیم ایم، اے

http://forums.hibuddiez.com

چند باتیں

محترم قارئین!

سلام مسنون۔ نیا ناول ہیکل سلیمانی عمران اور اس کے ساتھیوں کی سرفروشی جواں مردی دلیری اور بہادری کے ایسے کارناموں پر مشتمل ہے کہ اس کا ہر لفظ عمران اور اس کے ساتھیوں کے خون میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کے خلاف جب یہودیوں نے ایسی سازش تیار کی کہ جس کا انکشاف ہوتے ہی پوری دنیا کے مسلمان سراپا احتجاج بن گئے۔ مگر اسرائیل نے کسی بھی احتجاج کو پرکاہ کی بھی حیثیت نہ دی۔ لیکن جب عمران اور اس کے ساتھی اس بھیانک سازش کا توڑ کرنے کے لئے قہر و غضب کی بجلیوں میں ڈھل کر سرزمین اسرائیل پر ٹوٹے تو اسرائیل کی تمام طاقتیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کے لئے متحد ہو کر سامنے آ گئیں۔ ریڈ آرمی ـــ جی۔ پی۔ فائیو۔ اور ملٹری انٹیلی جنس نے قدم قدم پر موت کی اونچی دیواریں چن دیں۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھی ان موت کی دیواروں سے اس طرح ٹکرائے کہ موت اور دہشت کے الفاظ بھی شرمندہ ہو کر رہ گئے۔

لیکن عمران اور اس کے ساتھی بہرحال انسان تھے۔ اس لئے ایک لمحہ ایسا بھی آیا کہ جب وہ سب ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنے موت کے کٹہرے میں کھڑے نظر آ رہے تھے۔ ـــ لیکن اس لمحے کا انجام اسرائیلی نمبر ر

سیاہ رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی شہر سے باہر کی طرف جانے والی سڑک پر بڑھی جا رہی تھی۔ کار کے آگے دو موٹر سائیکل سوار پائلٹ سائرن بجاتے ہوئے چلے جا رہے تھے اور کار کے پیچھے دو پولیس جیپیں دوڑ رہی تھیں جن میں مسلح سپاہی بڑے چوکنے انداز میں بیٹھے ارد گرد کا جائزہ لے رہے تھے جبکہ ایک سپاہی مشین گن اٹھائے کھلی جیپ میں کھڑا عقابی نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ کار پر آگے اسرائیل کا قومی پرچم تیز ہوا کی وجہ سے پھڑپھڑا رہا تھا کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر باوردی ڈرائیور بیٹھا ہوا تھا جبکہ پچھلی نشست پر اسرائیل کا وزیراعظم نیلے رنگ کا سوٹ پہنے ایک فائل کے مطالعے میں مصروف نظر آ رہا تھا۔ کار کے شیشے بند تھے اس لئے اندر باہر سے کوئی آواز نہ آ رہی تھی۔ ویسے بھی کار بلٹ پروف تھی اور نہ صرف بلٹ پروف بلکہ اگر اسے بم پروف کہا جائے تو زیادہ

صحیح ہو گا۔ اسے خاص طور پر تیار کیا گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وزیر اعظم ہر قسم کے خطرہ سے بے نیاز بڑے اطمینان سے فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔

وزیر اعظم آسکر نے ابھی چند ماہ ہوئے اسرائیلی پارلیمنٹ کی طرف سے منتخب کئے جانے پر وزیر اعظم کا حلف اٹھایا تھا۔ وہ نوجوان اور انتہائی پر جوش طبیعت کا مالک تھا۔ اس کا نعرہ تھا کہ یہودی پوری دنیا کے مالک ہیں۔ وہ انتہائی متعصب یہودی ہونے کی وجہ سے خاص طور پر مسلمانوں کا سخت ترین دشمن تھا۔ اور اس کا قول تھا کہ دنیا میں جہاں بھی کوئی مسلمان نظر آئے اُسے دنیا سے مٹا دو۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے وزیر اعظم منتخب ہوتے ہی اسرائیل میں رہنے والے عرب مسلمان باشندوں پر ظلم و تشدد اپنی انتہا پر پہنچ گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اسرائیل کے گرد موجود مسلمانوں کی ریاستوں کے خاتمے اور اسرائیلی سلطنت کی حدود کو لامحدود حد تک بڑھانے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتا تھا۔

ابھی سورج پوری طرح طلوع نہ ہوا تھا اس لئے ہر طرف دھند اور اندھیرا سا پھیلا ہوا تھا۔ اس وقت وزیر اعظم ایک اہم ترین منصوبے پر بات چیت کرنے کے لئے ملٹری ہیڈ کوارٹر میں ایک خصوصی میٹنگ میں شرکت کے لئے جا رہا تھا۔ یہ منصوبہ جو اس کے اپنے ذہن کی اختراع تھی کیونکہ پہلے بھی اس سلسلے میں اکثر کام ہوتا رہا تھا۔ اور ایک بار اس منصوبے پر عمل درآمد کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ لیکن اس منصوبے کے سامنے آتے ہی نہ صرف اسرائیل بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں نے احتجاج کا ایسا طوفان برپا کر دیا کہ اسرائیلی حکومت کو مجبوراً یہ منصوبہ ترک کرنا پڑا۔ لیکن آسکر ایسا آدمی تھا جو ایک بار قدم اٹھا کر واپس پلٹنا جانتا ہی نہ تھا۔ اس لئے برسر اقتدار آتے ہی اس نے نہ صرف اس منصوبے پر کام شروع کر دیا تھا بلکہ اس نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اسے ہر قیمت پر پورا کیا جائے گا۔

چنانچہ وہی ہوا۔ اس فیصلے کے منظر عام پر آتے ہی ایک بار پھر پوری دنیا کے مسلمانوں نے زبردست احتجاج شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ اقوام متحدہ میں بھی اس پر زور شور سے قراردادیں منظور کی گئیں۔ اسرائیل میں رہنے والے عربوں نے بھی شدید ردعمل کا مظاہرہ کیا۔ لیکن آسکر اپنی بات پر اڑا رہا۔ اسرائیل کی سرپرست حکومت ایکریمیا نے بھی اسے اس منصوبے کو ترک کرنے کے لئے کہا۔ لیکن اس نے ایکریمیا میں موجود انتہائی طاقتور یہودی لابی کو استعمال کر کے حکومت ایکریمیا کو یہ دھمکی دی کہ اگر اس نے اس منصوبے کو ترک کرنے کے لئے اسرائیل پر دباؤ ڈالا تو یہودی ایکریمیا کے بنکوں اور تمام مالیاتی اداروں سے اپنی رقومات نکال کر ایکریمیا کو معاشی طور پر بالکل مفلوج کر دیں گے۔ یہ دھمکی کارگر رہی اور حکومت ایکریمیا نے نہ صرف دباؤ ختم کر دیا بلکہ اس نے اقوام متحدہ میں بھی اسرائیل کی مکمل حمایت کی اور اس کے خلاف پاس ہونے والی قراردادوں کو ویٹو کر دیا۔ اس پر پوری دنیا میں موجود یہودیوں نے بڑے جشن منائے اور آسکر کو اپنا یہ خواب اب بالکل حقیقت کے قریب معلوم ہو رہا تھا۔ آج وہ خصوصی میٹنگ میں اس سلسلے میں فائنل اقدامات کی تفصیل طے

کرنے کے لئے جا رہا تھا۔

کار ایک بائی روڈ پر مڑ کر ایک آہنی گیٹ کے درمیان سے گزر کر فوجی علاقے میں داخل ہو گئی اور چند لمحوں بعد ایک خاکی رنگ کی عمارت کے سامنے جا کر رک گئی۔ وہاں موجود مسلح سپاہیوں نے ایڑیاں بجا کر وزیر اعظم کا استقبال کیا۔ برآمدے میں سیاہ رنگ کے سوٹ میں ملبوس ملٹری انٹیلی جنس کا انچارج کرنل کاسٹر کار کے رکتے ہی تیزی سے سیڑھیاں اتر کر کار کے قریب آیا اور پھر اس نے کار کا دروازہ کھولا اور وزیر اعظم کے باہر آنے پر اسے بڑے احترام بھرے انداز میں باقاعدہ فوجی سلیوٹ کیا۔

وزیر اعظم کے ہاتھ میں وہی فائل تھی جس کا مطالعہ وہ راستے میں کرتا آیا تھا۔

"سب لوگ پہنچ چکے ہیں" ۔۔۔ وزیر اعظم نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کھلے انداز میں پوچھا۔

"یس سر۔ سب موجود ہیں" ۔۔۔ کاسٹر نے جواب دیا اور وزیر اعظم اس کی رہنمائی میں چلتا ہوا ایک ہال نما کمرے میں داخل ہوا جس کے درمیان رکھی ہوئی ایک بڑی میز کے گرد اس وقت بارہ کے قریب افراد موجود تھے جبکہ درمیان میں دو کرسیاں خالی تھیں۔ وزیر اعظم اور کرنل کاسٹر کے اندر داخل ہوتے ہی میز کے گرد بیٹھے ہوئے سب افراد احتراماً اٹھ کھڑے ہو گئے اور وزیر اعظم انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے سب سے نمایاں نشست والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ساتھ والی کرسی پر کرنل کاسٹر نے بیٹھتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کیا تو دروازے کے

ساتھ کھڑے ہوئے دو مسلح گارڈ تیزی سے باہر نکل گئے اور دروازہ بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے اوپر لگا ہوا سرخ رنگ کا بلب روشن ہو گیا۔

وزیر اعظم بڑے غور سے میٹنگ میں شریک ہر شخص کا چہرہ دیکھتا رہا ۔۔۔ اس وقت میز پر اسرائیل کی تمام سیکرٹ اور سپیشل سروسز کے سربراہ موجود تھے۔

"میٹنگ کی کارروائی شروع کی جاتی ہے" ۔۔۔ وزیر اعظم آسکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کرنل کاسٹر نے سر ہلا دیا۔

"سر ۔۔۔ منصوبے کو مکمل کرنے کے لئے تمام اقدامات کی تیاری مکمل ہو چکی ہے ۔۔۔ یروشلم شہر کو ہر طرف سے نگرانی میں لے لیا گیا ہے اور آج ایک گھر کی تلاشی لے لی گئی ہے ۔۔۔ خاص طور پر وہاں موجود عرب گھرانوں کی انتہائی سختی سے چیکنگ کی گئی ہے اور مشکوک افراد کو قید کر لیا گیا ہے۔ لیکن ۔۔۔" کرنل کاسٹر لیکن کے الفاظ کہہ کر رک گیا۔ اور وزیر اعظم کے ساتھ ساتھ میٹنگ کے سارے شرکا چونک کر کرنل کاسٹر کو دیکھنے لگے۔

"لیکن کیا ۔۔۔" وزیر اعظم نے چونک کر پوچھا۔ اس کے چہرے پر بھی حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"لیکن ہمیں یہ منصوبہ دو ہفتوں کے لئے ملتوی کرنا پڑے گا"۔ کرنل کاسٹر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"دو ہفتوں کے لئے ۔۔۔ لیکن کیوں ۔۔۔" وزیر اعظم نے انتہائی درشت لہجے میں کہا۔

اس لئے سر! ــــ کہ ہمیں خفیہ طور پر اطلاع ملی ہے کہ قوم پرست فلسطینیوں کے ایک خفیہ گروپ نے یہ منصوبہ بنایا ہے کہ جیسے ہی ہم اس منصوبے پر عملدرآمد کرنے کے لئے قدم اٹھائیں ــــ وہ اسرائیل کے مبروان ونانی سٹور کو اڑا دیں گے ــــ اور آپ یقیناً یہ بہتر جانتے ہوں گے کہ مبروان ونانی سٹور کو اگر اڑا دیا گیا تو اسرائیل کا کیا حشر ہوگا ــــ اس سٹور میں ایسے ایسے خوفناک بموں کا ذخیرہ موجود ہے کہ ان کے پھٹنے کے بعد شاید اسرائیل کا ایک بچہ بھی زندہ نہ بچے۔ اور پورے اسرائیل کی زمین بھک سے فضا میں اڑ جائے گی۔ اور یہاں صرف پانی ہی پانی نظر آئے گا ــــ اس کے بعد ظاہر ہے جب ہمارا اپنا وجود ہی نہ رہے گا تو اس منصوبے سے ہم کیا فائدہ اٹھا سکیں گے ــــ چنانچہ میں نے اس کی رپورٹ جناب صدر کو پیش کی تو انہوں نے فوری طور پر دو ہفتوں کے لئے اس منصوبے کو روکنے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں ــــ کرنل کاسٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ لیکن تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا ــــ تم اس کی رپورٹ صدر کے پاس کیوں لے کر گئے ــــ" وزیر اعظم نے انتہائی غصیلے انداز میں [illegible] کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔

"آپ خفیہ دورے پر یورپ گئے ہوئے تھے ــــ اور چونکہ یہ معاملہ انتہائی فوری نوعیت کا تھا اس لئے مجبوراً مجھے جناب صدر کے نوٹس میں لانا پڑا ــــ" کرنل کاسٹر نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی گوریلا گروپ ہمارے مبروان ونانی سٹور کو اڑا دے ــــ یہ ناممکن ہے ــــ یہ صرف دھمکی ہو سکتی ہے صرف دھمکی ــــ کسی میں اتنی جرات نہیں ہو سکتی" ــــ وزیر اعظم نے اب ایک اور موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید بے چینی اور اضطراب تھا جیسے اسے منصوبے کو روک دیئے جانے پر شدید مایوسی ہوئی ہو۔

"جناب ــــ یہ صرف دھمکی نہیں ہو سکتی ــــ کیونکہ جہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام آ جاتا ہے ــــ وہاں اسے کوئی بھی خالی دھمکی نہیں سمجھ سکتا" ــــ کرنل کاسٹر نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس ــــ لیکن تم تو ابھی فلسطینی قوم پرست گروپ کی بات کر رہے تھے۔ پھر یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کہاں سے ٹپک پڑی ــــ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس آخر ایسی کیا بلا ہے کہ اس کا نام آتے ہی اتنا اہم منصوبہ روک دیا گیا" ــــ وزیر اعظم آسکر کے لہجے میں جھنجھلاہٹ تھی۔

"آپ ابھی نئے منتخب ہوئے ہیں جناب ــــ بہرحال پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق یہ فائل موجود ہے۔ اسے آپ دیکھ لیں۔ اس کے بعد آپ اس کے متعلق بہتر سمجھ سکیں گے" ــــ کرنل کاسٹر نے اپنے سامنے رکھی ہوئی فائل وزیر اعظم کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے اس میں ــــ یہ تو خاصی ضخیم دکھائی دے رہی ہے" ــــ وزیر اعظم نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

آپ اسے تھوڑا سا پڑھ لیں تاکہ آپ کو صحیح پس منظر معلوم ہو جائے“ —— کرنل کاسٹر نے اسی طرح خوشامدانہ لہجے میں جواب دیا اور وزیر اعظم نے اس طرح فائل کھولی جیسے مجبوراً ایسا کر رہا ہو۔ اس کے چہرے پر شدید جھنجھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔ لیکن جیسے جیسے وہ فائل پڑھتا گیا اس کے چہرے کے تاثرات تبدیل ہوتے چلے گئے۔ پہلے چہرے پر حیرت اور پھر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

کافی دیر تک فائل کو پڑھنے کے بعد وزیر اعظم آسکر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

”اوہ —— یہ تو واقعی انتہائی خطرناک تنظیم ہے —— لیکن ہم اگر ایک تنظیم کے ڈر سے اپنے منصوبے ملتوی کرتے رہے تو ہم میرے خیال میں اسرائیل کو ختم کر دینا چاہئے“ —— وزیر اعظم نے سرد لہجے میں کہا۔

”سر —— منصوبہ ختم نہیں کیا گیا —— صرف ملتوی کیا گیا ہے دو مہینوں کے لئے —— تاکہ اس فلسطینی گروپ کا جس کی امداد کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس آ رہی ہے، سراغ لگا کر اس کا مکمل خاتمہ کر دیا جائے —— اور نمبر ون دفاعی سٹور کی حفاظت کے لئے مزید انقلابی اقدامات کر لئے جائیں“ —— کرنل کاسٹر نے کہا۔

”لیکن یہ گروپ کون ہے —— اور تمہیں یہ ساری اطلاعات کیسے ملیں —— اور ابھی تک تم نے اس گروپ کے خلاف کیا تحقیقات کی ہیں“ —— وزیر اعظم نے ایک بار پھر جھنجھلاتے

ہوئے انداز میں پوچھا۔

”بلیک سروس کے سربراہ جناب ہنری اس کی تفصیلات بتائیں گے —— یہ اطلاع بھی انہوں نے ہی ہم تک پہنچائی ہے“ —— کرنل کاسٹر نے ایک گنجے سر والے لمبے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

بلیک سروس اسرائیل کی ایک ایسی خفیہ تنظیم تھی جس کے ارکان نہ صرف اسرائیل بلکہ تقریباً تمام عرب ممالک میں پھیلے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ فلسطینی لیڈر شاکر سرات کے انتہائی نزدیک ترین آدمیوں میں بھی ایسے لوگ شامل تھے جو بلیک سروس کے خصوصی ایجنٹ تھے۔ اس سروس کا کام صرف معلومات حاصل کرنا تھا۔ اس کے علاوہ وہ اور کوئی کام نہ کرتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے متعلق کم جانا جاتا تھا۔

”سر —— ہمارے اس خصوصی منصوبے کے متعلق جیسے ہی احتجاج کا طوفان اٹھا —— میں نے اپنی تنظیم کو الرٹ کر دیا —— چنانچہ مجھے اطلاع ملی کہ شاکر سرات نے اسرائیلی حکومت کو اس منصوبے سے باز رکھنے کے لئے ایک خفیہ گوریلا گروپ تشکیل دیا ہے جسے انہوں نے ٹمبر ناز کا نام دیا ہے —— اس گروپ کا لیڈر مشہور گوریلا ازمیر ہے —— ازمیر نمبر ون دفاعی سٹور میں کام کرتا رہا ہے —— جب اس کا پتہ چلا تو اسے گرفتار کر لیا گیا تھا لیکن وہ فرار ہو گیا اور پھر آج تک بے پناہ تلاش کے باوجود اس کا پتہ نہ چل سکا۔ صرف اس کے متعلق اطلاعات ملتی رہیں —— اور پھر یہ بھی اطلاع ملی کہ یہ گروپ فوری طور پر

نیروان دنیا کی سٹور کو تباہ کرنے کے لئے خصوصی انتظامات کر رہا اور اس کے ساتھ ہی یہ اطلاعات بھی ملیں کہ شاکراٹ نے اپنا خفیہ طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس مشن کے لئے درخواست کی ہے ۔ ابھی یہ علم نہیں ہو سکا کہ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مشن پر کام کرنے کے لئے آمادہ ہوئی ہے یا نہیں ۔ بہرحال مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ضرور کام کرے گی کیونکہ ہمارے اس منصوبے کے خلاف سب سے زیادہ ردعمل پاکیشیا میں ہی ظاہر ہوا ہے ۔ اور جنرل اسمبلی میں بھی اس منصوبے کو رکوانے کے لئے پاکیشیا ہی سب سے آگے ہے ۔ گنجے سر والے بوڑھے آدمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

ہاں ۔ پھر تو واقعی اس گروپ کا خاتمہ منصوبے کے مکمل ہونے سے پہلے ضروری ہے ۔ لیکن دو ہفتوں کی مدت بے حد زیادہ ہے ۔ اس طرح عالمی دباؤ ہم پر اور زیادہ بڑھ جائے گا ۔ میں آپ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تین روز دے سکتا ہوں ۔ تین روز بعد چاہے ایک سٹور کیا ۔ دس سٹور اڑا دیے جائیں ۔ یہ منصوبہ ہر صورت میں مکمل کر دیا جائے گا ۔ سٹور بعد میں بھی بنائے جا سکتے ہیں ۔ لیکن ایسے منصوبے روز مکمل نہیں کئے جا سکتے ۔ یہ صدیوں کے خواب ہوتے ہیں ۔ پرجوش وزیر اعظم نے فیصلہ کن لہجے میں کہا ۔

یس سر ۔ کرنل کاسٹر نے کچھ کہنا چاہا ۔

میں کچھ سننا نہیں چاہتا ۔ تین روز صرف تین روز بس

باقی میں صدر مملکت سے خود بات کر لوں گا ۔ تم ان کی فکر نہ کرو ۔ وزیر اعظم نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا ۔

ٹھیک ہے سر ۔ جیسے آپ کا حکم ۔ کرنل کاسٹر نے سر جھکاتے ہوئے کہا ۔

اب تین روز بعد میٹنگ ہوگی ۔ ورنہ پھر ہم فیصلہ کن اقدام کریں گے ۔ باقی باتیں ۔ وزیر اعظم نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک لمبے تڑنگے اور مضبوط جسم کے مالک ادھیڑ عمر عرب نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس چیف آف ریڈ نائر" ادھیڑ عمر عرب نے جو مشہور فلسطینی گوریلا حارث تھا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نمبر نائن بول رہا ہوں جناب! — وزیراعظم آسکر نے صرف تین روز کے لیے منصوبہ ملتوی کیا ہے اس کا کہنا ہے کہ وہ خود صدر مملکت سے بات کرے گا اور مجھے یقین ہے کہ صدر مملکت اس کی بات نہیں ٹالیں گے" — نمبر نائن نے کہا۔

"اوہ! تین دن تو بہت کم ہیں تین دن میں تو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بات چیت بھی مکمل نہیں ہو سکتی وزیراعظم اب کہاں ہے" حارث نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ ملٹری انٹیلی جنس ہیڈکوارٹر سے واپس اپنے دفتر جا رہا ہے۔ ابھی وہ کار میں بیٹھ رہا ہے" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"تم اس میٹنگ میں شامل تھے" — حارث نے پوچھا۔

"یس سر! وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بات بھی ہوئی ہے — بلیک سروس کے چیف نے رپورٹ دی ہے۔ حالانکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والی اطلاع انتہائی خفیہ تھی" نمبر نائن نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں وزیراعظم کا ابھی بندوبست کرتا ہوں تاکہ وہ دو ہفتے تک بات کرنے کے قابل بھی نہ رہے تم بلیک سروس کے سربراہ کو ٹٹول کر کسی طرح ان میں جو غدار ہو اس کا پتہ چلاؤ — ہاں ہاں جلدی" حارث نے کہا اور جلدی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور میز کی دراز کھول کر اس نے ایک ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا اور تیزی سے اس پر ایک فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو چیف آف ریڈ نائر کالنگ اوور" حارث نے کرخت لہجے میں بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس نائر گروپ۔ اوور" چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک باریک سی آواز سنائی دی۔

"وزیراعظم آسکر اپنی مرسڈیز کار میں ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈکوارٹر سے اپنے دفتر جا رہا ہے سرخ رنگ کی ہے حفاظتی انتظامات

دل گے ۔۔۔ اس پر حملہ کر دو اور اسے اتنا زخمی کر دو کہ وہ دو تین ہفتے ہسپتال سے فارغ نہ ہو سکے۔ اوور ۔۔۔ حارث نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

لیکن باس ! ۔۔۔ اس کی کار تو انتہائی محفوظ ہے۔ اس پر بم گولی کوئی چیز اثر نہیں کرتی۔ اوور ۔۔۔ دوسری طرف سے ہچکچاتے ہوئے کہا گیا۔

پوری کار اغوا کر لو ۔۔۔ بس اسے قتل نہیں کرنا۔ صرف شدید زخمی کرنا ہے ۔ چاہے تمہارا پورا گروپ ہی کیوں نہ کام آ جائے۔ اوور ۔ حارث نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

یس سر ! حکم کی تعمیل ہو گی سر ۔۔۔ اوور ۔۔۔ دوسری طرف سے اس بار با اعتماد لہجے میں جواب دیا گیا۔

مجھے رپورٹ دینا ۔ اوور اینڈ آل ۔۔۔ حارث نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے نئی فریکوئنسی سیٹ کرنا شروع کر دی۔

ہیلو ہیلو ۔ حارث سپیکنگ اوور ۔۔۔ اس بار ٹرانسمیٹر آن کر کے اس نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہنا شروع کیا۔

یس ! طاہر سپیکنگ ۔ اوور ۔ اس بار دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

جناب ! ۔ میں حارث بول رہا ہوں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق کوئی اطلاع ہو تو بتائیں۔ اوور ۔۔۔ حارث نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

چیف ان سے بات چیت کرنے خفیہ دورے پر گئے ہوئے

ہیں ۔ ابھی ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی ۔۔۔ کیوں کیا بات ہے۔ اوور ۔۔۔ دوسری طرف سے حیران لہجے میں پوچھا گیا۔

جناب ! ۔۔۔ ہم نے دناسمی سٹور نمبر ون اڑانے کی اطلاع انتہائی خفیہ طور پر حکومت کے اعلیٰ حلقوں میں پہنچائی تھی جس سے وہ بری طرح گھبرا گئے اور انہوں نے صدر مملکت کو رپورٹ دے کر دو ہفتوں کے لئے ہیکل مشن ملتوی کر دیا تھا ۔ لیکن آج وزیر اعظم نے اعلیٰ سطحی میٹنگ میں دو ہفتوں کی مدت منسوخ کر کے صرف تین دن کے لئے اسے ملتوی کر دیا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی انہیں کسی نے یہ اطلاع بھی دی ہے کہ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خدمات حاصل کر رہے ہیں ۔ اوور ۔ حارث نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اوہ ! ۔ یہ تو بہت برا ہوا ۔۔۔ تین دن تو بہت کم ہیں ۔ اتنی کم مدت میں تو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بات بھی نہ ہو سکے گی اور اگر منصوبے پر عمل مکمل ہو گیا تو پھر سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ اس کا کوئی حل نکالو حارث ! ۔ اوور ۔۔۔ طاہر نے جو چیف شاکرات کا نمبر ٹو تھا انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

مجھے اس کا احساس تھا جناب ! ۔۔۔ اسی لئے میں نے فائر گروپ کو حکم دے دیا ہے کہ وہ وزیر اعظم کو کسی نہ کسی طرح اتنا زخمی کر دیں کہ وہ دو تین ہفتوں کے لئے ہسپتال سے باہر نہ نکل سکے۔ اوور ۔ حارث نے کہا۔

"وزیراعظم پر حملہ ... ناممکن۔ آجکل تو وہ لوگ بے حد ہوشیار ہیں ... وزیراعظم کی کار کی بناوٹ ایسی ہے کہ اس پر کوئی چیز اثر نہیں کرتی ... اور پھر حملہ ہوتے ہی وہ کار کے اندر سے ہنگامی اسکوارڈ طلب کر لیں گے ... کوئی اور طریقہ سوچو۔ اوور" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جناب! اب تو میں حکم دے چکا ہوں ... اب اس کا نتیجہ نکلنے پر ہی کچھ اور سوچوں گا ... آپ چیف کو بتا دیں کہ ... کچھ کریں اوور" ... نے کہا۔

"ٹھیک ہے ... ضرور کچھ کرو ... میں ابھی چیف سے بات کرتا ہوں ... اوور اینڈ آل" دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور ... نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار تھے۔ ... نے اُسے یہ بتا کر کہ ہنگامی اسکوارڈ کو فوری طور پر کار کے اندر سے بلایا جا سکتا ہے، شدید پریشان کر دیا تھا۔ ہنگامی اسکوارڈ کے متعلق وہ جانتا تھا کہ یہ اسکوارڈ انتہائی تیز رفتار ہیلی کاپٹروں پر آتے ہیں۔ اس لئے اب ٹارگٹ گروپ کا بچ نکلنا ناممکن نظر آ رہا تھا۔ اگر اُسے ہنگامی اسکوارڈ کے متعلق ذرا بھی شبہ ہوتا تو وہ کم از کم ٹارگٹ گروپ کو اس مشن کا حکم نہ دیتا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

عمران ڈرائنگ روم میں بچھے ہوئے قالین پر سر کے بل کھڑا اپنی مخصوص ورزش میں مصروف تھا کہ قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے اسی طرح الٹا کھڑے کھڑے ہاتھ اونچا کیا اور تپائی پر سے رسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

"عمران علی سپیکنگ" ... عمران نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔ کیونکہ الٹا ہونے کی وجہ سے اس کی گردن پر خاصا دباؤ پڑ رہا تھا۔

"عمران علی کیا ہوا ... کیا نام کی ترتیب بدل لی ہے؟ پہلے تو تمہارا نام علی عمران تھا" دوسری طرف سے سلطان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ابھی تو صرف نام کی ترتیب ہی الٹی ہے ... ورنہ میں جس طرح الٹا کھڑا ہوں اس طرح تو عمران کی بجائے مجھے ناریع کہنا چاہیے تھا" عمران نے بڑے فلسفیانہ انداز میں کہا۔ اس بار

اس نے عمران کے حرفوں کی ترتیب الٹ دی تھی۔

"اوہ اچھا اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ تم اپنی مخصوص ورزش کر رہے ہو گے۔ فوراً ورزش ختم کر کے میرے پاس کوٹھی آجاؤ۔ ہمارے نئے زمینداری لیڈر جناب شاکر سرات صاحب یہاں میرے پاس موجود ہیں اور تم سے فوری ملنا چاہتے ہیں" — سر سلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سوری — آپ کو معلوم ہے کہ یہ میرا ورزش کا وقت ہے اس لئے ملنے ملانے کا وقت دس بجے کے بعد شروع ہوتا ہے اور آپ خود ہی تو کہتے ہیں کہ انسان کو وقت کا پابند رہنا چاہئے" عمران نے سادہ سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — تم جس وقت بھی چاہے آجانا۔ لیکن [illegible] تم عمران ہی بول رہے ہو [illegible] تم اگر نہیں چاہتے [illegible] ٹھیک ہے" — سر سلطان نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

"ہاں جب ورزش نہیں کرتا ہوں۔ [illegible] سر سلطان کو کہنا [illegible] رہا ہے — اب انہیں نفسیاتی داؤ پیچ بھی آ گئے ہیں" — عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر رسیور [illegible] پر رکھ کر وہ اچھل [illegible] [illegible] سر سلطان نے [illegible]

[illegible] لیا

تھوڑی دیر بعد عمران نہا دھو کر اور کپڑے بدل کر باہر آ گیا البتہ آج اس نے وہی اپنا مخصوص ٹیکنی کلر لباس پہن رکھا تھا۔

اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر ناشتے کا سامان تھا۔

"ارے آپ تو کہیں جانے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ ناشتہ نہیں کرنا" — سلیمان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ ناشتہ ہے [illegible] نہ! تمہیں معلوم ہے کہ سر سلطان کے ہاں کیسا ناشتہ ہوتا ہے [illegible] بھرپور [illegible] اور تم دو سلائس اور انڈا بنا کر لے آتے ہو اور کہتے ہو کہ ناشتہ کرو۔ اس ناشتے سے تو ایک چڑیا بھی مطمئن نہیں ہو سکتی" عمران نے سلیمان کو چڑاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں جناب بالکل [illegible] بلکہ بہت بہت شکریہ" سلیمان نے [illegible] فرمانبردارانہ لہجے میں کہا اور جلدی سے چائے کی پیالی تیار کرنی شروع کر دی۔

"کیا بات ہے — آج ضرورت سے زیادہ ہی سعادت مند بن رہے ہو" عمران کے لہجے میں اصلی حیرت تھی

"آپ نے ناشتے سے انکار کر کے میرا بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے — اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ میں پیشگی ناشتہ کر چکا ہوں لیکن کچھ تشنگی ابھی باقی تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ اب پھر ناشتہ کون بنائے" سلیمان نے بڑے مطمئن انداز میں کہا اور پھر عمران کی جگہ صوفے پر اکڑ کر بیٹھ گیا اور تیزی سے عمران

والا ناشتہ خود کرنا شروع کر دیا۔

"ارے ارے — رکو رکو — ارے" — عمران تیزی سے انڈے کی طرف جھپٹا۔ لیکن سلیمان نے جلدی سے انڈا اٹھا کر منہ میں ڈال لیا۔ سلائس وہ پہلے ہی آدھا کھا چکا تھا۔

"ارے اگر مسٹر سلطان ناشتہ کر چکے ہوتے تو" — عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"تو اور بھی زیادہ اچھا ہوگا — آپ کو سلیمان کے ناشتے کی قدر و قیمت تو معلوم ہوگی — اور کہو اسے چڑیا — کا ناشتہ!" سلیمان نے بڑے اطمینان سے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"یہ بات تو ٹھیک ہے — میں بھی نہیں جانتا۔ اور اب میرے لئے ڈبل ناشتہ بنا کر لے آؤ۔ ورنہ تمہاری تنخواہ چھ ماہ کے لئے بند" — عمران نے دوسرے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بڑے فیصلے لہجے میں کہا۔

"کر دیں بند۔ پہلے کون سی مل رہی ہے — بلکہ اس طرح چھ ماہ کے لئے کھانا پکانے سے تو چھٹی مل جائے گی — میرا کیا ہے میں تو کسی بھی ہوٹل میں جا کر کھا سکتا ہوں — ہر ہوٹل کا باورچی اپنا یار ہے۔ جو مال اس نے اپنے لئے علیحدہ بنا کر رکھا ہوتا ہے اس میں سے حصہ مل جایا کرے گا" — سلیمان نے عمران کی دھمکی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہا

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا

"حال کا علی عمران — اور مستقبل کا باورچی سلیمان بول رہا ہوں۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم حال مستقبل چھوڑو — اور جلدی سے میرے پاس پہنچ جاؤ — میں انتظار کر رہا ہوں" — دوسری طرف سے سر سلطان نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"کمال ہے — آج کا دن ہی کچھ ایسا ہے — سب ہی کھانے کو دوڑ رہے ہیں — ایک میں ہوں جسے ناشتہ بھی میسر نہیں آ رہا" — عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور سلیمان کو جو اب اطمینان سے بیٹھا چائے پی رہا تھا، گھورتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

مٹیالے رنگ کی دو جیپیں جن پر کسی سرکاری دفتر کا نام لکھا ہوا تھا۔ نہایت تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ہائی روڈ پر آگے بڑھ رہی تھیں۔ دونوں جیپوں میں دس مسلح افراد موجود تھے جنہوں نے اپنے چہروں کو نیلے رنگ کے پٹی دار رومالوں سے ڈھانپ رکھا تھا۔ ان کے ہاتھوں میں جدید ساخت کی راکٹ گنیں تھیں جن کی نالیں چھوٹی اور چپٹی تھیں۔

دونوں جیپیں خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی۔ دلی ملٹری ہیڈ کوارٹر کی طرف جانے والی سڑک کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ یہ ریڈ نائز گروپ تھا جسے وزیراعظم آسکر کو زخمی کرنے کا حکم ملا تھا۔ اگلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ ایک دبلا پتلا لیکن بھرے ہوئے جسم کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ منہ پر بندھے ہوئے رومال سے اس کی بڑی بڑی نیلی آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ جن میں عجیب سی چمک

تھی۔ یہ ریڈ نائز گروپ کا انچارج ابوعباس تھا جس کی بہادری اور جرأت کے کارنامے فلسطین کے بچے بچے کی زبان پر تھے۔

بس یہیں درختوں کے جھنڈ کے پیچھے جیپیں روک دو ۔۔۔ ابوعباس نے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے جیپوں کا رخ درختوں کے جھنڈ کی طرف کر دیا۔ پچھلی جیپ بھی اس کے ساتھ ہی مڑ گئی اور چند لمحوں بعد دونوں جیپیں ساتھ ساتھ درختوں کے جھنڈ کے پیچھے جا کر رک گئیں۔ اور ان میں موجود افراد اچھل کر باہر آ گئے

سنو! ۔ ہم نے وزیراعظم کو صرف زخمی کرنا ہے۔ سن لو کہ صرف زخمی ۔۔۔ قتل نہیں کرنا ۔۔۔ اور ہو سکتا ہے کہ وزیراعظم ہنگامی اسکواڈ کو طلب کر لے۔ ایسی صورت میں تم نے پیدل فرار ہونا ہے جیپوں کی طرف جانے کی ضرورت نہیں ابوعباس نے کہا۔

مگر سر ۔۔۔ وزیراعظم کی جیپ تو بم پروف ہے ایک اور ساتھی نے کہا۔

مجھے معلوم ہے۔ لیکن وہ بم پروف اوپر سے ہے نیچے سے نہیں۔ تمہارا کام اس کار کو ہر صورت میں روکنا ہے۔ میں اس کے نیچے بم پھینکوں گا جس سے ۔ کار الٹ جائے گی اور اس کا نچلا حصہ لازماً ٹوٹ جائے گا ۔۔۔ ایسی صورت میں موقع محل کے تحت ہم یا تو وزیراعظم کو کار کے اندر زخمی کریں گے یا اسے باہر کھینچ کر۔ بہرحال حکم کی تعمیل ہونا ضروری ہے چاہے ہم سب کی لاشیں کیوں نہ ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائیں۔

ہدایات کے مطابق کام شروع کر دو ۔ کیونکہ کسی بھی لمحے وزیرِ اعظم کی کار یہاں پہنچ سکتی ہے" الوعباس نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ گن اٹھائے تیزی سے دوڑتا ہوا سڑک کے کنارے ایک بڑی جھاڑی میں گھس گیا۔

کئی ساتھی دوڑ کر سڑک کی دوسری طرف اونچی جھاڑیوں میں چھپ گئے۔ جب کہ دو ساتھی انتہائی تیز رفتاری سے ایک درخت پر چڑھ گئے۔ جس کا لمبا سا ٹہنا سڑک کے اوپر کافی دور تک چلا گیا تھا ان میں سے ایک نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا الیکٹرونک آرا نکالا اور آری کو ٹہنے کی جڑ کے پاس رکھ کر بٹن دبا دیا۔ سر سر کی تیز آواز ابھری اور الیکٹرونک آرے کے چھوٹے سے پہیے نے انتہائی تیزی سے ٹہنے کو کاٹنا شروع کر دیا۔ آدھے سے زیادہ ٹہنا جب کٹ گیا تو آرے کا بٹن آف کر دیا گیا۔ اب ٹہنا ذرا سا جھک گیا تھا۔ وہ ساتھی آرا جیب میں رکھ کر درخت کے پتوں میں چھپ گیا۔ گن اس نے ہاتھ میں پکڑ لی تھی۔ کبھی کبھار کوئی جیپ یا کار ادھر سے گذر جاتی۔ وہ سب خاموش پڑے ہوئے اس خطرناک مہم کو پورا کرنے کے لئے اپنی جان پر کھیل جانے کا عزم کئے ہوئے تھے۔ باقی ساتھی بھی ادھر ادھر چھپے ہوئے تھے۔

چند ہی لمحوں بعد دور سے موٹر سائیکل پائلٹ ان کے پیچھے وزیرِ اعظم کی کار اور ان کے پیچھے پولیس کی دو جیپیں آتی دکھائی دیں۔ ان کے ساتھ ہی ابو عباس کے حلق سے ٹرینڈک کے ٹرانے کی سی آواز نکلی۔ اور اس آواز نے ایک لمحے کے لئے ارد گرد پھیلے

ہوئے سکوت کو درہم برہم کر دیا۔ اور اس کے بعد پھر وہی گہری خاموشی طاری ہو گئی۔ البتہ اب موٹر سائیکلوں کی دور سے آتی ہوئی آواز فضا میں ہلکا سا ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ ٹرینڈک کے ٹرانے کی آواز ایکشن کے لئے تیار ہونے کا مخصوص کاشن تھا۔ اس لئے اس آواز کے سنتے ہی فائر گروپ کا ہر شخص الرٹ ہو گیا۔

پائلٹ موٹر سائیکلیں اب خاصی قریب آ چکی تھیں۔ آرے سے ٹہنے کو کاٹنے والے نے گن بغل سے لٹکا کر دونوں ہاتھ کٹی ہوئی جگہ پر رکھ دیئے تھے۔

پھر جیسے ہی موٹر سائیکلیں قریب آئیں الوعباس کے حلق سے چینگے جیسی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی فضا راکٹوں کے چھٹنے کے خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھی۔ دونوں موٹر سائیکل سوار بھی راکٹوں کی زد میں آ کر موٹر سائیکلوں سمیت فضا میں اڑتے ہوئے دور جا گرے۔ اور اس کے ساتھ ہی سڑک پر جھکا ہوا ٹہنا بھی آواز کے ساتھ ایک زوردار دھماکے سے سڑک پر گرا اور وزیرِ اعظم کی تیزی سے دوڑتی ہوئی کار پوری رفتار سے اس ٹہنے سے ٹکرا کر ابو عباس کی طرف مڑ گئی۔ جیپوں میں سے اب بے تحاشا فائرنگ شروع ہو گئی۔ لیکن دوسرے لمحے کار پر مختلف اطراف سے راکٹوں کی بارش شروع ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی دونوں جیپیں بھی راکٹوں کی زد میں آ کر پرزے پرزے ہو کر بکھر گئیں۔ اور ان میں موجود سپاہیوں کے پرخچے اڑ گئے۔ البتہ جو سپاہی پہلے ہی چھلانگ لگا کر سڑک پر گرے تھے انہیں بھی ایک راکٹ چاٹ گیا۔

وزیرِ اعظم کی کار اب رُک گئی تھی۔ ڈرائیور اور وزیرِ اعظم دونوں اندر بیٹھے ہوئے شیشوں میں نظر آ رہے تھے۔ وہ شاید مطمئن تھے کہ کار پر کوئی بم اثر نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ محفوظ ہیں۔

ابوعباس سانپ کی سی تیزی سے جھاڑی سے رینگتا ہوا نکلا اور انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھتا ہوا کار کی سائیڈ کی طرف بڑھا۔ درختوں اور دونوں سائیڈوں سے اب راکٹوں کی بارش بند ہو گئی تھی۔ تاکہ ابوعباس اپنی کارروائی مکمل کر لے۔

ابوعباس نے ابھی آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ یکلخت آسمان پر دُور سے جنگی ہیلی کاپٹروں کی تیز گونج سنائی دی اور اس آواز کے سنتے ہی ابوعباس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیب سے نکلا اور دوسرے لمحے ایک گولا سا تیزی سے لڑھکتا ہوا کار کے نیچے پہنچ گیا۔ ابوعباس نے اُسے صرف اتنے زور سے لڑھکایا تھا کہ وہ کار کے نیچے پہنچ کر رک جائے۔ اگر اس کا اندازہ ذرا بھی غلط ہو جاتا تو بم کار کے نیچے سے نکل کر دوسری طرف چلا جاتا اور اس طرح سارا مشن ہی فیل ہو جاتا۔ اس کا اندازہ درست ثابت ہوا اور بم کار کے نیچے جا کر رُک گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ابوعباس نے اٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے جھاڑیوں کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اور بم کا خوفناک دھماکہ ہوا اور وزیرِ اعظم کی کار یوں فضا میں پانچ فٹ تک اچھلی جیسے کسی طاقتور دیو نے اُسے زمین سے فضا میں اچھال دیا ہو۔ اور اس کے ساتھ ایک راکٹ کار سے ٹکرایا اور کار خوفناک دھماکے سے الٹ کر سڑک کی دوسری سائیڈ پر جا گری

اور پھر اس نے کئی قلابازیاں کھائیں اور دوسری سائیڈ کے ایک درخت سے ٹکرا کر رُک گئی۔ لیکن اب وہ پہلو کے بل گری ہوئی تھی۔

اسی لمحے آسمان سے ہیلی کاپٹروں سے بموں اور مشین گنوں کی گولیوں کی زبردست بوچھاڑ شروع ہو گئی۔ ابوعباس کے ساتھیوں نے اب اپنی گنوں کا رُخ آسمان کی طرف کیا اور پھر وہ فائر کر کے تیزی سے اپنی جگہ سے کھسک جاتے۔ اس کے ساتھ ہی زمین پر کئی چیخیں ابھریں۔ گولیوں اور راکٹوں کی بارش نے فائر گروپ کے کئی ساتھیوں کے پرخچے اڑا دیئے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی آسمان پر دو خوفناک دھماکے ہوئے اور پانچ میں سے دو ہیلی کاپٹر راکٹوں کی زد میں آ کر فضا میں ہی بکھر گئے اور چیخوں کے ساتھ کٹے پھٹے انسانی جسم اور ہیلی کاپٹروں کے ملبے کی بارش سڑک اور اس کے ارد گرد ہونے لگی۔

کار کے رُکتے ہی ابوعباس یکلخت جھاڑی سے نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے بھاگتا ہوا سڑک کراس کر کے کار کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے اس نے کار کے نچلے حصے میں ایک بڑا سا سوراخ دیکھا۔ جس میں سے وزیرِ اعظم کی دونوں ٹانگیں مفلوج حالت میں باہر کو جھانک رہی تھیں۔ سوٹ والی پتلون سے ابوعباس سمجھ گیا کہ یہ وزیرِ اعظم کی ٹانگیں ہیں۔ ظاہر ہے ڈرائیور نے تو یونیفارم کی پتلون پہنی ہوئی ہو گی۔

ابوعباس پر ہیلی کاپٹروں سے گولیوں کی بارش ہوئی اور دو

گولیاں اس کے ایک کندھے میں پیوست ہو گئیں۔ لیکن ابوعباس تیزی سے کار کی طرف دوڑا چلا گیا۔ اب اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ زمین سے اور آسمان سے مسلسل ایک دوسرے پر فائرنگ ہو رہی تھی۔ اور ہیلی کاپٹر جنگی طریقے سے آگے پیچھے اور اوپر نیچے ہو کر نہ صرف اپنے آپ کو بچا رہے تھے بلکہ نیچے موجود افراد پر فائرنگ بھی کر رہے تھے۔

نیچے سے اب صرف دو گنیں حرکت میں تھیں باقی خاموش تھیں۔ ابوعباس کار کی سائیڈ سے ہوتا ہوا دوسری طرف گیا۔ کار کے قریب پہنچتے ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن کا فائر وزیر اعظم کی ٹانگوں پر کھول دیا۔ جو اب اندر کی طرف سمٹ رہی تھیں۔ مشین گن کا پورا برسٹ ان کی ٹانگوں سے ٹکرایا اور ابوعباس دوڑتا ہوا دوسری طرف کی جھاڑیوں میں گھسا اور اس کے ساتھ ہی گیدڑ کے چیخنے کی آواز سنائی دی اور نیچے سے ہیلی کاپٹروں پر فائر کرنے والی دونوں گنیں یکلخت خاموش ہو گئیں۔ گیدڑ کی آواز کا مطلب یہی تھا کہ مشن مکمل ہو چکا ہے۔ اب یہاں سے فرار ہونا ہے۔

ابوعباس جنگلی خرگوش کے انداز میں دوڑتا ہوا درختوں کے ایک بڑے ذخیرے میں گھسا اور پھر وہ اٹھ کر بے تحاشا انداز میں دوڑ پڑا۔ ادھر ہیلی کاپٹر اب درختوں کے اوپر سے گولیاں برسا رہے تھے۔ لیکن ابوعباس کی رفتار بہت تیز تھی۔ اس لئے گولیاں اس کے عقب میں خزاں رسیدہ پتوں کی طرح درختوں

کی شاخوں سے ہوتی ہوئی نیچے گر رہی تھیں۔

کچھ دور آنے کے بعد ابوعباس یکلخت پلٹا اور دائیں طرف دوڑنے لگا۔ وہ حتی الوسع گھنے درختوں کے اندر دوڑ رہا تھا۔ اب ہیلی کاپٹروں کی گولیاں کافی دور رہ گئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد ابوعباس واپس مڑا اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ سڑک کے کنارے پہنچ گیا لیکن جائے واردات سے کافی دور۔ دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے سڑک کراس کی اور دوسری سائیڈ کے ذخیرے میں گھس گیا۔ یہاں امن تھا۔ کافی دور تک دوڑنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے مکان کے عقب میں پہنچ گیا۔ اس کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا اور وہ ہانپ رہا تھا۔ اس نے گھوم کر مکان کے بند دروازے پر مخصوص دستک دی۔ چند ہی لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ اور اس کا ایک ساتھی باہر آ گیا۔

"تم پہنچ گئے اور باقی ـــــ؟" ابوعباس نے جلدی سے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"وہ سب ہیلی کاپٹروں کی گولیوں کا شکار ہو گئے ـــــ صرف میں اور آپ بچ گئے ہیں" ـــــ اس نے جلدی سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ مشن مکمل ہو گیا ہے ـــــ ہمارے لئے یہ بہت بڑی کامیابی ہے ـــــ ساتھیوں نے اپنی جانوں کی قربانی دے کر فلسطین کا نام دنیا میں بلند کیا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ ان شہیدوں کو جزا دے گا ـــــ جلدی کرو۔ ٹرک باہر نکالو۔ جلدی

کرو — اسرائیلی کتے چند ہی لمحوں میں پورا علاقہ گھیر لیں گے"۔

ابوعباس نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اسد تیزی سے مکان کے اونچے برآمدے کی طرف دوڑا۔ جس میں سبزیوں سے لدا ہوا ایک بڑا سا ٹرک کھڑا تھا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور دوسرے لمحے ٹرک تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ ابوعباس نے سر پر باندھا ہوا رومال اور جسم پر موجود سیاہ رنگ کا لباس جلدی سے اتارا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے دوسری سیٹ پر چڑھ گیا اور ٹرک مکان سے باہر نکل کر انتہائی تیز رفتاری سے ایک کچی سڑک پر دوڑتا ہوا بڑی سڑک پر پہنچ گیا۔ ٹرک کا رخ شہر کی طرف تھا۔ ابھی وہ شہر میں داخل ہونے ہی والے تھے کہ سڑک پر موجود اسرائیلی پولیس نے انہیں روک لیا۔ وہاں پولیس جیپیں موجود تھیں اور پچاس کے قریب پولیس کے سپاہی گنیں لئے موجود تھے۔ اسد نے ان [illegible] پر ٹرک روکا تو دو پولیس آفیسر دوڑتے ہوئے ان کی [illegible]

[illegible] مارٹن صاحب! — آج خیریت ہے — [illegible] آپ" — ابوعباس نے سر باہر [illegible] لہجے میں کہا۔

[illegible] — ایک پولیس آفیسر نے [illegible]

"فارم سے آرہا [illegible] — کیوں خیریت ہے؟" ابوعباس نے حیرت بھرے لہجے میں [illegible]

"تم نے کسی فلسطینی گوریلے کو تو ادھر نہیں دیکھا" — پولیس آفیسر نے ٹرک کی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر جھانکتے ہوئے کہا۔ باقی سپاہی ٹرک کے پیچھے چڑھ گئے تھے اور انہوں نے سبزیوں کے ڈھیروں کو الٹ پلٹ کرنا شروع کر دیا تھا۔

"فلسطینی گوریلا — اس کا ادھر کیا کام جناب! — البتہ دور سے بڑی خوف ناک آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ شاید بم پھٹ رہے تھے — ہوا کیا ہے" — ابوعباس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں — تم جاؤ" — پولیس آفیسر نے روکھے سے لہجے میں کہا اور دروازہ بند کر کے پیچھے ہٹ گیا۔

ٹرک کے پیچھے بھی جو سپاہی تلاشی لے رہے تھے انہیں بھی وہاں سے کوئی چیز نہ ملی اور پھر پولیس آفیسر کے کہنے پر وہ بھی ٹرک سے اتر آئے۔

چند لمحوں بعد ٹرک کو آگے جانے کا حکم دیا گیا اور اسد ٹرک چلاتا ہوا شہر میں داخل ہو گیا۔

ابوعباس کے چہرے پر اب مکمل اطمینان کے آثار نمایاں تھے پولیس آفیسر اس کا دوست تھا اور اسے معلوم تھا کہ ابوعباس کا فارم ادھر ہی ہے جہاں سے وہ روزانہ سبزیاں فروخت کرنے کے لئے منڈی لے جاتا ہے۔

ابوعباس کا دوسرا روپ جمال کا تھا جو سبزیوں کے فارم کا مالک تھا۔ اور اس روپ میں وہ فلسطینی گوریلوں کے خلاف

پولیس کی مخبری کا کام کرتا تھا۔ اس طرح پولیس والوں کے ساتھ
نہ صرف اس کی دوستی تھی بلکہ وہ اس پر مکمل اعتماد بھی کرتے
تھے۔ اب یہ بات اور ہے کہ یہ مخبری اکثر لاشوں کی ہی ہوتی تھی
یا پھر شکار کو پہلے فرار کر دیا جاتا تھا۔

ابو عباس نے یہ سب کچھ ذہن میں رکھ کر ہی پلاننگ
کی تھی۔ اور اپنے نو ساتھیوں کی قربانی دے کر وہ بہرحال
اپنے خوفناک مشن کو مکمل کر لینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ جو بظاہر
ناممکن نظر آ رہا تھا۔

"کیا میں ناشتے کے لئے حاضر ہو سکتا ہوں"۔۔۔ عمران نے
ڈرائنگ روم کے دروازے پر رک کر بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"آجاؤ۔۔۔ آجاؤ۔۔۔ ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے ہیں"۔۔۔
سر سلطان نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔

سر سلطان کے ساتھ والے صوفے پر مشہور فلسطینی لیڈر شاکر سرات
بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے سر پر اپنا مخصوص رومال باندھا
ہوا تھا۔ ان کی عقابی آنکھیں عمران پر جمی ہوئی تھیں جو کمرے
میں داخل ہو کر بڑے حیرت بھرے انداز میں صوفوں کے درمیان
میں رکھی ہوئی میز کو گھور رہا تھا۔

"خالی میز۔۔۔ میرے معدے کی طرح خالی"۔۔۔ عمران نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ان سے ملو عمران!۔۔۔ یہ شاکر سرات صاحب ہیں۔۔۔ تم

انہیں بخوبی جانتے ہو ____ اور سراج صاحب! ____ یہ علی عمرا ہے۔ ایکسٹو کا خصوصی نمائندہ ____ جیسا کہ میں نے پہلے آپ تفصیل بتائی ہے ____ یہ بظاہر ایسی حرکتیں کرتا ہے ____ ورنہ در ایکسٹو کی ناک اسی کی وجہ سے بلند ہے“ ____ سر سلطان نے جلد سے عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”آپ واقعی شکل وصورت سے بے حد ذہین لگ رہے ہیں مجھے آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے“ ____ شاکر سراج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بھوک کی وجہ سے ذہین لگ رہا ہونگا ____ کہتے ہیں دانشوری کی بنیاد بھوک ہوتی ہے ____ بہرحال مجھے بھی آپ جیسے عظیم لیڈر سے بالمشافہ ملاقات پر انتہائی خوشی ہوئی ہے“ ____ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سر سلطان نے اطمینان کی ایک طویل لی۔ لیکن ان کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات تھے شاید انہیں عمران جیسے آدمی سے اس قسم کی گفتگو کی ہرگز توقع تھی اور نجانے اس خطرے کے پیش نظر انہوں نے شاکر سرا صاحب سے کیا کیا کچھ عمران کے متعلق کہا ہوگا۔

”دیکھو عمران! ____ معاملات انتہائی سنجیدہ ہیں۔ شاکر سراج صاحب انتہائی خفیہ دورے پر آئے ہیں ____ ہماری حکومت بھی باضابطہ طور پر ان کی آمد کی اطلاع نہیں ہے۔ البتہ صدر مملکت اور وزیر اعظم صاحب کو ذاتی طور پر علم ہے“ ____ سر سلطان نے عمران کو مزید سنجیدہ کرنے کے لئے باقاعدہ تمہید باندھتے ہوئے کہا

”جناب! ____ سلیمان کے معاملات بھی انتہائی سنجیدہ ہو چکے ہیں ____ ایک تو وہ پہلے ہی چڑیا کے بچے جیسا ناشتہ لے آیا کرتا تھا۔ اور آج آپ کے فون آنے پر وہ ناشتہ وہ خود میرے سامنے بیٹھ کر اڑا گیا ہے اور میری آنتیں سورہ اخلاص تو ایک طرف پوری بیس تراویح پڑھنے میں مصروف ہیں“ ____ عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور شاکر سراج صاحب نے ہونٹ بھینچ لئے۔ ان کی چمکتی ہوئی آنکھوں میں شدید حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ شاید عمران کی ٹائپ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ جس نے سر سلطان کے اس قدر سنجیدہ فقرے کا ایسا جواب دیا تھا۔

”تو ٹھیک ہے ____ تم پہلے ادھر ڈائننگ روم میں چلے جاؤ۔ میں ناشتے کا کہہ دیتا ہوں ____ جہاں ہم نے اتنا انتظار کیا ہے۔ وہاں کچھ دیر اور کر لیں گے“ ____ سر سلطان نے قدرے ناراض لہجے میں کہا۔

”ناشتے میں ملے گا کیا کیا“ ____؟ عمران نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

”جو بھی ہوگا مل جائے گا ____ بہرحال تمہارا پیٹ بھر جائے گا“ سر سلطان نے بدستور خفا لہجے میں جواب دیا۔

”میرا پیٹ بھر گیا تو شاکر سراج صاحب نے مجھے ذہین سمجھنے سے انکار کر دینا ہے ____ میں ان جیسے عظیم لیڈر کی طرف سے ملا ہوا یہ سرٹیفکیٹ اتنی جلدی ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے

آپ فرمائیں کیا حکم ہے" ـــــ عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور شاکر سرات صاحب ایک بار پھر عمران کو گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کیونکہ عمران کا چہرہ یکلخت چٹانوں کی طرح سنجیدہ ہو گیا تھا۔ لیکن وہ منہ سے کچھ نہ بولے۔ شائد وہ کم سے کم بات کرنے کے عادی تھے۔

"شکریہ عمران بیٹے ـــ اس وقت پورے عالم اسلام میں انتہائی بے چینی اور اضطراب پھیلا ہوا ہے ـــ کیونکہ اسرائیل نے اس بار حتمی فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے قبلہ اول بیت المقدس کو ہیکل سلیمانی میں تبدیل کر دے گا ـــ اس سلسلے میں اس نے ہر قسم کے احتجاج کو رد کر دیا ہے۔ حکومت ایکریمیا بھی اس کی فیور کر رہی ہے ـــ اور تم جانتے ہو کہ مسلمانوں کے قبلہ اول مسجد اقصٰی سے متعلق کیسے جذبات ہیں ـــ" شاکر سرات صاحب نے بتایا ہے کہ اسرائیل کا منصوبہ یہ ہے کہ پورے بیت المقدس کو بموں سے اڑا کر صاف کر دیا جائے گا ـــ پھر ان کی اپنی روایات کے مطابق اس پر ہیکل سلیمانی کو نئے سرے سے تعمیر کیا جائے گا۔ پوری دنیا کے یہودی اس خوفناک اور خطرناک منصوبے میں اسرائیل کے ساتھ [illegible] ہیں ـــ ہیکل سلیمانی کا نقشہ تیار ہو چکا ہے اور [illegible] لمحے مسجد اقصٰی کو بموں سے اڑا سکتا ہے۔ تم جانتے ہو اگر [illegible] نے ایسی حرکت کر دی جو کہ اس بار آثار نظر آ رہے ہیں کہ وہ ضرور حرکت کرے گا ـــ تو ہو سکتا ہے پوری دنیا کے مسلمان آگ بگولا ہو جائیں اور پھر شائد ایسی خوفناک

دھماکوں کا سلسلہ شروع ہو جائے جس کا انجام پوری دنیا کی مکمل تباہی کی صورت میں جا نکلے" ـــ سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں اس بارے میں پوری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات کو سمجھتا ہوں ـــ لیکن کم از کم اس طرح یہ تو ہو گا کہ پوری دنیا کے مسلمان اسرائیل کے خلاف متحد ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے" ـــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب! ـــ لیکن ایک بات اور بھی ہمارے علم میں ہے ـــ اسرائیل کی حکومت نے ایک پلان بنایا ہے کہ اگر مسلمانوں نے اس بارے میں زیادہ اشتعال دکھایا تو وہ دوسری عبادت گاہوں کو ایٹمی راکٹوں سے اڑا دیں گے۔ اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مسجد اقصٰی پر ہیکل سلیمانی کی تعمیر سے اس خوفناک منصوبے سے قبل اس منصوبے کا باقاعدہ اعلان کیا جائے گا ـــ اور نمونے کے طور پر مسلمانوں کے دوسرے شہروں پر ملکی طاقت کے بم بھی پھینکے جائیں گے ـــ ایکریمیا اور روسیاہ دونوں خفیہ طور پر اس کا ساتھ دینے کا باقاعدہ اعلان کر چکے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اسرائیل کی بجائے پوری دنیا کے مسلمان ختم ہو جائیں گے اور مسلمان دنیا کو اسرائیل۔ ایکریمیا اور روسیاہ تینوں مل کر بانٹ لیں گے ـــ اور پھر پوری دنیا میں مسلمانوں کا تعاقب کیا جائے گا اور ان کا آخری بچہ تک ہلاک کر دیا جائے گا" ـــ شاکر سرات نے کہا اور عمران شاکر سرات جیسے عظیم لیڈر کے منہ سے ایسے الفاظ سن کر حیران رہ گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ شاکر سرات

جیسے لیڈر غلط بات نہیں کرتے ــــ وہ اگر کہہ رہے ہیں تو یقیناً ایسا
ہی پلان اسرائیل نے بنایا ہو گا اور واقعی اس طرح ان کی دیرینہ
خواہش کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے۔ پوری ہو سکتی
ہے ــــ واقعی یہ اس قدر خوفناک منصوبہ تھا کہ عمران جیسے شخص
کو بھی بے اختیار جھرجھری سی آ گئی

"جناب! ــ آپ جو کچھ فرما رہے ہیں ــــ مجھے یقین ہے کہ
یہ سچ ہے اور یہ اس قدر خوفناک منصوبہ ہے کہ شاید اس سے
خوفناک منصوبہ اور کوئی نہیں ہو سکتا ــــ لیکن آپ یہ فرمائیے کہ
پاکیشیا اس سلسلہ میں کیا کر سکتا ہے ــــ یا میں کیا خدمت سر انجام
دے سکتا ہوں" ــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"آپ کو یقیناً علم ہو گا کہ اس سے قبل جناب ایکسٹو نے
اپنی ٹیم اسرائیل بھیجی تھی اور اسرائیلی آج تک ان کے لگائے ہوئے
زخم چاٹ رہے ہیں ــــ وہ اگر کسی سے خوفزدہ ہیں تو میرے
خیال کے مطابق وہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی ہیں۔ میں نے
یہاں آنے سے قبل اپنے آدمیوں کے ذریعے حکومت اسرائیل تک
یہ بات پہنچا دی ہے کہ فلسطینی گوریلا گروپ ہیکل سلیمانی کے
منصوبے سے قبل ہی اسرائیل کا دفاعی سٹور نمبر ون تباہ کر دے گا
اور مجھے فوراً ہی ردعمل کا علم ہو گیا کہ حکومت اسرائیل نے دو ہفتوں
تک کے لئے یہ منصوبہ ملتوی کر دیا ہے۔ ورنہ وہ کل اس پر عمل
کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے اور یہ فیصلہ اسرائیلی صدر کا ہے ــ
چونکہ اسرائیلی نو منتخب وزیر اعظم آسکر انتہائی احمق اور جوشیلا نوجوان

ہے ــــ یہ منصوبہ بھی اسی کے ذہن کی پیداوار ہے۔ وہ آج
اسرائیل پہنچ رہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس نے آتے ہی اسرائیلی
صدر کے فیصلے کو بدل کر فوری طور پر منصوبے پر عمل درآمد کرا دینا
ہے ــــ لیکن ابھی چند لمحے پہلے خفیہ ٹرانسمیٹر پر میرے آدمیوں
نے اطلاع دی ہے کہ اسرائیلی وزیر اعظم نے دو ہفتوں کو بدل کر
تین روز تک منصوبے کو ملتوی کرنے کا فیصلہ کیا ہے ــــ لیکن
ہمارے ایک گروپ نے اپنی جانوں پر کھیل کر وزیر اعظم کو اس حد
تک زخمی کر دیا ہے کہ وہ اب دو ہفتے سے قبل ہسپتال سے
نہیں نکل سکے گا ــــ اس طرح ہمیں کم از کم دو ہفتوں کی مہلت
مل گئی ہے" ــــ شاکر سرات صاحب جب بولنے پر آئے تو
بولتے ہی چلے گئے۔
"گڈ شو! ــ لیکن دو ہفتوں کے بعد کیا ہو گا" ــــ؟ عمران
نے کہا۔
"میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ ایکسٹو صاحب سے ملاقات
کر کے انہیں اس بات پر آمادہ کروں کہ وہ اسرائیل میں کوئی ایسی
کارروائی کریں ــــ جس سے وہ ہیکل سلیمانی کے منصوبے کو بھول
کر کسی اور چکر میں پڑ جائے اور اس طرح یہ منصوبہ ختم ہو جائے۔
سلطان صاحب نے فرمایا ہے کہ چونکہ میں سرکاری دورے پر نہیں
آیا ــ اس لئے جناب ایکسٹو سے براہ راست ملاقات ناممکن ہے
البتہ انہوں نے آپ سے ملاقات کا بندوبست کیا ــــ کیونکہ ان
کے فرمان کے مطابق آپ کی بات جناب ایکسٹو نہیں ٹالتے" ــــ

شاکر سرات صاحب نے کہا۔
"آپ کے ذہن میں ایسا کوئی منصوبہ ہے ـــــ جسے پاکیشیا سیکرٹ سروس سرانجام دے کر ہیکل سلیمانی والے منصوبے کا خاتمہ کرا سکے" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔
"ایک منصوبہ ہے تو سہی ـــــ لیکن وہ بے حد مشکل بلکہ بظاہر ناممکن نظر آتا ہے" ـــــ شاکر سرات نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔
"آپ فرمائیں تو سہی" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"دیکھیں بیت المقدس اور اسرائیلی دارالحکومت سے قریب موجود ایک ڈیم کا فاصلہ تقریباً دو کلومیٹر ہے ـــــ اس طرح بیت المقدس اور اسرائیلی خفیہ دفاعی ایٹمی لیبارٹری جس میں ہی ان کا دفاعی سٹور نمبر ون ہے، کا فاصلہ بھی تقریباً دو کلومیٹر ہے ـــــ یہ ڈیم ایسا ہے کہ اگر یہ تباہ ہو جائے تو اسرائیل معاشی طور پر مکمل نہ صرف تباہ ہو جائے گا ـــــ بلکہ اس کا پانی پورے دارالحکومت کو بہا کر لے جائیگا ـــــ دارالحکومت کی زمین کے اوپر موجود ہر چیز تباہ ہو جائے گی۔ اسی طرح دفاعی ایٹمی لیبارٹری اسرائیل کی شہ رگ ہے ـــــ اگر یہ تباہ ہو جائے تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اسرائیل کو ایسی لیبارٹری قائم کرنے کے لئے کم از کم بیس پچیس سال چاہئیں اور دوسری بات یہ کہ اس میں موجود ایٹمی اسلحے کا سٹور اگر تباہ ہو گیا تو پھر اسرائیل میں ایک بچہ بھی زندہ نہیں رہ سکتا ـــــ اگر ہم کسی طرح بیت المقدس سے دفاعی لیبارٹری تک اور بیت المقدس

سے ڈیم تک خفیہ سرنگیں کھود کر ان میں بکوڈیم الیون مادہ بھر دیں۔ اور اس کے بعد اس بات کا اعلان کر دیا جائے کہ اگر بیت المقدس پر بم پھینکا گیا، یا اس کی توڑ پھوڑ کی گئی، یا اس کا نقشہ بدلنے کی کوشش کی گئی تو بکوڈیم الیون کی وجہ سے اسی لمحے ڈیم اور دفاعی لیبارٹری بھی ساتھ ہی اڑ جائے گی ـــــ اور اس بات کا اسرائیل کو یقین ہو جائے تو مجھے یقین ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے اس منصوبے کو ترک کر دیں گے" ـــــ شاکر سرات نے کہا۔
"لیکن شاکر سرات صاحب! ـــــ یہ منصوبہ کیسے قابل عمل ہے۔ دو دو کلومیٹر کی خفیہ سرنگیں کیسے کھودی جائیں گی ـــــ اور کھودے گا کون" ـــــ؟ سر سلطان نے جو اب تک خاموش بیٹھے ہوئے تھے عمران کے بولنے سے پہلے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"پہلے تو یہ بتائیں کہ یہ بکوڈیم الیون کیا ہے ـــــ میں تو اس کا نام پہلی بار سن رہا ہوں" ـــــ عمران نے حیرت سے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔
"ہاں! ـــــ یہ انتہائی جدید ترین ایجاد ہے ـــــ اس کا سائنسی نام تو بہت لمبا چوڑا ہے بہر حال اس کا مخفف نام بکوڈیم الیون رکھا گیا ہے ـــــ اور آپ کو یہ سن کر یقیناً خوشی ہو گی کہ یہ مکمل طور پر فلسطینیوں کی ایجاد ہے ـــــ ہم نے ایک خفیہ لیبارٹری قائم کی ہوئی ہے جہاں فلسطینی سائنسدان ایسی ایجادات میں دن رات مصروف رہتے ہیں جن سے اسرائیل کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچایا جائے اسی سلسلہ میں اسے اتفاق ہی کہیئے کہ بکوڈیم الیون بھی ایجاد ہو گیا۔

یہ ایک خاص قسم کا بارودی مادہ ہے۔ اسے جب ایک خاص دھات کے پائپ میں بند کر کے ایئر ٹائٹ کر دیا جاتا ہے تو یہ انتہائی خوفناک بم بن جاتا ہے ۔۔۔ اس پائپ پر جیسے ہی ضرب لگائی جائے۔ یعنی اسے توڑنے کی کوشش کی جائے تو یہ یقیناً پھٹ جاتا ہے۔ اور وہ پھٹتا اس لئے ہے کہ جب اس میں ہوا کا ایک خلیہ بھی داخل ہو جائے ۔۔۔ ویسے اس دھات پر وزن۔ پانی۔ ہوا کسی چیز کا کوئی اثر نہیں ہوتا ۔۔۔ اگر اسے اسرائیل کھولنے، اکھاڑنے یا توڑنے کی کوشش کرے گا تو دو کلومیٹر لمبا پائپ بیک وقت بم کی صورت میں پھٹ جائے گا" ۔۔۔ شاکر سرات نے کہا۔

"کیا اس سے چھوٹا بم بنایا جا سکتا ہے ۔۔۔ اور اسے وائرلیس یا کسی اور ذریعے سے پھاڑا جا سکتا ہے" ۔۔۔؟ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"جی ہاں! ۔۔۔ مجھے میرے سائنسدانوں نے بتایا ہے کہ انہوں نے اس میں کامیابی حاصل کر لی ہے ۔۔۔ اس بم پر وائرلیس آپریشن فکس ہو جاتا ہے جو گھوم کر اس کا منہ کھول دے گا اور ہوا اندر داخل ہوتے ہی یہ پھٹ جائے گا" ۔۔۔ شاکر سرات نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر دو کلومیٹر سرنگیں کھودنے کی کیا ضرورت ہے ۔۔۔ ڈیم اور دفاعی لیبارٹری کے اندر ان بموں کو چھپا دیا جائے اور پھر اسرائیل کو دھمکی دے دی جائے کہ اگر اس نے بیت المقدس کو نقصان پہنچایا تو یہ بم پھاڑ دیئے جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں نے دو کلومیٹر والی بات اس لئے کی تھی کہ اس طرح اس کا کوئی پارٹ علیحدہ نہ کر سکیں گے ۔۔۔ ورنہ سارا پھٹ جائے اور علیحدہ علیحدہ بموں کی صورت میں وہ اسے اٹھا کر لے جائیں اور ہمیں معلوم بھی نہ ہو گا" ۔۔۔ شاکر سرات نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ یہ پہلو یقیناً قابل غور ہے ۔۔۔ لیکن یہ دو کلومیٹر سرنگیں کھودنا ۔۔۔ ان میں اتنے طویل بم بنا کر ڈالنا ۔۔۔ یہ تو حالات میں ناممکن ہے اور پھر ایسی صورت حال جو اس وقت ئیل میں ہے ۔۔۔ اور پھر یہ کام تو کم از کم دو تین سالوں میں جا کر ہو سکتا ہے ۔۔۔ اور آخری بات یہ کہ کم از کم پاکیشیا سیکرٹ وس تو یہ کام نہیں کر سکتی" ۔۔۔ عمران نے فیصلہ کن لہجے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے ۔۔۔ میرا آئیڈیا تھا کہ آپ لوگ وہاں رتباہی پھیلا دیتے تو فلسطینی اس مشن میں مصروف ہو جاتے ت آپ کی بات سن کر مجھے اپنے احمقانہ منصوبے پر خود شرم ہی ہے ۔۔۔ واقعی یہ دو تین سالوں کا پروجیکٹ ہے۔ اور میں عملی طور پر بے حد دشواریاں پیدا ہو سکتی ہیں ۔۔۔ ٹھیک ہے۔ میں اپنا یہ منصوبہ واپس لیتا ہوں ۔۔۔ آپ بہرحال مجھ سے ہو بہتر سوچ سکتے ہیں" ۔۔۔ شاکر سرات نے خفیف لہجے میں ب دیتے ہوئے کہا۔

"پ نے بہرحال اسرائیلی وزیر اعظم کو ہسپتال پہنچا کر دو ہفتوں مہت حاصل کر لی ہے ۔۔۔ اب میں جناب ایکسٹو سے

بات کروں گا ـــــ اگر وہ تیار ہو گئے تو پھر منصوبہ بھی وہ خود
سوچ لیں گے" ـــــ عمران نے کہا۔
"مجھے یقین ہے کہ اسرائیل کا منصوبہ جب ان کے سامنے
آئے گا ـــ تو وہ ضرور ہماری امداد کریں گے ـــ بہرحال مجھے
کیسے پتہ چلے گا کہ ایکسٹو صاحب ہماری امداد پہ تیار ہیں یا نہیں"
شاکر سرات نے کہا۔
"عمران! ـــ میری طرف سے بھی انہیں درخواست کر دو
جناب شاکر سرات صاحب نے اسرائیل کا جو خفیہ منصوبہ بتایا۔
اس نے مجھے بے چین کر دیا ہے" ـــــ سر سلطان نے کہا۔ ان
کے لہجے میں واقعی شدید بے چینی تھی۔
"اگر یہ بات ہے جناب! ـــ تو پھر آپ انہیں تیار
سمجھیں ـــ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جناب ایکسٹو ساری دنیا کی
بات ٹال جائیں تو ٹال جائیں ـــ لیکن سر سلطان کی بات وہ
نہیں ٹالتے ـــ نجانے انہوں نے انہیں کیا گھول کر پلا رکھا
شاید کوئی تعویذ تسخیر پلا رکھا ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا اور سر سلطان ہنس پڑے۔ شاکر سرات صاحب بھی مسکرا دیئے
ان کے چہرے پر اطمینان کی جھلکیاں نمایاں ہو گئی تھیں۔
"میری طرف سے خصوصی شکریہ ادا کر دیجئے ـــ یہ ان
کا عالمِ اسلام پر اور خصوصاً ہم فلسطینیوں پر احسان ہو گا کہ وہ اسرائیل
کو اس خوفناک منصوبے سے باز رکھ سکیں ـــ میری
طرف سے انہیں مزید فرما دیجئے گا کہ اسرائیل میں ہر فلسطینی گوریلا

ان کے حکم پر جان فدا کرنے کو اعزاز سمجھے گا اور ضرورت کے وقت
وہ ہمارے خصوصی گوریلا گروپ ریڈ فائر کے انچارج حارث سے
رابطہ کر سکتے ہیں ـــ حارث اور اس کے ساتھی فلسطینیوں کا فخر ہیں"
شاکر سرات نے کہا۔
"پہلے تو وہاں ابو نافہ صاحب انچارج تھے ـــ وہ تو شہید ہو
گئے تھے" ـــــ عمران نے کہا۔
"ہاں! ـــ ان کے بعد حارث کو انچارج بنایا گیا ہے اور گروپ
کا نام عقاب سے بدل کر ریڈ فائر رکھ دیا گیا ہے ـــ حارث سے
رابطے کا طریقہ بے حد آسان ہے ـــ اسرائیل میں کوئین بار کے
مالک یعقوب کانڈی سے کہیں کہ ازمیر سے ملنا ہے۔ بے دھڑک
ہو کر کہہ دیں ـــ حارث جہاں بھی ہو گا۔ ان سے رابطہ قائم کرا دیا
جائے گا ـــ آپ ان سے سپیشل مشن کا کوڈ کہہ کر اپنے احکامات
کی تعمیل کرا سکتے ہیں ـــ ویسے میں بھی انہیں اپنے طور پر احکامات دے
دوں گا" ـــ شاکر سرات نے کہا۔
"ٹھیک ہے ـــ پہلے میں جناب ایکسٹو صاحب سے ناشتہ کرانے
کی فرمائش تو کر لوں ـــ اب تو آنتیں بیس کی بجائے پورے رمضان
کی تراویح پڑھ چکی ہیں اور سلطانی لنگر اس جمہوری دور میں بند ہو چکا
ہے ـــ اچھا خدا حافظ" ـــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔
"ارے ارے ٹھہرو! ـــ میں کرا دیتا ہوں ناشتہ ـــ ٹھہرو" ـــ
سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔
"آپ نے جب تک ناشتہ کرانا ہے ـــ لنچ کا وقت ہو جانا ہے

اور جب تک لنچ کرانا ہے تو ڈنر کا ۔ اس لئے خدا حافظ"۔ عمران
نے کہا اور سلام کر کے وہ تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر
نکل آیا ۔ سر سلطان محبت بھرے انداز میں ہنستے رہ گئے ۔

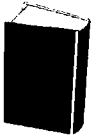

پورے اسرائیل پر قیامت کا سا سماں طاری تھا ۔ وزیر اعظم اسرائیل
پر اس طرح کا دلیرانہ حملہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا ۔ اور پھر
وزیر اعظم اسرائیل کی کار بنانے والوں کا دعویٰ تھا کہ یہ دنیا کی محفوظ
ترین کار ہے اور پھر ہنگامی اسکواڈ کے جنگی اسلحہ سے لیس ہیلی کاپٹر ۔
لیکن ان سب باتوں کے باوجود وزیر اعظم کی دونوں ٹانگیں گولیوں
سے چھلنی کر دی گئی تھیں ۔ ان کے کولہوں پر شدید چوٹیں آئی
تھیں ۔ اور اگر انہیں فوری طور پر ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہسپتال نہ
پہنچایا جاتا تو ان کا بچنا ناممکن ہو جاتا ۔ اور اب بھی ان کا صحیح معنوں
میں صحت مند ہونا شاید مہینوں کے وقفے کی بات تھی ۔ دو ہیلی کاپٹر
مع مسلح افراد کے تباہ ہو چکے تھے ۔ دو پائلٹ اور سپاہیوں سے بھری
ہوئی دو جیپیں ختم ہو گئی تھیں ۔ اور ان سب کے مقابلے میں صرف
آٹھ فلسطینی گوریلوں کی لاشیں ملی تھیں ۔ زندہ ایک بھی ہاتھ نہ آیا تھا ۔

حالانکہ ہیلی کاپٹروں کی رپورٹ تھی کہ دو افراد کو فرار ہوتے دیکھا گیا
ہے ۔ حکومت اسرائیل نے اس سارے واقعہ کو پریس سے چھپانے
کی بے حد کوشش کی ۔ لیکن ایسی خبریں کیسے چھپ سکتی ہیں ۔ نتیجہ
یہ کہ پورے اسرائیل میں ہر شخص کی زبان پر اسی واقعے کا چرچا تھا ۔
عربوں کے چہروں پر اطمینان بھری مسکراہٹ رینگ رہی تھی جبکہ
یہودیوں کے چہرے زرد پڑ گئے تھے ۔ وہ دل ہی دل میں فلسطینیوں
کی اس بے پناہ دلیری اور جرأت سے خوفزدہ ہو گئے تھے ۔

اسرائیل کے صدارتی محل میں اعلیٰ سطحی میٹنگ جاری تھی ۔ صدر
مملکت کا چہرہ غصے اور جھنجھلاہٹ سے سیاہ پڑا ہوا تھا ۔ آنکھوں
سے شعلے لپک رہے تھے جب کہ جی ۔ پی ۔ فائیو کا سربراہ کرنل ڈیوڈ
ریڈ آرمی کا نیا سربراہ کرنل مارگن ۔ ملٹری انٹیلی جنس کا سربراہ کرنل کاسٹر
اور اسی طرح کے دوسرے سربراہ سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے
پولیس چیف کا چہرہ بھی بری طرح بجھا ہوا تھا ۔

"فلسطینی گوریلے اب اس حد تک دلیر ہو گئے ہیں کہ وہ عین اسرائیل
کے قلب میں اسرائیل کے وزیر اعظم پر اس طرح کا حملہ کر سکتے ہیں ۔
تو پھر آپ سب لوگوں کو خودکشی کر لینا چاہیئے ۔۔۔ ڈوب مرنا چاہیئے"۔
صدر مملکت نے پوری قوت سے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا ۔

"جناب !۔۔۔ ہم نے وزیر اعظم صاحب کو کئی بار درخواست کی
تھی کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے مکمل گارڈ لے کر چلا کریں ۔ لیکن
انہوں نے کبھی پرواہ نہ کی ۔۔۔ بہرحال ہم کوشش کر رہے ہیں
کہ ان فرار ہو جانے والے افراد کو ڈھونڈ نکالا جائے ۔۔۔ پورے

اسرائیل کی ناکہ بندی ہو چکی ہے ۔۔۔ ایک ایک گھر کی تلاشی لی جا رہی ہے" ۔۔۔ کرنل مارگن نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ تمہارا کام اب صرف ناکہ بندیاں کرنا اور تلاشیاں لینا رہ گیا ہے ۔۔۔ کل وہ مجھے بھی ہسپتال یا قبرستان پہنچا دیں گے اور تم پھر یہی کہو گے کہ ہم گھر گھر کی تلاشی لے رہے ہیں ۔۔۔ ہم نے پوری دنیا کی ناکہ بندی کر رکھی ہے" ۔۔۔ صدر مملکت کو اور بھی زیادہ غصہ آگیا۔

"جناب! ۔ جہاں تک میرا خیال ہے ۔۔۔ اس قدر دلیری کا مظاہرہ فلسطینی گوریلوں کا کام نہیں ہے۔ اس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس ملوث ہے" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جن آٹھ افراد کی لاشیں ملی ہیں ۔۔۔ وہ پاکیشیا کے تھے ۔۔۔ یا فلسطینی ۔۔۔ بولو جواب دو ۔۔۔ تمہارے اعصاب پر پاکیشیا سیکرٹ سروس سوار ہو چکی ہے ۔۔۔ اور اگر ایسا ہے تو مجھے جواب دو کہ یہ سیکرٹ سروس بھوتوں پر مشتمل ہے یا جنوں پر ۔۔۔ کہ وہ کسی کو نظر آئے بغیر اسرائیل میں جس وقت بھی چاہے داخل ہو جاتے ہیں۔ اور جس کو بھی چاہے زخمی کر دیتے ہیں ۔۔۔ بولو! ۔۔۔ تم لوگ کیا کرتے رہتے ہو ۔۔۔ ؟ تمہارا دعویٰ ہے کہ ایک مکھی بھی تمہاری نظروں میں آئے بغیر اسرائیل میں داخل نہیں ہو سکتی پھر ۔۔۔ ؟" صدر مملکت نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے سر جھکا لیا۔ اس کے پاس صدر مملکت کے اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔ اور وہ خاموش رہا۔

ہال پر چند لمحے گہرا سکوت طاری رہا۔ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ صدر مملکت دانت پیستے ہوئے ایک ایک کی شکل دیکھ رہے تھے۔

"سنو! ۔۔۔ مجھے خفیہ اطلاعات ملی ہیں کہ شاکر سرات ایک بار پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی امداد حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے ۔۔۔ وہ ہیکل سلیمانی والے منصوبے کو ہر صورت میں ملتوی کرانا چاہتے ہیں ۔۔۔ میں نے دو ہفتوں کے لئے یہ منصوبہ ملتوی کر دیا تھا ۔۔۔ اس وقت میرا خیال تھا کہ اس منصوبے کو فی الحال مکمل طور پر ملتوی کر دیا جائے ۔۔۔ تاکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کا جوش و خروش ٹھنڈا پڑ جائے اور پھر کسی روز اچانک منصوبے پر عمل کر دیا جائے ۔۔۔ لیکن اب وزیر اعظم پر اس حملے کے بعد یہ منصوبہ اسرائیل کے لئے چیلنج بن گیا ہے ۔۔۔ اس لئے دو ہفتوں بعد اس پر لازماً عملدرآمد ہوگا ۔۔۔ ہر صورت میں اور ہر قیمت پر ۔۔۔ ان دو ہفتوں کے دوران آپ تمام حفاظتی انتظامات مکمل کر لیں۔ اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں داخل ہوتی ہے تو تمہارے لٹکے ہوئے چہرے دیکھنے کی بجائے میں ان کی کٹی ہوئی گردنیں دیکھنا چاہتا ہوں ۔۔۔ ورنہ ان کی بجائے تمہاری گردنیں بھی کٹ سکتی ہیں ۔۔۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے" ۔۔۔ صدر مملکت نے انتہائی جذباتی انداز میں گرجتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر! ۔۔۔ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی صورت بھی بچ کر نہ جائے گی ۔۔۔ اول تو ہم انہیں اسرائیل

میں داخل ہی نہ ہونے دیں گے اور اگر وہ داخل ہو گئے تو پھر انکی لاشیں پریذیڈنٹ ہاؤس کے دروازے پر لٹکی ہوئی ہونگیں" ___ کرنل مارگن نے پُرجوش انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے ___ بہرحال آپ کے پاس دو ہفتے ہیں ___ بہتر یہی ہے کہ ان دو ہفتوں میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر یہاں آتی ہے اور ان فلسطینی گوریلوں کو جنہوں نے وزیر اعظم پر حملہ کیا ہے۔ ان سب کی لاشیں میرے سامنے پیش کر دی جائیں" ___ صدر مملکت نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ___ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ایسا ہی ہوگا" سب نے یک زبان ہو کر کہا۔

"اور سنو! ___ آپ سب مل کر ایک ڈائریکٹوریٹ بنائیں اور ایک دوسرے کی امداد کریں ___ اس طرح آپ کی طاقت بڑھ جائے گی ___ کرنل مارگن آپ کا سربراہ ہوگا" ___ صدر مملکت نے ایک اور حکم دیتے ہوئے کہا اور سب نے فوری طور پر اثبات میں سر ہلا کر کرنل مارگن کو مشترکہ فورس کا سربراہ تسلیم کر لیا۔

کرنل مارگن کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی اور سینہ پھول گیا۔ اس کے بعد صدر مملکت نے چند مزید ہدایات جاری کر کے میٹنگ برخاست کر دی اور وہ سب میٹنگ ہال سے باہر آ گئے۔

دانش منزل کے آپریشن روم پر گہرا سکوت طاری تھا۔ عمران اور بلیک زیرو اپنی اپنی کرسیوں پر خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کا سر کرسی کی پشت سے ٹکا ہوا تھا اور آنکھیں بند تھیں۔ لیکن فراخ پیشانی پر موجود سلوٹیں بتا رہی تھیں کہ وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہے۔ جبکہ بلیک زیرو خاموش بیٹھا ہوا عمران کو دیکھ رہا تھا۔ عمران نے اُسے شاکرسرات سے ہونے والی تمام گفتگو بتا دی تھی اور اب مسئلہ تھا کوئی ایسی لائن آف ایکشن سوچنے کی، جس کے تحت وہ اسرائیل کو ہمیشہ کے لئے نہیں تو کم از کم کچھ عرصہ کے لئے اس ہیکل سلیمانی والے منصوبے سے باز رکھ سکیں۔ لیکن کوئی ایسی لائن آف ایکشن بلیک زیرو کے ذہن میں نہ آ رہی تھی۔

عمران نے بہرحال اسرائیل جانے کا فیصلہ تو کر لیا تھا کیونکہ جب سے شاکرسرات نے بیت المقدس کے متعلق اسرائیل کا خوفناک

منصوبہ بنایا تھا۔ عمران اسرائیل کو ہر لحاظ سے مفلوج کر دینے کے لئے شدید بے چین تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اسرائیل پر کوئی ایسی ضرب لگائی جائے کہ وہ سب کچھ بھول کر بس اپنے زخم چاٹتا رہے اور شاید اس وقت عمران اسی لائن آف ایکشن کی سوچ میں گم تھا۔ عمران کے کہنے پر بلیک زیرو نے جولیا کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ سب ممبران کو لے کر دانش منزل کے میٹنگ ہال میں پہنچ جائے۔ اور وقفے وقفے سے ممبران کی آمد ہو رہی تھی۔

"اگر اسرائیل کا دفاعی سٹور اڑا دیا جائے تو اسرائیل کو انتہائی شدید نقصان پہنچ سکتا ہے" —— بلیک زیرو نے کافی دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"نہیں —— اس طرح لاکھوں بے گناہ افراد موت کے گھاٹ اتر جائیں گے —— اسرائیل کا کیا ہے وہ ایکریمیا سے اور اسلحہ حاصل کر لے گا" —— عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آخر آپ وہاں جا کر کیا کریں گے —— ؟ وزیر اعظم اور صدر دونوں کو ہلاک کر دیں" —— بلیک زیرو نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نیا وزیر اعظم اور نیا صدر منتخب ہو جائے گا —— اور وہ بھی ظاہر ہے یہودی ہی ہوں گے مسلمانوں کے دشمن" —— عمران نے اس کی بات رد کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ نے کیا سوچا —— ممبر تو اب تقریباً اکٹھے ہو چکے ہیں" —— بلیک زیرو نے کہا۔

"میں اسرائیل کی طاقت کا گھمنڈ توڑنا چاہتا ہوں —— میں اسے اس حد تک ذلیل اور بے بس کرنا چاہتا ہوں کہ وہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف اس قسم کے منصوبوں کے بارے میں سوچنے کی جرأت ہی نہ کر سکے —— میں اسے خوفزدہ کرنا چاہتا ہوں" —— عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کے لئے آپ کیا طریقہ کار استعمال کریں گے —— ؟ اسرائیل کی اصل طاقت تو ایکریمیا ہے —— کیا آپ ایکریمیا کو اسرائیل کے خلاف کرنا چاہتے ہیں" —— بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں —— ایسا ناممکن ہے —— ایکریمیا مکمل طور پر یہودیوں کی گرفت میں ہے —— اور اسرائیل یہودیوں کے لئے ایسے ہی ہے جیسے مسلمانوں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے پاکیشیا" —— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد ایک بار پھر کچھ دیر کے لئے خاموشی طاری ہو گئی۔

"شاگر سرات صاحب کا منصوبہ تو ٹھیک ہے۔ اگر اس کو قابل عمل بنایا جائے" —— کافی دیر کے بعد عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے —— ؟" بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر ڈیم میں کسی ایسی جگہ بکوڈیم الیون کا بم نصب کر دیا جائے کہ جہاں سے کسی طرح بھی اسرائیل اسے ڈھونڈ نہ سکے —— اور یہ کام ایمی لیبارٹری کے ساتھ کیا جاتے، تو میرا خیال ہے کہ اسرائیل کو ہیکل سلیمانی والے منصوبے سے روکا جا سکتا ہے" —— عمران

نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" لیکن سر! ۔۔۔ آپ جانتے ہیں کہ جدید ترین سائنسی آلات بہرحال ان بموں کو ڈھونڈ نکالیں گے ۔۔۔۔ اور پھر ان کے لئے انہیں بے کار کرنا کچھ زیادہ بڑا مسئلہ نہ ہوگا" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا اور پھر کافی دیر تک ہنستا رہا۔

بلیک زیرو حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔ جیسے اُسے اس کی دماغی صحت پر شک ہوگیا ہو۔ کیونکہ عمران دوسروں کو ہنسانے کا تو ماہر تھا۔ لیکن خود وہ اس طرح کبھی نہ ہنستا تھا۔ لیکن اب بغیر کسی بات کے وہ بے اختیار ہنسے جارہا تھا۔

" کیا ہوا عمران صاحب! ۔۔۔ کیا دماغ پر زیادہ بوجھ پڑ گیا ہے" بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوتے کہا۔

" مجھے تمہاری بات سُن کر ایسا آئیڈیا سُوجھا ہے کہ میں اسرائیل والوں کی حالت پر پیشگی ہنس رہا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح ہنستے ہوئے کہا۔

" کیا آئیڈیا ہے ۔۔۔ جس نے آپ کو اس طرح ہنسنے پر مجبور کر دیا ہے ۔۔۔ ؟" بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" تم نے کہا ہے کہ اسرائیلی جدید ترین سائنسی آلات کی مدد سے ان بموں کو بہرحال تلاش کرلیں گے" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" ہاں ۔۔۔ بالکل کہا ہے ۔۔۔ اور ایسا ہی ہوگا" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے

" لیکن اگر وہاں سرے سے بم رکھے ہی نہ جائیں تو ۔۔۔۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" رکھے ہی نہ جائیں ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔۔ ؟ بلیک زیرو کی حیرت میں اور زیادہ اضافہ ہوگیا۔

" اسی بات پر تو ہنس رہا ہوں ۔۔۔ اگر صرف پروپگنڈہ کر دیا جائے کہ بم رکھ دیئے گئے ہیں ۔۔۔ لیکن وہاں بم موجود ہی نہ ہوں تو پھر جدید ترین سائنسی آلات انہیں کیسے ڈھونڈیں گے" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار ہنسنے کی باری بلیک زیرو کی تھی۔

" گڈ آئیڈیا! ۔۔۔ واقعی وہ چکر میں ہی رہیں گے ۔۔۔۔ لیکن عمران صاحب! ۔۔۔ اگر وہ اسی نتیجے پر پہنچ گئے کہ سرے سے بم موجود ہی نہیں ہیں تو پھر ۔۔۔۔" بلیک زیرو نے کہا۔

" تو کسی اور جگہ نمونے کے طور پر بم فائر کر دیا جائے گا" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ! ۔۔۔ میں سمجھ گیا ۔۔۔ یہ ترکیب واقعی ٹھیک ہے ۔۔۔۔ تین چار جگہوں پر بم فٹ کر دیئے جائیں ۔۔۔ لیکن پروپگنڈہ ان جگہوں کا کیا جائے ۔۔۔۔ واقعی اس طرح اسرائیل ہمیشہ خوفزدہ رہے گا ۔۔۔ اور چونکہ بم ہوں گے نہیں اس لئے انہیں ملیں گے نہیں۔ واہ! ۔۔۔ واقعی عمران صاحب! ۔۔۔ آپ کے ذہن میں اللہ تعالیٰ نے ذہانت کا کمپیوٹر نصب کر دیا ہے" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے عقیدت مندانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ہے اصل منصوبہ۔ جو ہمارے واپس آنے کے بعد ان کے اعصاب کو شل کرتا رہے گا ۔۔۔۔ لیکن اس بار میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اسرائیل کو ایسا سبق سکھاؤں گا کہ ان کی آئندہ نسلیں بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام لے لیکر بچوں کو ڈراتی رہیں گی ۔۔۔۔ انہوں نے مسلمانوں کے مقدس مقامات پر اس قدر خوفناک حملے کا منصوبہ سوچنے کی جو جرأت کی ہے ۔۔۔ اس کا انہیں صدیوں تک خمیازہ بھگتنا پڑے گا ۔۔۔۔" عمران کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے اور آواز میں بھوکے بھیڑیے جیسی غراہٹ ابھر آئی تھی۔ ایسی غراہٹ کہ بلیک زیرو کے جسم میں خوف کی سرد لہریں دوڑنے لگیں۔ اس نے عمران کو اس قدر جذباتی ہوتے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔

اسی لمحے سیٹی کی آواز ابھری اور بلیک زیرو نے چونک کر میز کے نیچے ایک بٹن دبا دیا۔ سیٹی کی آواز نکلنی بند ہو گئی۔

"میرے خیال میں سب لوگ میٹنگ ہال میں پہنچ گئے ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ چیک کرو۔ پھر مائیک مجھے دو" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

بلیک زیرو نے چیکنگ کی اور پھر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مائیک آن کر دیا۔

"ہیلو ممبرز! ۔۔۔ ایکسٹو سپیکنگ" ۔۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس! ۔۔۔ ہم سب یہاں موجود ہیں" ۔۔۔۔ جولیا کی آواز کمرے میں سنائی دی۔

"آج تم جس مہم کو سرانجام دینے کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہو ۔۔۔ ہوسکتا ہے کہ یہ تم سب کی زندگیوں کی آخری مہم ہو۔ کیونکہ اس مہم میں موت کا سایہ ہر لمحے سروں پر منڈلاتا رہے گا ۔۔۔۔ اسرائیل نے مسلمانوں کے قبلہ اول بیت المقدس کو بموں سے اڑا کر اس کی جگہ ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے کا منصوبہ بنالیا ہے اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے زبردست احتجاج کے باوجود وہ اپنے منصوبے پر عملدرآمد کرنے پر بضد ہے ۔۔۔۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے خفیہ طور پر یہ منصوبہ بنالیا ہے کہ مسلمانوں کے زیادہ احتجاج پر وہ مسلمانوں کے دوسرے شہروں کو راکٹوں سے اڑا دے گا ۔۔۔ ظاہر ہے اس سے پوری دنیا کے مسلمان دیوانہ وار اسرائیل پر چڑھ دوڑیں گے تو ایکریمیا اور روسیاہ جو پہلے ہی اس منصوبے کے حق میں ہیں ۔۔۔ اسرائیل کو بچانے کے لئے دونوں مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کریں گے اور اس طرح بقول ان کے پوری دنیا سے ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کا خاتمہ کر دیا جائے گا ۔۔۔۔ اسرائیل ایکریمیا اور روسیاہ تو مسلمانوں کے معاملے میں آپس میں ایک ہیں جبکہ یورپی ممالک بھی مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ اس لئے اسرائیل کو ہر طرف سے شہ ملی ہوئی ہے ۔۔۔۔ جناب شاکر سرات صاحب ایک خفیہ طور پر یہاں پہنچے ہوئے ہیں اور انہوں نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں اسرائیل کے خلاف کوئی ایسا منصوبہ بروئے کار لاؤں

جس سے اسرائیل کی طاقت اور گھمنڈ ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جائے اور وہ مسجد اقصٰی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے لئے باقی منصوبوں پر عملدرآمد کی بھی جرأت نہ کر سکے ۔ اور میں نے حامی بھر لی ہے ۔ اور آج تم اسی مقصد کے لئے اکٹھے ہوئے ہو ___ میں تمہیں اسرائیل کی طاقت اور گھمنڈ توڑنے کے لئے بھیجنا چاہتا ہوں ___ میں چاہتا ہوں کہ تم اسرائیل کو ایسا سبق سکھاؤ کہ ان کی آئندہ نسلیں بھی مسلمانوں کے خلاف اس قسم کے بھیانک منصوبے سوچنے کی جرأت ہی نہ کر سکے ___ ظاہر ہے یہ ایک اندھا مشن ہوگا ___ اسرائیل کو اب لازماً شاکر سرات صاحب کے یہاں آنے کی سُن گن مل گئی ہوگی اور اس نے بھی اپنے طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نمٹنے کے لئے انتظامات کر لئے ہوں گے ___ ایسی صورت میں کسی کا زندہ بچ کر واپس آنا عام حالات میں ممکن نہیں بھی ہو سکتا ___ یہاں آپ لوگ اس مہم پر جانے کے لئے تیار رہیں ___ یہ چونکہ غیر سرکاری مہم ہوگی اس لئے اگر کوئی ممبر اس مہم میں شامل نہ ہونا چاہے تو اُسے نہ جانے کی اجازت ہوگی ___ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا ۔

اسی لمحے بلیک زیرو نے میز کے کنارے لگے ہوئے مختلف بٹ
دبائے تو سامنے دیوار پر میٹنگ ہال کے اندر کی تصویر اُبھر آئی ۔ او
کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تمام ممبران واضح طور پر نظر آ رہے تھے ایک
کی بات کا واضح رد عمل ان سب کے چہروں پر نمایاں تھا اور ا
کے چہرے جذبات سے سُرخ پڑے ہوئے تھے ۔

" سر ! ___ موت تو بہرحال ایک دن آنی ہے ۔ اس لئے ہم مو

سے نہیں ڈرتے ___ اور اگر اس مشن کے دوران موت آ جائے تو ہم اسے اپنی زندگی کے لئے اعزاز سمجھیں گے ___ ہم سب اس مہم پر نہ صرف جانے کے لئے تیار ہیں ___ بلکہ آپ یقین رکھیں کہ ہم اسرائیل کو ایسا سبق سکھائیں گے کہ اسرائیل ہمیشہ اپنے زخم چاٹتا رہے گا " ___ تنویر کی جوش سے بھرپور آواز سنائی دی ۔ تنویر چونکہ ان میں سب سے زیادہ جذباتی تھا اس لئے جواب دینے میں پہل بھی اسی نے کی تھی ۔

" گڈ ! ___ مجھے تم لوگوں کے جذبات کی قدر ہے ___ اور اب سُن لو کہ یہ غیر سرکاری مہم نہیں ___ بلکہ حکومتِ پاکیشیا کی ہدایت پر یہ مہم بھیجی جا رہی ہے ___ میں نے صرف اس لئے غیر سرکاری کہا تھا کہ اگر کوئی اسے مجبوری یا ڈیوٹی سمجھ کر جا رہا ہو تو وہ سامنے آ جائے ___ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ آپ کے چہروں پر موجود جذبات میری توقع کے عین مطابق ہیں ___ اور مجھے یقین ہے کہ آپ لوگ اپنے خون سے اسرائیل کی تاریخ میں جرأت اور بہادری کے ایسے باب رقم کریں گے جو صدیوں تک درخشاں رہیں گے ___ عمران خود بھی جذباتی ہو رہا تھا ۔

" سر ! ___ کیا عمران اس مہم میں ہمارے ساتھ شامل نہیں ہوگا ؟ "
جولیا نے جھجکتے ہوئے پوچھا ۔

" وہ نہ صرف شامل ہوگا ___ بلکہ وہ اس مہم کا لیڈر ہوگا ۔ اور میں ایک لمحے کے لئے بھی یہ برداشت نہ کروں گا کہ کوئی ممبر اس مہم کے دوران اس سے اختلاف کرے ___ یا اس کے احکامات

کی تعمیل میں تذبذب ظاہر کرے ——— میں خود اس مہم میں آپ کے ساتھ رہوں گا ——— لیکن صرف نگرانی کی حد تک ——— آپ لوگوں کی ہر حرکت ——— آپ کے لبوں سے نکلنے والا ہر لفظ۔ اور آپ کے قدموں سے ابھرنے والی ہر چاپ مجھ تک برابر پہنچتی رہے گی" ——— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"سر! ——— آپ بے فکر رہیں ——— ایسا نہیں ہوگا" ——— جولیا نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ شائد عمران کے ساتھ جانے کا سن کر اسے دلی اطمینان ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے ——— اب آپ جا کر اس مہم پر جانے کی تیاری شروع کریں ——— کسی بھی لمحے آپ کو کال کیا جا سکتا ہے" ——— عمران نے کہا اور مائیک آف کر دیا۔

"آج تو ایکسٹو بھی جذباتی ہوگیا ہے ——— ورنہ آج تک تو ہر موقع پر ممبرز کو اس کی سرد مہری کا ہی گلہ رہا ہے" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کم از کم ممبرز کو یہ تو پتہ چل جائے گا کہ ایکسٹو انسان ہے ورنہ میرا خیال ہے کہ اب تو انہوں نے اسے کوئی روبوٹ یا کمپیوٹر ٹائپ مشین سمجھنا شروع کر دیا تھا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

کرنل مارگن کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دارالحکومت کے جنوبی حصے کی طرف اڑی چلی جارہی تھی۔ صدر مملکت کی ہنگامی میٹنگ کے بعد وہ بے حد فعال ہوگیا تھا۔ صدر نے اُسے تمام سپیشل فورسز کا سربراہ منتخب کر کے جو اعزاز دیا تھا وہ چاہتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو ایسے اعزاز کا صحیح مستحق قرار کہلوائے۔ اس کے ریڈ آرمی میں آنے سے پہلے ریڈ آرمی مختصر افراد پر مشتمل تھی۔ لیکن اس نے ریڈ آرمی کا سربراہ بنتے ہی اُسے ایک بڑی اور جامع تنظیم بنا دیا تھا۔ البتہ ایکشن گروپ میں اس نے خصوصی طور پر چُن کر بیس افراد رکھے تھے۔ جو اس کے خیال کے مطابق ہر فن میں ماہر اور یکتا تھے۔ ایکشن گروپ کا لیڈر میجر فرانک کار میں اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اور پچھلی سیٹ پر ایکشن گروپ کے ہی دو افراد راجر اور ٹونی بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ دونوں

ایکریمی یہودی تھے اور وہاں کے معروف غنڈے تھے کہ کرنل مارگن نے انہیں اس تنظیم میں لے لیا تھا۔ کرنل مارگن نے ریڈ آرمی کے ذریعے ایسے کارنامے سرانجام دیئے تھے کہ جی۔ پی۔ فائیو جس کا پہلے اسرائیل میں سکہ جما ہوا تھا اس سے پیچھے رہ گئی تھی اور شاید اسی شہرت کی بنا پر ہی صدر نے اُسے سپیشل فورسز کا سربراہ مقرر کر دیا تھا۔

اس کے آدمیوں نے دن رات تگ و دو کر کے ابھی تھوڑی دیر پہلے۔ اُسے اطلاع دی تھی کہ جنوبی ساحل پر گولڈن بار کا مالک یعقوب کانڈی فلسطینی گوریلوں کے اس گروپ سے ہے جس نے وزیر اعظم پر حملہ کیا تھا۔ یا تو براہ راست متعلق ہے یا کم از کم ان کے متعلق جانتا ضرور ہے کیونکہ یعقوب کانڈی تھا تو یہودی، لیکن نسلاً عرب ہے اس لئے اس پر اعتماد نہ کیا جا سکتا تھا اور گذشتہ روز کچھ پُراسرار عرب اس کے دفتر میں آتے جاتے دیکھے گئے تھے جن کا تعاقب کیا گیا تو وہ نامعلوم طریقے سے غائب ہو گئے۔

کرنل مارگن کو جیسے ہی اطلاع ملی۔ اس نے فوری یعقوب کانڈی کی چھان پھٹک کا فیصلہ کر لیا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ وقت ضائع کرنے کا بالکل قائل نہ تھا۔

" باس! ___ یعقوب کانڈی بے حد عیار اور چالاک آدمی ہے۔ اور جنوبی ساحل کا چھٹا ہوا غنڈہ ہے ___ اُسے ساؤتھ کنگ بھی کہا جاتا ہے" ___ فرانک نے خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا۔

" مجھ سے بڑا غنڈہ ابھی تک کسی ماں نے پیدا نہیں کیا فرانک! تم دیکھنا کہ میرے سامنے خوف کے مارے اس کے دانت کیسے بجتے

" وہ عرب کون تھے ___؟ کیا تم انہیں جانتے ہو" ___؟ کرنل مارگن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک اُبھر آئی۔

" ان میں سے ایک آدمی کو میں اچھی طرح جانتا ہوں جناب! ___ اس کا نام سالم بن عتبہ ہے ___ وہ منشیات کی سمگلنگ سے وابستہ ہے ___ بات چیت بھی میری اسی ہوئی تھی ___ باقی اجنبی تھے، اور وہ خاموش رہے ___ سالم نے ان کا تعارف نہیں کرایا۔ اور میں نے پوچھنے کی ضرورت نہیں سمجھی" ___ یعقوب کانڈی نے قہقہہ ب دیتے ہوئے کہا۔

ملحوس۔ " سالم بن عتبہ کہاں ملے گا" ___؟ کرنل مارگن نے انتہائی نرم طرح شفاف سے شائستہ یقین ہو گیا تھا کہ یعقوب کانڈی واقعی یہودی کی جھلکیاں تھیں۔

" یہ یعقوب کانڈی نے باس! ___ وہ کہاں ہو گا ___ البتہ کرنل مارگن سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور کرنل نے صبح جیم میں ایک میں سر ہلا دیا۔

" جانتے ہو مجھے ___؟ کرنل مارگن نے کاؤنٹر پر ہاتھ پھیر کر بڑے تنفر اور فخریہ انداز میں یعقوب کانڈی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

" آپ کا تعلق ریڈ آرمی سے ہے ___ اتنی تو مجھے اطلاع ملی ہے ___ البتہ آپ سے براہ راست تعارف نہیں ہے ___ میرا نام یعقوب کانڈی ہے اور میں اس بار کا مالک ہوں۔ البتہ فرانک صاحب سے میں اچھی طرح واقف ہوں" ___ یعقوب کانڈی نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کا سرٹیفکیٹ بھی ـــــ اور یہ بھی سن لو کہ ہمارے آدمی تمہاری مسلسل نگرانی بھی کرتے رہیں گے ـــــ اس بات کو ذہن میں رکھنا کہ اگر ہمیں ذرا سا بھی شک پڑ گیا تو پھر تمہاری بوٹیاں کتے نوچتے پھریں گے" ـــــ کرنل مارگن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی دروازے کی طرف مڑ گئے اور یعقوب کانڈی کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ تیزی سے کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان کی طرف مڑا۔

"سالم ـــ ریڈ الارمس آن کر دینا ـــ شاید مال براہ راست آ جائے تو نگرانی کی زد میں نہیں آنا چاہیے" ـــــ یعقوب کانڈی نے سخت لہجے میں کہا اور پھر سالم کے سر ہلاتے ہی وہ اپنے دفتر کی طرف مڑ گیا۔

ادھر کرنل مارگن کی کار انتہائی تیز رفتاری سے قصبہ جیرم کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ یہ قصبہ دارالحکومت کے شمال میں بیس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔

"باس ـــ جس آسانی سے یعقوب کانڈی نے جوابات دیئے ہیں ـــ مجھے یہ سارا معاملہ مشکوک لگتا ہے" ـــــ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے فرانک نے کرنل مارگن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مشکوک لگتا ہے ـــ کیا مطلب ـــ وضاحت سے بات کرو" ـــــ کرنل مارگن نے چونکتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"جناب ـــ یعقوب کانڈی کے متعلق مشہور ہے کہ وہ لومڑی سے بھی زیادہ عیار آدمی ہے ـــ اس لئے اس نے جس سیدھے

طریقے سے سب کچھ بتا دیا ہے ـــ مجھے اس بات پر شک ہے" میجر فرانک نے کہا۔

"ایسی بات نہیں ـــ میرا تعارف اسے سیدھا کرنے کے لئے کافی تھا" ـــــ کرنل مارگن نے کہا اور میجر فرانک ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو رہا۔

تھوڑی دیر بعد کار قصبہ جیرم میں داخل ہوئی اور چند ہی لمحوں بعد وہ چائے خانے کے سامنے رک چکی تھی۔

"ٹونی ـــ جاؤ اور سالم کو بلا لاؤ" ـــــ کرنل مارگن نے پیچھے بیٹھے ہوئے ٹونی سے کہا اور ٹونی سر ہلاتا ہوا کار سے نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا چائے خانے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر آیا تو اس کے ساتھ ایک دبلا پتلا عرب بھی تھا۔ عرب کا چہرہ زرد پڑا ہوا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ مذبح خانے کی طرف جا رہا ہو۔

"تمہارا نام سالم بن عتبہ ہے" ـــــ کرنل مارگن نے اس عرب کے قریب آتے ہی کرخت لہجے میں کہا۔

"ہاں جناب ـــ میں خادم ہوں" ـــــ سالم بن عتبہ نے سہمے ہوتے لہجے میں جواب دیا۔

"تم یعقوب کانڈی کے پاس گئے تھے، کسی پاکیشیائی کی آمد کا پتہ کرنے" ـــــ کرنل مارگن نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"پاکیشیائی کا پتہ کرنے ـــ نہیں جناب ـــ میں یعقوب کانڈی کے پاس دو روز ہوئے گیا ضرور تھا ـــ لیکن اس نے خود مجھے

بلوایا تھا ۔۔۔ اس نے کہا تھا کہ میں اس کے لئے مخبری کیا کروں ۔۔۔ جناب! میری روزی ہی ایسی ہے جناب!" ۔۔۔ سالم نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ! ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔ چلو کار میں بیٹھو ۔۔۔ اور میرے سامنے چل کر یعقوب کانڈی سے بات کرو ۔۔۔ تم میں سے جو بھی جھوٹا نکلا اس کی موت عبرت ناک ہوگی ۔۔۔ چلو بیٹھو کار میں" ۔۔۔ کرنل مارگن نے کہا اور لوٹی نے کار کا دروازہ کھول کر سالم کو کار کی پچھلی نشست پر دھکیلا اور خود اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ کرنل مارگن نے کار آگے بڑھا دی۔

"باس! ۔۔۔ اگر آپ حکم کریں تو یعقوب کانڈی کو بھی ہیڈ کوارٹر بلوایا جائے ۔۔۔ وہاں وہ زیادہ آسانی سے اصل بات اگل دے گا" ۔۔۔ میجر فرانک نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ یہ ٹھیک ہے" ۔۔۔ کرنل مارگن نے کہا اور میجر فرانک نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر کسی کو ہدایات دینی شروع کر دیں کہ وہ ہر صورت میں یعقوب کانڈی کو لے کر ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں۔

ہیڈ کوارٹر پہنچنے کے بعد کرنل مارگن، سالم بن عتبہ کو لے کر زیرو رُوم میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ خاص طور پر پوچھ گچھ کے لئے بنایا گیا تھا۔

"دیکھو سالم! ۔۔۔ یہاں سے ہماری اجازت کے بغیر تمہاری رُوح بھی باہر نہیں جا سکتی ۔۔۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تمہارا تعلق

فلسطینی گوریلوں سے ہے ۔۔۔ اگر ایسی کوئی بات ہے تو مجھے صاف صاف بتا دو ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں ریڈ آرمی کا سرکاری مخبر بنا کر نہ صرف چھوڑ دوں ۔۔۔ بلکہ تمہیں تمہاری حیثیت سے بھی بڑا انعام مل سکتا ہے" ۔۔۔ کرنل مارگن نے زیرو رُوم میں پہنچتے ہی انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"حضور! ۔۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں ۔۔۔ میرا کسی فلسطینی گوریلوں سے کوئی تعلق نہیں ۔۔۔ میں عرب ضرور ہوں ۔ لیکن میں اسرائیل کا وفادار ہوں ۔ البتہ میں منشیات کی سمگلنگ کے سلسلے میں مخبری ضرور کرتا ہوں ۔۔۔ باقی مجھے کسی چیز کا کوئی علم نہیں ہے" ۔۔۔ سالم نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ اس کا پورا جسم خوف سے کانپ رہا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم بتانا نہیں چاہتے ۔۔۔ ٹھیک ہے یعقوب کانڈی آ جائے پھر تم سے بات ہوگی ۔۔۔ تم نے اپنی زندگی کا موقع اپنے ہاتھوں کھو دیا ہے" ۔۔۔ کرنل مارگن نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر زیرو رُوم سے باہر کی طرف چلا گیا۔

زیرو رُوم میں موجود ایکشن گروپ کے مسلح افراد لوٹی اور راجر رحم آلود نظروں سے سالم کو دیکھنے لگے جس کا چہرہ بُری طرح لٹک گیا تھا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں جناب! ۔۔۔ بالکل سچ" ۔۔۔ سالم نے لُوٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی سچ جھوٹ کا پتہ چل جائے گا" ___ ٹونی نے سفاک انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سالم خاموش ہوگیا۔

دس منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور اس بار یعقوب کانڈی اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ میجر فرانک اور کرنل مارگن تھے۔

یعقوب کانڈی نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے ماہرانہ انداز میں سالم کو آنکھ کا مخصوص اشارہ کیا اور پھر وہ سالم کے ساتھ کھڑا ہوگیا۔ اس کے چہرے پر بے نیازی اور لاپرواہی تھی جب کہ سالم کے چہرے پر ابھی تک خوف کے سائے موجود تھے۔

کرنل مارگن بڑے اطمینان سے ایک طرف رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ سالم اور یعقوب کانڈی دونوں کمرے کے درمیان میں کھڑے تھے۔ جب کہ ٹونی اور راجر اور میجر فرانک تینوں سائیڈوں میں کھڑے ہوئے تھے۔

"یعقوب کانڈی! ___ یہی سالم بن عتبہ ہے جس کے متعلق تم نے بتایا تھا کہ وہ تم سے پاکیشیائی افراد کے بارے میں پوچھنے کے لئے آیا تھا" ___ کرنل مارگن نے کرخت لہجے میں کہا۔

"بالکل جناب! ___ یہی سالم بن عتبہ ہے" ___ یعقوب کانڈی نے جواب دیا۔

"لیکن یہ تو کہہ رہا ہے کہ تم نے اسے خود بلوایا تھا" ___ کرنل مارگن نے کہا۔

"کیوں سالم! ___ کیا کہا ہے تم نے صاحب سے ___ جانتے

ہو صاحب کون ہیں ___ اس وقت اسرائیل کے بادشاہ ہیں بادشاہ۔ ان کا سکہ چلتا ہے پورے اسرائیل پر ___ اور سنو! ___ سچ سچ بتا دو۔ میں تمہاری طرف سے معافی کی درخواست کر دوں گا" ___ یعقوب کانڈی نے مڑ کر سالم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ج ___ ج ___ جناب! ___" سالم نے اٹکتے ہوئے انداز میں کہا۔ اس کا جسم بری طرح کانپ رہا تھا۔

"میجر فرانک! ___ اسے ڈرم میں لگاؤ ___ یہ ابھی سب کچھ بتا دے گا" ___ کرنل مارگن نے چیختے ہوئے کہا۔

ڈرم کی سزا اسرائیل میں بے حد مشہور تھی۔ یہ ایسی سزا تھی کہ بڑے بڑے بہادر بھی چیں بول جاتے تھے۔ ایک بڑے سے ڈرم میں آدمی کو لٹا دیا جاتا تھا اور پھر ڈرم کا ڈھکن بند کر کے اس پر چاروں طرف سے مسلسل ضربیں لگائی جاتی تھیں۔ ان ضربوں کی وجہ سے اندر ایسی خوفناک آوازیں پیدا ہوتی تھیں کہ انسان کے اعصاب چند ہی لمحوں میں جواب دے جاتے تھے۔

"ج ___ ج ___ جناب! ___ میں بتاتا ہوں ___ خدا کے لئے مجھے ڈرم میں نہ ڈالئے ___ میں بتاتا ہوں ___ میں واقعی یعقوب کے پاس پاکیشیائیوں کا پتہ کرنے گیا تھا ___ میرے ساتھ دو آدمی تھے ___ یہ دونوں مجھے چائے خانے میں ملے تھے۔ انہوں نے مجھے موٹی رقم دی تھی کہ میں کسی طرح پاکیشیائیوں کی اسرائیل میں آمد کا کھوج لگا کر بتاؤں ___ میں نے انہیں بتایا کہ یعقوب کانڈی انتہائی باخبر آدمی ہے ___ اگر کوئی پاکیشیائی زیر زمین مقاصد کے

لئے اسرائیل میں داخل ہوئے ہوں گے تو یعقوب کانڈی کو ضرور علم ہوگا ۔۔۔ لیکن یعقوب کانڈی نے بتایا کہ اُسے کسی پاکیشیائی کی آمد کے بارے میں علم نہیں ہے جس پر ہم واپس چلے گئے" ۔۔۔ سالم نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"وہ لوگ کون تھے" ۔۔۔ ؟ کرنل مارگن نے پوچھا۔

"وہ حیفہ سے آئے تھے ۔۔۔ کہتے تھے کہ ہم حیفہ کے طلحہ کے آدمی ہیں" ۔۔۔ سالم نے جواب دیا۔

"حیفہ کا طلحہ ۔۔۔ وہ کون ہے" ۔۔۔ ؟ کرنل مارگن نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں بتاتا ہوں جناب! ۔۔۔ طلحہ منشیات کا مشہور سمگلر ہے۔ لیکن آج تک وہ کسی کے سامنے نہیں آیا ۔۔۔ صرف اس کا نام ہی سننے میں آتا ہے ۔۔۔ اس کے آدمیوں کا بھی کسی کو علم نہیں" ۔۔۔ یعقوب کانڈی نے کہا۔

"یہ درست کہہ رہا ہے جناب! ۔۔۔ طلحہ شیطان کی طرح مشہور ہونے کے باوجود آج تک کسی کے سامنے نہیں آیا" ۔۔۔ میجر فرانک نے یعقوب کانڈی کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تم ان لوگوں کو دوبارہ دیکھو تو انہیں پہچان لو گے" ۔۔۔ ؟ کرنل مارگن نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"بالکل جناب! ۔۔۔ فوراً پہچان جاؤں گا" ۔۔۔ سالم نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"جناب! ۔۔۔ یہ اچھا آدمی ہے ۔۔۔ اگر آپ حکم کریں تو یہ ہمیشہ

آپ کی خدمت کرتا رہے گا" ۔۔۔ یعقوب کانڈی نے سالم کی سفارش کرتے ہوئے کہا۔

"کیا خیال ہے میجر فرانک" ۔۔۔ ؟ کرنل مارگن نے میجر فرانک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جیسے آپ کا حکم ہو جناب" ۔۔۔ میجر فرانک نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا ۔۔۔ سنو سالم! ۔۔۔ تم نے طلحہ کے آدمیوں کو ڈھونڈ کر ان کے متعلق ہمیں اطلاع دینی ہے ۔۔۔ اور یعقوب کانڈی! تمہیں جیسے ہی کسی پاکیشیائی کی اسرائیل میں آمد کا پتہ چلے ۔۔۔ تم نے فوراً ہمیں مطلع کرنا ہے ۔۔۔ تم دونوں کو انعام بھی دیا جائے گا اور سرٹیفکیٹ بھی" ۔۔۔ کرنل مارگن نے کہا۔

"ہم ہمیشہ آپ کے خدمت گار رہیں گے جناب! ۔۔۔ ہمارا تو مرنا جینا اسرائیل سے ہے" ۔۔۔ یعقوب کانڈی اور سالم نے کہا۔

"انہیں ہیڈ کوارٹر سے باہر بھجوا دو ۔۔۔ اور تم میرے دفتر آؤ" ۔۔۔ کرنل مارگن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے میجر فرانک سے کہا اور خود وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

خاکی رنگ کی دو بڑی جیپیں جن کے ٹائر خصوصی طور پر ریت پر چلنے کے لئے بنائے گئے تھے۔ دُور دُور تک پھیلے ہوئے صحرا پر خاصی تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھیں یہ دنیا کا مشہور صحرا سینا تھا ہر طرف دھوپ میں آئینے کی طرح چمکتی ہوئی ریت اور ریت کے ٹیلے ہی ٹیلے نظر آ رہے تھے۔

جیپوں میں اس وقت سیکرٹ سروس کے ارکان موجود تھے جنہوں نے ایکریمین میک اپ کر رکھا تھا۔ جیپوں پر ایسے ادارے کا نام درج تھا جو صحرا میں مکڑیوں کے انڈے اور بچے تلف کرنے کا کام کرتا تھا۔ یہ ادارہ ورلڈ بنک کے تحت تھا۔ لیکن اس کی تمام تر انتظامی ذمہ داری حکومت ایکریمیا کے سپرد تھی۔

پہلی جیپ میں ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر بیٹھا ہوا تھا جب اس کے ساتھ عمران تھا۔ پچھلی سیٹوں پر چوہان، صدیقی اور نعمانی

بیٹھے تھے۔

پچھلی جیپ کو تنویر چلا رہا تھا اس کے ساتھ جولیا بیٹھی ہوئی تھی اور پچھلی سیٹوں پر صفدر، کیپٹن شکیل اور خاور بیٹھے ہوئے تھے۔

عمران اس بار ٹائیگر کو بھی اپنے ہمراہ لے آیا تھا۔ چونکہ سیکرٹ سروس کے تمام ارکان اب ٹائیگر سے اچھی طرح واقف ہو چکے تھے اس لئے ٹائیگر اب ان کے لئے اجنبی نہ تھا۔

عمران ٹیم کو لے کر پہلے ایک خصوصی طیارے کے ذریعے مصر پہنچا تھا اور پھر وہاں سے اس نے مخصوص آدمیوں کے ذریعے ایک بڑا ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر کرایہ پر لیا اور انہی آدمیوں کے ذریعے یہ دو خصوصی جیپیں حاصل کر کے ان پر اس ادارے کا نام لکھانے کے ساتھ ساتھ اس نے اس ادارے سے متعلق جعلی کاغذات بھی تیار کرائے۔ اُسے معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی آمد کے متعلق اسرائیلیوں کو یقیناً علم ہو گیا ہو گا اور ان کی خصوصی فورسز شکاری کتوں کی طرح اسرائیل کی سرحدوں پر پھیل کر ان کی بُو سونگھ رہے ہوں گے۔ اس لئے اس بار اس نے اسرائیل میں داخل ہونے کا بالکل نیا ہی پروگرام مرتب کیا تھا۔ اُسے چونکہ یہ علم تھا کہ اسرائیل نے صحرائے سینا میں جگہ جگہ خفیہ اطلاعی چوکیاں قائم کی ہوئی ہیں اس لئے وہ ان جیپوں کو ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر میں لاد کر آدھے سے زیادہ صحرا کراس کر کے اس مقام پر اترا جہاں سے اس کے خیال کے مطابق اسرائیلی چوکیوں کو دُور ہونا چاہیے۔ چونکہ جنگی مشقوں کی وجہ سے اکثر ہیلی کاپٹر صحرا میں آتے جاتے رہتے تھے اس لئے

اُسے یقین تھا کہ اس ہیلی کاپٹر کی زیادہ پرواہ نہ کی جائے گی۔ لیکن اس کے باوجود وہ سب ہر قسم کی صورت حال سے نمٹنے کے لیے پوری طرح تیار تھے۔ ان کی بغلوں میں خصوصی قسم کی مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ جو حجم میں چھوٹی اور وزن میں ہلکی ہونے کے باوجود کارکردگی میں کسی طرح کم نہ تھیں۔

عمران نے پورا نقشہ اپنے ذہن میں اتار لیا تھا جہاں سے اُسے اسرائیل میں داخل ہونا تھا۔ اُسے ملنے والی اطلاعات کے مطابق صحرائے سینا میں ٹڈی دل کے خاتمہ کا عالمی ادارہ باقاعدگی سے کام کرتا تھا اور اس کی جیپیں اسی راستے سے اسرائیل آتی جاتی رہتی تھیں یہی وجہ تھی کہ اس نے یہ رُوپ دھارا تھا اور اُسے یقین تھا کہ وہ اس روپ میں بڑے محفوظ طریقے سے اسرائیل میں داخل ہو جائے گا اور مسئلہ صرف اسرائیل میں داخلے کا تھا اس کے بعد اس نے باقی پروگرام پہلے ہی طے کر رکھا تھا۔

سُورج اب پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اس لیے صحرا کی ریت میں سے گرم ہوا کے بھبکے سے اٹھ رہے تھے۔ لیکن ایئر کنڈیشنڈ جیپوں کا اندرونی ماحول بے حد خوشگوار تھا اور وہ بڑے اطمینان سے بیٹھے ہوئے بند شیشوں میں سے باہر صحرا کا نظارہ کر رہے تھے۔

انہیں جیپوں میں سفر کرتے ہوئے چار گھنٹے گذر چکے تھے۔ ٹائیگر عمران کی ہدایات کے مطابق جیپ چلا رہا تھا اور تنویر صرف عمران والی جیپ کے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ عمران کے ہاتھ میں قطب نما تھا۔ اور

ساتھ ہی اس نے اپنے گھٹنوں پر ایک نقشہ پھیلایا ہوا تھا جس کی مدد سے وہ ٹائیگر کو راستے کے متعلق ہدایات دے رہا تھا جیپوں کی سیٹوں کے نیچے خفیہ باکسز میں عمران نے انتہائی خطرناک قسم کا اسلحہ چھپایا ہوا تھا۔ اس اسلحے کو ایسے محلول لگے کاغذوں میں لپٹا گیا تھا جو کہ ہر قسم کی چیکنگ ریز کو روک دیتے تھے۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ کائیگر یا کسی اور مشین کے ذریعے اس اسلحے کو چیک نہ کیا جا سکے گا۔

تقریباً دو گھنٹے مزید سفر کرنے کے بعد ان کی جیپیں جیسے ہی ایک ٹیلے کے گرد گھومتی ہوئی آگے بڑھیں یکلخت چند سُرخ رنگ کی بڑی بڑی جیپوں نے ٹیلوں کے پیچھے سے نکل کر ان کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ یہ کھلی جیپیں تھیں اور دوسرے لمحے ان میں سے مسلح اسرائیلی فوجی باہر نکلے اور جیپوں کے گرد پھیل گئے۔

عمران نے بٹن دبا کر جیپ کے شیشے نیچے کر لئے اور شیشے نیچے کرتے ہی انتہائی گرم لُو کے تھپیڑوں نے ان کے چہرے یکلخت سُرخ کر دیئے۔

"تم سب لوگ باہر آ جاؤ ـــــ اور سنو کوئی غلط حرکت نہ کرنا" ـــــ ایک فوجی نے انتہائی اکھڑ لہجے میں کہا۔

"کیوں ـــ ہم تو ایکریمی ہیں ـــ اور عالمی ادارے سے متعلق ہیں"۔ عمران نے خالص ایکریمی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم جو بھی ہو ـــ باہر آ جاؤ ـــــ ورنہ میں فائرنگ کا حکم دے دوں گا" ـــــ فوجی دستے کے انچارج نے پہلے سے زیادہ کرخت

لہجے میں کہا اور عمران بُرا سا منہ بناتا ہوا جیپ سے باہر آ گیا۔ اس کے باہر آتے ہی دونوں جیپوں میں موجود اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے۔

"میں حکومت اسرائیل سے بھرپور احتجاج کروں گا ـــــ تم لوگ ـــــ" عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"زیادہ باتیں مت کرو ـــ ادھر جیپوں میں بیٹھو" ـــ انچارج نے کرخت لہجے میں کہا اور پھر سٹین گنوں کے محاصرے میں انہیں سُرخ جیپوں میں بٹھا دیا گیا۔ اور اس کے بعد سُرخ جیپوں کا یہ قافلہ تیزی سے ریگستان میں دوڑتا گیا۔

عمران حیران تھا کہ آخر انہیں اس طرح کیوں لے جایا جا رہا ہے۔ اسے کم از کم اس بات کا تو یقین تھا کہ ان کا راز فاش نہیں ہو سکتا۔ پھر آخر بات کیا ہو گئی ہے۔

جیپوں میں سٹین گنوں سے مسلح فوجی بڑے چوکنے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ مجرموں کو گرفتار کر کے لے جا رہے ہوں۔

"یہ تم لوگ ہمیں کہاں لئے جا رہے ہو ـــ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا" ـــ؟ عمران نے اس بار قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو ـــ ابھی سب کچھ معلوم ہو جائے گا" ـــ ساتھ بیٹھے ہوئے فوجی نے اس سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں کہا اور عمران سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

جیپیں خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی رہیں اور تھوڑی دیر بعد

جیپیں اسرائیلی سرحدی چوکی کے گیٹ پر پہنچ گئیں۔ فوجی دستے کے انچارج نے نیچے اتر کر چوکی کے انچارج سے کچھ بات چیت کی اور سرحدی چوکی کا گیٹ کھول دیا گیا۔ دوسرے لمحے جیپیں گیٹ کراس کرتی ہوئی اسرائیلی علاقے میں داخل ہو گئیں۔ دوسری طرف بھی اسی طرح کا ریگستان تھا۔

عمران نے اسرائیلی سرحد میں داخل ہوتے ہی اطمینان کا سانس لیا۔ ان کے ساتھ تو جو ہونا تھا ہوتا رہے گا۔ کم از کم وہ زندہ سلامت اسرائیلی سرحد میں داخل ہو چکے تھے۔ اور اُسے یقین تھا کہ ان کی جیپیں بھی اس قافلے کے ساتھ ہی لائی جا رہی ہوں گی۔

کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد جیپیں ایک خاکی رنگ کی وسیع عمارت کے احاطے میں داخل ہو گئیں۔ یہ عمارت بیرک نما تھی اور پوری عمارت کے گرد اونچی اونچی دیواریں تھیں تاکہ ریت کو اندر آنے سے روکا جا سکے۔ دیواروں کے اوپر خاردار تاروں کو اس انداز میں نصب کیا گیا تھا کہ نہ ہی کوئی اندر سے باہر جا سکے اور نہ باہر سے کوئی اندر آ سکے۔

عمارت کا صدر دروازہ فولاد کا بنا ہوا تھا اور وہاں مسلح فوجی پہرہ دے رہے تھے۔ گیٹ کے اندر دونوں اطراف میں تیز رفتار جیپیں کھڑی تھیں۔ ایک سائیڈ پر دو جنگی ہیلی کاپٹر بھی موجود تھے یہ اسرائیلیوں کا سرحدی فوجی ہیڈ کوارٹر تھا۔ برآمدے کے ساتھ جیپوں کو روک کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو نیچے اتارا گیا۔ نیچے اتر کر عمران نے دیکھا کہ ان کی جیپیں بھی اب گیٹ کے اندر

داخل ہو رہی تھیں۔ مختلف برآمدوں سے گذار کر انہیں ایک بڑے کمرے میں لایا گیا جہاں لوہے کی ایسی کرسیاں موجود تھیں جن کے پائے فرش میں دھنسے ہوئے تھے۔ انہیں ان کرسیوں پر بیٹھنے کے لئے کہا گیا اور کمرے میں دس کے قریب مسلح فوجی پھیل گئے۔

عمران اور اس کے تمام ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے صورتحال اتنی غیر متوقع تھی کہ انہیں اس کا کوئی جواز سمجھ میں نہ آسکا تھا۔ اگر ان کی اصلیت معلوم ہو چکی تھی تو پھر اسرائیلی فوجی انہیں ٹھکانے لگانے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ کرتے۔ لیکن وہ نہ صرف زندہ تھے بلکہ کرسیوں پر اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے۔ دوسری طرف یہ بات بھی ذہن میں آرہی تھی کہ اگر ان کی اصلیت معلوم نہیں ہوئی تو پھر ان کے ساتھ ایسا سلوک کیوں ہو رہا ہے۔

"آپ کا آفیسر انچارج کون ہے"۔۔۔۔؟ اچانک کمرے میں ایک لمبے قد کے فوجی آفیسر نے داخل ہوتے ہوئے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"میں ہوں ہنری آسکر"۔۔۔۔ عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ میرے ساتھ آیئے۔۔۔ کمانڈر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے کاغذات بھی ساتھ لے لیجئے"۔ فوجی آفیسر نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"میرے پاس ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مختصر لفظوں میں کہا اور

اس آفیسر کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر آگیا۔ ایک برآمدے سے گذر کر وہ ایک اور کمرے میں داخل ہوئے۔ یہ خاصا بڑا کمرہ تھا جو انتہائی بہترین انداز میں سجایا گیا تھا۔ کمرے کے درمیان ایک بڑی میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور چوڑے چہرے والا آدمی بیٹھا تھا جو رینک کے مطابق کرنل تھا۔ اس نے پوری وردی پہن رکھی تھی۔

"سر۔۔۔ یہ گروپ انچارج ہیں ہنری آسکر"۔۔۔۔ عمران کے ساتھ آنے والے آفیسر نے کرنل سے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ خوش آمدید مسٹر ہنری۔۔۔ میرا نام کرنل تنکرو ہے اور میں اس ہیڈ کوارٹر کا انچارج ہوں۔۔۔ تشریف رکھیے"۔۔۔ کرنل نے مسکراتے ہوئے عمران سے کہا اور عمران میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اگر آپ کے نزدیک مجھے مجرموں کی طرح پکڑ کر لانے کو خوش آمدید کہا جاتا ہے۔۔۔ تو پھر ناخوش آمدید کیا ہوتا ہوگا"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی طنزیہ انداز میں کہا۔

"اوہ ویری سوری!۔۔۔ آپ کو تکلیف ہوئی۔۔۔ دراصل صورتحال یہ ہے کہ ہمیں سرکاری طور پر یہ ہدایات ملی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ اسرائیل میں داخل ہونے والا ہے۔۔۔ اور ہدایات کے مطابق یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں اور ہر روپ اختیار کر سکتے ہیں۔۔۔ اس لئے ہم بے حد محتاط ہیں اور اسی وجہ سے آپ کو اس طرح یہاں آنا پڑا"۔۔۔۔ کرنل نے کہا۔

"لیکن اس کے لئے ہمیں یہاں لے آنے کی کیا ضرورت تھی۔

آپ کے آدمی ہمارے کاغذات چیک کر سکتے تھے ۔۔۔ گاڑیاں چیک ہو سکتی تھیں" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح خاموش لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری ! ۔۔۔ میں نے بتایا ہے کہ ہدایات بے حد سخت ہیں۔ ہمیں مکمل چیکنگ کرنی ہو گی ۔۔۔ آپ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے کاغذات میجر ریمنڈ کے حوالے کر دیں ۔۔۔ یہ دارالحکومت سے رابطہ قائم کر کے آپ کے کاغذات چیک کریں گے ۔۔۔ اگر آپ کے کاغذات درست ثابت ہوئے تو پھر آپ کو عزت و احترام سے واپس پہنچا دیا جائے گا" ۔۔۔ کرنل تنحوو نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن کیسے چیک ہوں گے ۔۔۔ کاغذات فون پر تو چیک ہونے سے رہے ۔۔۔ آپ کسی آدمی کو کاغذات دے کر ہمارے ہیڈ کوارٹر بھیجیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اتنا وقت ہمارے پاس نہیں ہے ۔۔۔ بہرحال ہم اپنی تسلی کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔ آپ کاغذات دے دیں" ۔۔۔ کرنل نے کہا اور عمران نے جیب سے کاغذات نکالے اور ساتھ کھڑے ہوئے میجر ریمنڈ کے حوالے کر دیئے۔

"میجر ریمنڈ ! ۔۔۔ ان کی گاڑیاں چیک کر لی ہیں" ۔۔۔ کرنل نے پوچھا۔

"یس سر ۔۔۔ وہ او کے ہیں" ۔۔۔ میجر ریمنڈ نے جواب دیا۔

"او کے ! ۔۔۔ جا کر کاغذات چیک کراؤ ۔۔۔ ٹیلی ویژن پر ان کی

ہمیں ٹرانسمٹ کر دو" ۔۔۔ کرنل نے کہا اور میجر ریمنڈ سلیوٹ مار کر واپس مڑ گیا۔

ٹیلی ویژن پر فلموں کی ٹرانسمٹ کا سن کر عمران بری طرح چونک پڑا۔ اب وہ ساری صورت حال سمجھ گیا تھا۔ چونکہ کاغذات بہرحال جعلی تھے اس لئے ظاہر ہے کہ ہیڈ کوارٹر سے یہی جواب ملنا تھا کہ کاغذات جعلی ہیں۔ چنانچہ عمران کے اعصاب تن گئے اس نے فوری طور پر ایکشن میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔

"کرنل ! ۔۔۔ کیا آپ ایک مہربانی کریں گے ۔۔۔ میرے ساتھ چل کر میرے ساتھیوں کو تسلی دے دیں ۔۔۔ وہ بے حد گھبرائے ہوئے ہیں ۔۔۔ وہ انتہائی شریف لوگ ہیں۔ پڑھے لکھے شریف ۔ زندگی میں پہلے کبھی ان کے ساتھ ایسا واقعہ نہیں پیش آیا ۔۔۔ اور ساتھ ہی ایک محترمہ مارگریٹ بھی ہیں ۔ وہ تو خوف اور پریشانی سے رونے کے قریب پہنچ چکی ہیں" ۔۔۔ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ میں سمجھتا ہوں ۔۔۔ ویری سوری میرا مقصد آپ کو پریشان کرنا نہ تھا ۔۔۔ بس ہدایات ہی کچھ ایسی ہیں ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ آیئے میں بات کرتا ہوں" ۔۔۔ سیدھے سادھے فوجی کرنل نے بڑے شریفانہ انداز میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اب اسے یہ تو معلوم نہ تھا کہ اس کا واسطہ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے پڑ چکا ہے۔

برآمدے میں سے گزر کر عمران اور کرنل دونوں اس بڑے کمرے میں داخل ہوتے جہاں عمران کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ پریشانی

واقعی ان کے چہروں سے نمایاں تھی۔

"کرنل! آپ تو اس قدر مہربان ہیں ۔۔۔ لیکن آپ کے یہ فوجی تو یوں سٹین گنیں اٹھائے کھڑے ہیں جیسے ہم کوئی بین الاقوامی مجرم ہوں اور وہ کسی بھی لمحے ہمیں گولی مار دینا چاہتے ہوں" ۔۔۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازے کے قریب کھڑے ایک فوجی کی طرف بڑھ گیا۔

"دیکھئے ۔۔۔ ذرا ان صاحب کو دیکھئے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل یا وہ فوجی سنبھلتا، عمران نے ایک جھٹکے سے سٹین گن اس کے ہاتھوں سے چھینی اور دوسرے لمحے کمرہ سٹین گن کی ریٹ ٹیٹ اور فوجیوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ ایک ہی گھومتے ہوئے برسٹ سے کرنل تنکرو سمیت کمرے میں موجود تمام مسلح فوجی فرش پر گر چکے تھے۔

"اٹھاؤ ان کی سٹین گنیں ۔۔۔ اٹھاؤ جلدی" ۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آگئے اور دوسرے لمحے فوجیوں کی سٹین گنیں ان کے ہاتھوں میں تھیں۔

عمران سٹین گن اٹھائے تیزی سے باہر کی طرف دوڑا۔ اس کے ساتھی اس کی پیروی کر رہے تھے۔

ابھی وہ برآمدے تک نہ پہنچے تھے کہ چار فوجی دوڑ کر راہداری میں آ مڑے۔ وہ شاید فائرنگ کی آوازیں سن کر آئے تھے۔ عمران کی سٹین گن نے شعلے اگلے اور وہ چاروں ہی ایک لمحے میں ڈھیر ہو گئے عمران اور اس کے ساتھی ان کی لاشوں کو پھلانگتے ہوئے باہر برآمدے

میں پہنچے۔

"اپنی جیپوں کی طرف پوزیشن لے کر" ۔۔۔ عمران نے ایک ستون کی آڑ لیتے ہوئے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھی تیزی سے ادھر ادھر بکھر گئے۔ جیپیں ان کے وائیں ہاتھ پر کافی فاصلے پر موجود تھیں۔

اسی لمحے ان جیپوں کی طرف سے کئی فوجی دوڑ کر ادھر آنے لگے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے فائر کھول دیا اور پھر ملٹری ہیڈکوارٹر سٹین گنوں کی بے تحاشا فائرنگ سے گونج اٹھا۔ وہ سب فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے جیپوں کی طرف بڑھ رہے تھے کہ ہیڈکوارٹر کے دونوں اطراف اور دوسری بیرکوں سے فوجی نکل نکل کر ادھر آنے لگے اب عمران اور اس کے ساتھیوں نے ایک دوسرے سے پشتیں ملائیں اور پھر وہ اسی انداز میں دونوں اطراف پر بے تحاشا فائرنگ کرتے ہوئے تھوڑی ہی دیر میں اپنی جیپوں تک پہنچ گئے۔

اب فوجیوں کی طرف سے بھی پوزیشن لے کر فائرنگ ہو رہی تھی۔

"صفدر! جیپ سے بم گن نکالو ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا اور صفدر اچھل کر ایک جیپ میں گھس گیا اور چند ہی لمحوں بعد بم گن عمران کے ہاتھوں میں پہنچ چکی تھی۔

"جلدی جیپوں میں چڑھو ۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔ عمران نے دوبارہ چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائرنگ کرنے والے فوجیوں پر چھوٹے لیکن طاقتور بم فائر کرنے شروع کر دیئے۔ ان

بموں نے تو قیامت برپا کر دی اور چند لمحوں میں ہی میدان صاف ہو گیا۔

عمران اچھل کر پچھلی جیپ پر چڑھا اور اس کے ساتھ ہی دونوں جیپیں حرکت میں آ کر دروازے کی طرف بڑھیں۔ جیپ کے مڑتے ہی عمران نے سُرخ رنگ کی جیپوں پر بم فائر کئے اور جیپوں کے پُرزے ہوا میں بکھر گئے۔ بم گن کے ساتھ پچیس بموں کا میگزین تھا۔ اور ابھی کافی میگزین باقی تھا۔

اسی لمحے گیٹ پر سے ان کی جیپوں پر فائرنگ ہوئی اور عمران نے گیٹ پر مسلسل بم برسانے شروع کر دیئے۔ فولادی دروازہ اور اس کی سائیڈوں میں موجود ستون بموں سے اڑ کر دُور جا گرے اور ان کی اوٹ میں فائرنگ کرنے والوں کی چیخیں بموں کے دھماکوں میں ڈوب گئیں۔ اب دونوں جیپیں گیٹ تک پہنچ چکی تھیں۔ عمران والی جیپ ٹائیگر چلا رہا تھا۔

"جیپ روکو" ــــــ عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے پوری قوت سے بریک لگائے۔ عمران کے جسم کو جھٹکا لگا۔ لیکن وہ اچھل کر نیچے اترا اور دوسرے لمحے وہ تقریباً دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جہاں دو جنگی ہیلی کاپٹر موجود تھے۔ چونکہ ہیلی کاپٹر خاصے فاصلے پر کھڑے تھے اس لئے وہ بم رینج سے دُور تھے لیکن عمران بے تحاشا بھاگتا ہوا ان کی طرف بڑھا اور جیسے ہی اُسے احساس ہوا کہ اب دونوں ہیلی کاپٹر بم رینج کے اندر پہنچ چکے ہیں اس نے فائر کھول دیا۔ خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی دونوں

لی کاپٹر تباہ ہو گئے۔

عمران بھاگتا ہوا واپس جیپ میں پہنچا اور پھر اس کی جیپ
د تباہ شدہ گیٹ سے باہر آ گئی۔ جہاں پہلی جیپ ان کے
نتظار کے لئے موجود تھی۔ عمران کے اشارے پر ٹائیگر نے دوسری
پ کو پہلی جیپ سے آگے کیا اور ایک بار پھر دونوں جیپیں
یگستان میں دوڑنے لگیں۔ لیکن اب وہ اسرائیل کی حدود کے
ر تھے۔ ہیڈ کوارٹر چونکہ انتظامی نوعیت کا تھا اور اس کا
نہ صرف سرحدی چوکیوں پر کنٹرول کرنا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہیڈ کوارٹر
ں فوج کی زیادہ نفری نہ تھی۔ اور وہ اسے تباہ کر کے آسانی سے
ل آنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ
یڈ کوارٹر میں موجود سارے فوجی ہلاک نہ ہوئے ہوں گے۔ ان
ں لازماً کچھ اِدھر اُدھر چھپ گئے ہوں گے اور دوسری بات یہ
یڈ کوارٹر کی پوری عمارت صحیح سالم موجود تھی۔ عمران کے پاس
وقت نہ تھا کہ وہ پوری عمارت اڑا سکتا۔ اس لئے اس عمارت کے
ر ٹیلی کمیونیکیشن کے جدید آلات کے ذریعے ہیڈ کوارٹر میں ہونے
لی کارروائی چند لمحوں میں پورے اسرائیل میں گھوم جائے گی اور
ں کے بعد ہو سکتا ہے کہ اسرائیل کی پوری فوج ہی ان پر چڑھ
ڑتی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے ٹائیگر کو جیپ کی رفتار انتہائی
من حد تک تیز رکھنے کے لئے کہا۔

"عمران صاحب! ــ اگر ہم ہیلی کاپٹر لے اڑتے تو میرے خیال
یں جلدی یہ صحرا پار کر جاتے" ــــــ ٹائیگر نے چند لمحوں بعد کہا۔

" ابھی ایئر فورس کے جنگی جہاز فضا میں پھیل جائیں گے ا
ہیلی کاپٹر بے چارہ ان کے سامنے کیا حیثیت رکھتا ہے ___
ان جیپوں میں ہمارا انتہائی اہم اسلحہ موجود ہے" ___ عمران نے
وضاحت کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

جیپوں کو پوری رفتار سے صحرا میں دوڑتے ہوئے ابھی ک
ہی دیر گذری ہو گی کہ آسمان پر چنگھاڑیں سنائی دینے لگیں، او
عمران نے سر باہر نکال کر اوپر دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے
انتہائی تیز رفتار جنگی جہازوں کے ایک سکواڈرن کو گذرتے دیکھ
وہ خاصی نیچی پرواز کر رہے تھے۔

" جلدی کرو ___ جیپ ٹیلے کی آڑ میں روک دو" ___ عمران نے
ٹائیگر سے کہا اور پھر کھڑکی سے سر نکال کر اس نے پچھلی جیپ م
بیٹھے تنویر اور کیپٹن شکیل کو بھی چیخ کر یہی ہدایت دی۔ اور ٹائیگ
نے انتہائی پھرتی سے ایک بڑے ٹیلے کی سائیڈ میں جیپ روک
دی۔ دوسری جیپ بھی رک چکی تھی۔

" نیچے اترو ___ اور تیزی سے ریت میں چھپ جاؤ ___ لیکن
دور دور جا کر" ___ عمران نے جیپ سے نیچے اتر کر چیختے ہوئے
کہا اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبران بجلی کی سی تیزی سے جیپوں
سے اترے اور دوڑتے ہوئے کچھ دور جا کر ریت کے ٹیلوں کی
کی اوٹ میں لیٹ گئے۔

عمران انہیں ہدایات دے کر ایک بار پھر جیپ میں گھسا او
چند لمحوں بعد جب وہ باہر آیا تو اس نے ایک بڑا سا مٹیالے رنگ

تھیلا کاندھے پر لادا ہوا تھا۔

آسمان پر ایک بار پھر جنگی جہازوں کی چنگھاڑتی ہوئی آوازیں
ئی دینے لگی تھیں۔ عمران بے تحاشا بھاگتا ہوا اپنے ساتھیوں
پاس پہنچا اور پھر تھیلے سمیت ٹیلے کی اوٹ میں لیٹ گیا اور
رے لمحے جیسے فضا خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھی۔ یہ
کے اس قدر خوفناک تھے کہ انہیں اپنے کانوں کے پردے
تے ہوئے محسوس ہونے لگے۔

جنگی جہازوں نے نیچے اندھا دھند بم برسانے شروع کر دیئے
ے۔ لیکن یہ بم جیپوں سے خاصے فاصلے پر ریت میں قطار کی
رت میں گرے اور ہر طرف ریت کے بادل ہی بادل چھا گئے۔
ہزوں کے پائلٹ شائد انتقامی جذبے کے تحت یہ بمباری کر
ے تھے۔ کیونکہ اگر وہ جیپوں کو چیک کر لیتے تو پھر یقیناً بم
یوں پر ہی پڑتے۔ لیکن عمران نے محسوس کیا کہ بم تقریباً اس جگہ
ے تھے جہاں تھوڑی دیر پہلے ان کی جیپیں موجود تھیں انہوں
شائد جاتے ہوئے حرکت کرتی ہوئی جیپیں دیکھ لی تھیں اور اب
یوں کے ساکت ہونے اور ٹیلوں کی اوٹ میں ہونے کی وجہ سے
یں نظر نہ آئی تھیں۔ اور انہوں نے اندازے سے اسی جگہ بمباری
دی تھی۔ شائد جاتے ہوئے انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ ہیڈ کوارٹر
ملہ کرنے والی جیپیں کونسی ہیں۔ یقیناً ہیڈ کوارٹر سے انہیں
یوں کا رنگ بتایا گیا ہو گا۔ تبھی وہ واپس پلٹے اور انہوں نے
رکھول دیئے۔ لیکن اس طرح کی احمقانہ بمباری سے الٹا انہیں

ہی نقصان ہوا کہ ریت کے بادلوں کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی جیپیں بھی یکسر چھپ گئیں اور اس طرح وہ ہوا سے جنگی جہازوں کے پائلٹوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

جنگی جہازوں نے ایک راؤنڈ اور لگایا اور ایک بار پھر اندھا دھند بمباری کی لیکن اس بار یہ بمباری پہلی جگہ سے کافی دُور ہوئی اس کے بعد جہازوں کی چنگھاڑتی ہوئی آوازیں کافی دُور جا کر ہوئی معدوم ہو گئیں۔

تھوڑی دیر بعد جب ریت کے بادل بیٹھ گئے اور فضا صاف ہوئی تو عمران اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے باقی ساتھی بھی اس کی تقلید میں اٹھے۔ ریت نے ان سب کے حلیے بگاڑ دیئے تھے۔

"چلو۔ جلدی سے جیپوں میں بیٹھو ___ اب یقیناً وہ ہماری لاشوں کی تلاش میں ہیلی کاپٹر بھیجیں گے یا جیپیں ___ اور اس سے پہلے پہلے قصبہ طاغہ پہنچنا ہے" ___ عمران نے کہا

چند ہی لمحوں بعد ان کی جیپیں ایک بار پھر حرکت میں آ چکی تھیں عمران کی نظریں ونڈ سکرین سے بار بار آسمان کا جائزہ لے رہی تھیں اور ساتھ ساتھ وہ نقشہ دیکھ کر اور قطب نما کی مدد سے ٹائیگر کو راستہ بھی بتاتا جا رہا تھا۔

لیکن تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کے باوجود کوئی ہیلی کاپٹر آسمان پر نظر نہ آیا تو عمران نے بھی اندازہ لگایا کہ ان کی تلاش کے لئے کسی اور جگہ کی یا ہیڈ کوارٹر سے جیپیں روانہ کی گئی ہوں گی نقشے کے مطابق وہ اب قصبہ طاغہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔

ایک سرحدی قصبہ تھا اور پورا قصبہ عربوں پر مشتمل تھا۔ اور واقعی ایک ٹیلے کی اوٹ سے جیسے ہی وہ نکلے، دُور سے قصبے کی کچی عمارتیں انہیں نظر آنے لگ گئیں۔

قصبہ کچھ زیادہ بڑا نہ تھا۔ وہاں البتہ کھجوروں کے درختوں کے جھنڈ کافی تعداد میں تھے۔ پرانے زمانے میں یہ نخلستان ہو گا جس نے اب قصبے کی شکل اختیار کر لی تھی۔

ان کی جیپیں ابھی قصبے سے خاصی دُور تھیں کہ ایک ٹیلے کے پیچھے سے ایک عرب نوجوان دوڑتا ہوا ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں سُرخ رنگ کا چھوٹا سا جھنڈا تھا اور وہ جھنڈے کو زور زور سے لہرا رہا تھا۔

عمران نے ٹائیگر کو جیپ روکنے کو کہا اور پھر جیپ کے رُکتے ہی وہ تیزی سے نیچے اتر آیا۔ دوسرے لمحے نوجوان ان کے قریب پہنچ گیا۔ نوجوان کی تیز نظریں عمران کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"صحرا میں پیاس بہت لگتی ہے دوست" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہمارے پاس پانی موجود ہے" ___ نوجوان نے مختصر سا جواب دیا لیکن لہجہ اجنبی اور سرد تھا۔

"پانی تو ہمارے پاس بھی ہے ___ ہمیں تو آبِ حیات کی تلاش ہے" ___ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ! ___ آپ سب بخیریت تو ہیں ___ ابھی بمباری کی آوازیں سنائی دی تھیں ___ میرا نام یعقوب ہے" ___ نوجوان نے اس

بار مسکراتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

" ہاں! ۔۔۔ ہم سب بخیریت ہیں ۔۔۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ہمیں تلاش کرنے کے لئے اسرائیل کی پوری فوج صحرا کا ایک ایک ذرہ الٹ پلٹ کر دیکھے گی ۔۔۔ ہم نے ان کا سرحدی ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا ہے " ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" سرحدی ہیڈ کوارٹر ۔۔۔ ان دو جیپوں سے " ۔۔۔ یعقوب کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

" صرف حیرت کا اظہار ہی کرتے رہو گے ۔۔۔ یا پروگرام کے مطابق عملدرآمد بھی ہو گا " ۔۔۔ ؟ اس بار عمران نے سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

" اوہ! ۔۔۔ ہاں آئیے! ۔۔۔ جیپیں ادھر مغرب کی طرف لے چلیے " ۔۔۔ یعقوب نے جلدی سے کہا۔

" میرے ساتھ جیپ میں آ جاؤ " ۔۔۔ عمران نے کہا اور یعقوب اچھل کر جیپ میں سوار ہو گیا اور پھر اس نے ٹائیگر کو راستہ بتانا شروع کر دیا۔

جیپیں اب قصبے کی سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھتی گئیں۔ قصبے سے فاصلے پر سے ہی وہ صحرا میں آگے بڑھتے گئے۔

کافی دور آنے کے بعد یعقوب نے بائیں طرف مڑنے کے لئے کہا اور پھر ایک ٹیلے کے پاس جا کر اس نے جیپ رکوائی اور اچھل کر نیچے اترا اور دوڑتا ہوا ریت کے اونچے اور بڑے ٹیلے کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے ریت میں اپنا ہاتھ گھسایا تو ایک زوردار کھٹکے کی آواز

سنائی دی اور ٹیلے کا ایک حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھ گیا۔ نیچے جاتا ہوا چوڑا راستہ صاف نظر آ رہا تھا۔ یعقوب نے ہاتھ کے اشارے سے جیپوں کو اندر لے آنے کے لئے کہا اور خود دوڑتا ہوا پہلے اندر داخل ہو گیا۔

دونوں جیپیں اس راستے پر چلتی ہوئی نیچے اتر گئیں۔ یہ راستہ ناصی گہرائی میں جا کر پھر سیدھا ہو گیا تھا اس کے دونوں اطراف میں موجود دیواریں اور چھت انسانی ہاتھوں کی بنی ہوئی تھیں۔ کچھ دور جا کر راستہ بند ہو گیا۔ اب سامنے ایک دروازہ تھا۔ عمران نے جیپ رکوائی اور نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔ یعقوب دوڑتا ہوا اب پیچھے سے ان کی طرف آ رہا تھا۔ وہ شاید راستے کو بند کرنے کے لئے وہیں رک گیا تھا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر عرب باہر آ گیا۔ اس کی چمکتی ہوئی آنکھیں عمران اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں لیکن عمران اور اس کے ساتھی چونکہ ایکریمین میک اپ میں تھے اس لئے ظاہر ہے وہ انہیں پہچان نہ سکتا تھا۔

" آپ کا نام اگر جمال ہے تو پھر میرا نام ع سے شروع ہوتا ہے " عمران نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے ادھیڑ عمر سے کہا۔

" ع سے ۔۔۔ اچھا تو تم عمران ہو ۔۔۔ ٹھیک ہے۔ یہی نام بتایا گیا تھا ۔۔۔ میرا نام جمال ہے ۔۔۔ خوش آمدید ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر بڑے پرجوش انداز میں عمران سے مصافحہ کیا۔

"تم عمران نہیں محترم — علی عمران" — عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جمال کے حلق سے قہقہہ بے اختیار نکل گیا۔

"اوہ اچھا اچھا — علی عمران — ٹھیک ہے" — جمال نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آیئے میرے ساتھ — آپ لوگ تو ریت کے بھوت بنے ہوئے ہیں" — جمال نے مسکراتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کے حلیوں کی طرف اشارہ کیا۔

"بھوتوں نے اپنے مسکن پر ہی آنا تھا — چنانچہ آگئے" — عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور جمال ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا اور پھر جمال کی رہنمائی میں وہ سب اس دروازے سے گذر کر اندرونی کمرے میں داخل ہو گئے۔

کرنل مارگن بڑی بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا جی۔ پی۔ فائیو کا سربراہ کرنل ڈیوڈ، ملٹری انٹیلی جنس کا سربراہ کرنل کاسٹر کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہروں سے بھی شدید بے چینی کے آثار نمایاں تھے۔ یہ ان کا مشترکہ آپریشن روم تھا۔ اور جب سے صدر مملکت نے انہیں اکٹھا کام کرنے کا حکم دیا تھا وہ تینوں ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر میں ہی موجود رہتے تھے۔ کرنل ڈیوڈ نے پورے اسرائیل میں پھیلی ہوئی جی۔ پی۔ فائیو کو پوری طرح الرٹ کر دیا تھا۔ پورے اسرائیل میں ہر مشکوک آدمی کی نگرانی کی جا رہی تھی۔ جی۔ پی۔ فائیو کے کارکن شکاری کتوں کی طرح ایک ایک آدمی کی بو سونگھتے پھر رہے تھے۔ اسرائیل میں موجود چھوٹے بڑے ہر قسم کے ہوٹل۔ بار۔ قہوہ خانے اور جوئے خانوں کی نگرانی کی جا رہی تھی۔ ہوائی اڈے۔ بس سٹاپ۔ ریلوے اسٹیشن اور

شاہراہوں پر ملٹری انٹیلی جنس کے کارکن پہرہ دے رہے تھے ریڈ آرمی کے ذمّہ زیر زمین دنیا کے افراد کی چیکنگ تھی۔ اس طرح انہوں نے اپنے طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اسرائیل میں داخلے کو ہر لحاظ سے روکنے کی کوشش کر رکھی تھی کیونکہ بلیک سروس کے سربراہ نے یہ مصدقہ خبر ان تک پہنچا دی تھی کہ شاکر سرات نے پاکیشیا کا خفیہ دورہ کیا ہے۔ اس طرح یہ بات اب حکومتی سطح پر طے کر لی گئی تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً شاکر سرات کے کہنے پر پہلے کی طرح اسرائیل میں مجرموں کے طور پر داخل ہو گی اور جہاں تک ان کا اندازہ تھا اس کا ٹارگٹ لازماً ایٹمی لیبارٹری اور دفاعی سٹور نمبر ون ہو گا۔

وزیر اعظم آسکر ہسپتال میں بدستور زیر علاج تھے جب کہ صدر مملکت کا کئی بار فون آچکا تھا کہ دو ہفتوں کے دوران ہر صورت میں فلسطینی گوریلا گروپ کا خاتمہ کیا جائے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اسرائیل میں داخل ہوتے ہی ختم کر دیا جائے۔

میجر فرانک کے ذمے فلسطینی گوریلا گروپ کی تلاش تھی۔ لیکن باوجود شدید کوششوں کے ان میں سے کسی کا اتہ پتہ معلوم نہ ہو سکا تھا۔ البتہ وہ یعقوب کانڈی کی فطرت سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس کے پاس ایسی اطلاعات موجود تھیں کہ یعقوب کانڈی درپردہ فلسطینیوں سے ملا ہوا ہے۔ وہ اگر چاہتا تو یعقوب کانڈی پر تشدد کر کے بھی اصل بات اگلوا لیتا۔ لیکن اس نے جذباتی اقدام کرنے کی بجائے عقلمندی کا مظاہرہ کیا اور یعقوب کانڈی کی صرف

نگرانی تک ہی اپنے آپ کو محدود رکھا کیونکہ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اگر پاکیشیائی اسرائیل میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تو وہ کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی صورت میں یعقوب کانڈی سے ضرور رابطہ رکھیں گے۔

اس وقت ان تینوں کی شدید بے چینی کی وجہ شمالی سرحدی ہیڈ کوارٹر سے آنے والی ایک چونکا دینے والی اطلاع تھی کہ کچھ ایکریمین جو کہ صحرا میں ٹڈی دل کے خاتمے کرنے والے ادارے سے منسلک نظر آتے تھے دو جیپوں میں صحرائے سینا کی طرف سے شمالی سرحد کے قریب پہنچے تو ہدایات کے مطابق ان کی مکمل اور تفصیلی چیکنگ کے لئے انہیں سرحدی ہیڈ کوارٹر میں لایا گیا۔ لیکن وہ لوگ اچانک ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر کے جیپوں میں نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس اطلاع کے ملتے ہی کرنل کاسٹر نے ایئر فورس کے قریبی اڈے سے جنگی جہازوں کے سکواڈرن کو ان پر بمباری کرنے کا حکم دیا تھا۔ انہیں واپسی اطلاع مل چکی تھی کہ دو خاکی رنگ کی جیپیں حرکت کرتی ہوئی دیکھی گئیں اور ان پر بم برسائے گئے۔ یہ اطلاع ملتے ہی کرنل کاسٹر نے دوسرے سرحدی ہیڈ کوارٹر کو ان کی لاشوں کی تلاش کا حکم صادر کر دیا تھا۔ اور اب وہ ان لاشوں کی دستیابی کی رپورٹ سننے کے لئے بے چین ہو رہے تھے۔ ان تینوں کا یہ متفقہ فیصلہ تھا کہ ایکریمین کے روپ میں یہ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ہوں گے۔ کیونکہ ایکریمین کبھی اس طرح چیکنگ کا نام سن کر سرحدی ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر کے نہ بھاگتے۔ انہیں ایسی

حرکت کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی اور کسی فلسطینی گروپ کو اس طرح اندر داخل ہونے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ ان لوگوں نے اپنے آنے جانے کے مخصوص راستے پہلے ہی متعین کر رکھے تھے۔

"مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ آٹھ دس آدمی آخر اتنے بڑے ہیڈ کوارٹر کو کیسے تباہ کر کے نکل گئے ـــــ اطلاع کے مطابق چھ جیپیں ـــ دو ہیلی کاپٹر ـــ اور بیس کے قریب فوجی ہلاک ہو گئے ہیں" ـــــ کرنل مارگن نے واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آدمی ہیں ـــ تو پھر ان کے لئے یہ معمولی بات ہے ـــ اور مجھے اب بھی شک ہے کہ ایئر فورس ان کا خاتمہ نہ کر سکی ہو گی ـــ وہ شیطان ہی نہیں ـــ بلکہ شیطانی روحیں ہیں" ـــ جی۔ پی۔ فائیو کے کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایسی باتیں آخر آپ کیوں کرتے ہیں ـــ آپ دنیا کی طاقتور ترین قوم کے فرد ہیں ـــ یہ پاکیشیا آخر ہمارے سامنے کیا حیثیت رکھتا ہے ـــ ہم جب چاہیں پورے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں ـــ مٹھی بھر افراد کی آخر حیثیت کیا ہے" ـــ؟ کرنل مارگن نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"کرنل مارگن! ـــ آپ نئے ریڈ آرمی میں آئے ہیں۔ آپ کا واسطہ ابھی ان لوگوں سے نہیں پڑا ـــ کرنل ہیمرج کسی طرح کم نہ تھا ـــ لیکن اس کا کیا حشر ہوا ـــ میجر ہیرس کی لاش سے

پوچھیں کہ یہ لوگ کیا ہیں ـــ؟ اور ابھی ابتدا میں ہی آپ کو سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ چند لوگ ہیڈ کوارٹر تباہ کیسے کر کے نکل گئے ہیں ـــ میں حقیقت پسند ہوں اس لئے آپ کو پیشگی کہہ رہا ہوں۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میرے دل میں انتقام کی آگ کا الاؤ بھڑک رہا ہے ـــ میں نے اس بار فیصلہ کیا ہوا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایسا حشر کروں گا کہ ان کی روحیں بھی صدیوں تک اندھیری قبروں میں بلبلاتی رہیں گی" ـــ کرنل ڈیوڈ کا لہجہ بے حد تلخ ہو گیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی تیز آواز نکلی اور کرنل کاسٹر نے جلدی سے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ـ ہیلو ـــ نارتھ یارڈ نمبر تھری میجر نشظور کالنگ اوور"۔ بٹن آن ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ـــ کرنل کاسٹر اٹینڈنگ یو۔ اوور" ـــ کرنل کاسٹر نے بڑے باوقار اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سر! ـــ ہم نے ہیڈ کوارٹر نمبر ایک کے گرد بیس کلومیٹر کا ایریا اچھی طرح چھان لیا ہے ـــ وہاں نہ جیپیں ہیں ـــ نہ ان کا ملبہ اور نہ ہی کوئی ایکمیونیشن ملا ہے ـــ اور نہ ان لوگوں کی لاشیں۔ اوور" ـــ میجر نشظور نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ـــ ایئر فورس ہیڈ کوارٹر سے اطلاع دی گئی ہے کہ جیپوں پر بمباری کی گئی ہے ـــ اور تم کہہ رہے ہو

کر وہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ اوور"ـــ کرنل کاسٹر نے حلق کے بل چیختے ہوئے پوچھا۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں جناب!ـــ میں نے خود سرچنگ پارٹی کی قیادت کی ہے۔ اوور"ـــ میجر نشطور نے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آخر وہ لوگ کہاں گئے ـــ؟ انہیں آسمان نگل گیا یا زمین کھا گئی۔ اوور"ـــ؟ کرنل کاسٹر نے دانت پیستے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"ٹھہرو! میں بات کرتا ہوں"ـــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ آن کیا۔

"ہیلو!ـــ میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں ـــ کرنل ڈیوڈ آف جی۔ پی۔ فائیو۔ اوور"ـــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر!ـــ میں اٹنڈ کر رہا ہوں۔ اوور"ـــ دوسری طرف سے میجر نشطور نے جواب دیا۔

"میجر نشطور!ـــ یہ بتاؤ کہ ہیڈ کوارٹر نمبر ایک کے قریب کوئی قصبہ یا نخلستان وغیرہ ہے۔ اوور"ـــ؟ کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"یس سر!ـــ جہاں بمباری ہوئی ہے اس سے بیس کلومیٹر شمال میں ایک عرب قصبہ طاغہ ہے ـــ اس قصبے سے پچاس کلومیٹر کے فاصلے تک اور کوئی قصبہ نہیں ہے ـــ اس لئے میں نے قصبہ طاغہ کی پوری تلاشی لی ہے ـــ ہم نے ایک ایک گھر کی تلاشی لی ہے ـــ ایک ایک کمرہ دیکھا ہے۔ ہمارے وہاں

مخبر بھی ہیں ـــ ہم نے ان کو بھی ٹٹولا ہے ـــ لیکن وہ سب لوگ بالکل کچھ نہیں جانتے ـــ یہ جیپیں قصبے میں آئی ہی نہیں اور نہ ان میں سے کسی نے ان جیپوں کو دیکھا ہے۔ اوور"ـــ میجر نشطور نے جواب دیا۔

"جیپوں کے ٹائروں کے نشانات وغیرہ ملے ہیں۔ اوور"ـــ؟ کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"نو سر!ـــ ہوا چلنے کی وجہ سے ریت فوراً برابر ہو جاتی ہے اس لئے نشانات ملنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اوور"ـــ میجر نشطور نے جواب دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے کرنل ڈیوڈ کے اس سوال پر حیرت ہو رہی ہو۔

"میجر نشطور!ـــ اگر اس علاقے سے شہری علاقے میں کوئی داخل ہونا چاہے تو اُسے کہاں پہنچنا ہوگا۔ اوور"ـــ کرنل ڈیوڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"جناب!ـــ نزدیک ترین شہری علاقہ پاکامہ ہے ـــ جو سرحدی ہیڈ کوارٹر نمبر ایک سے اسی کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ وہاں سے بذریعہ ٹرین ہی مرافعہ پہنچا جا سکتا ہے ـــ اس کے بعد اسرائیل کا مکمل شہری علاقہ شروع ہو جاتا ہے۔ اوور"ـــ میجر نشطور نے کرنل ڈیوڈ کو اس طرح بتایا جیسے کرنل ڈیوڈ کبھی اسرائیل میں آیا ہی نہ ہو۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ لازماً پاکامہ پہنچیں گے۔ وہاں پہنچے بغیر وہ مرافعہ نہیں پہنچ سکتے۔ اوور"ـــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"بالکل جناب! ــــ آپ کا خیال درست ہے۔ اوور" ــــ میجر نشطور نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ تم ایسا کرو کہ بستی طاغہ سے پاکامہ تک مکمل پکٹنگ کرو ــــ فضائی پکٹنگ ــــ تاکہ اگر وہ لوگ کسی بھی انداز میں پاکامہ کی طرف روانہ ہوں تو انہیں چیک کیا جا سکے ــــ آگے ہم خود سنبھال لیں گے۔ اوور" ــــ کرنل ڈیوڈ نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر! ــــ حکم کی تعمیل ہو گی ــــ لیکن اگر یہ لوگ کہیں چیک ہو جائیں تو ان کے متعلق کیا حکم ہے ــــ اطلاع دی جائے یا ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اوور" ــــ؟ میجر نشطور نے کہا۔

"پہلے ان کا خاتمہ کرو ــــ پھر اطلاع دو ــــ ان کے خاتمہ میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہیں ہونی چاہیے۔ اوور" ــــ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ــــ اوور" ــــ میجر نشطور نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ نے "اوور اینڈ آل" ــــ کہہ کر ٹرانسمیٹر کا مین بٹن آف کر دیا۔

"جہاں تک میرا آئیڈیا ہے ــــ یہ لوگ اسی قصبہ طاغہ کے قرب و جوار میں کسی خفیہ اڈے میں چھپے ہوئے ہیں ــــ ورنہ اتنی جلد یہ لوگ جیپوں سمیت کبھی کہیں نہیں جا سکتے" ــــ کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسمیٹر آف کرنے کے بعد باقی ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خفیہ اڈہ! ــــ کس کا خفیہ اڈہ ــــ کیا پاکیشیا کے یہاں خفیہ اڈے ہیں" ــــ؟ کرنل مارگن نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

کرنل ڈیوڈ طنزیہ انداز میں مسکرا دیا۔

"آپ یہ بات کیوں بھول جاتے ہیں کہ فلسطینی گوریلے ان کی پشت پر ہیں ــــ اور یہ بات تو بہرحال سب جانتے ہیں کہ فلسطینی گوریلوں نے جگہ جگہ خفیہ اڈے قائم کئے ہوئے ہیں" ــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ کی بات درست ہے ــــ بالکل ایسا ہی ہوا ہوگا۔ ان کی پلاننگ پہلے سے ہی طے شدہ ہوگی ــــ ورنہ وہ لوگ اتنی جلدی غائب نہیں ہو سکتے" ــــ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل کاشر نے کہا۔

"اب ان کو پکڑنے کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم پاکامہ اور اس کے گرد و نواح کی اس قدر سخت چیکنگ کریں کہ ریت کا ایک ذرہ بھی ہماری نظروں سے اوجھل نہ ہو" ــــ کرنل مارگن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمارا کھیل ایسا ہونا چاہیے کہ بظاہر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس نگرانی کا علم نہ ہو سکے ــــ تاکہ وہ موقع کی مناسبت سے اپنی حکمت عملی بدلنے کی بجائے مطمئن ہو کر آگے بڑھتے آئیں اور ہم اچانک ان پر جھپٹ پڑیں ــــ اس طرح ہم ان کو یقینی طور پر تہس نہس کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے" ــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر اس کے لئے ہمیں آئی ہاک استعمال کرنا چاہیے جو اس قدر بلندی پر پرواز کرتا ہے کہ انسانی آنکھ اسے

چیک نہیں کر سکتی ___ لیکن وہ سو کلو میٹر کے ایریے میں پھیلی ہو
ریت کے ایک ایک ذرے کو یوں دیکھ سکتی ہے جیسے خوردبین سے
دیکھا جا رہا ہو ___ پاکامہ میں اس کا ریسیونگ سنٹر بنا لیا جائے۔ اور
وہیں سے ان پر حملے کا پروگرام بنایا جائے" ___ کرنل کاسٹر نے کہا
"گڈ ___ ویری گڈ آئیڈیا ___ اس طرح یہ لوگ حقیر چوہوں کی
طرح جو ہے دان میں پھنس جائیں گے بلکہ ایسی صورت میں تو بہتر
ہے کہ میجر نشطور کی نگرانی کو بھی ختم کر دیا جائے۔ کیونکہ ان سے
ہیلی کاپٹر کی وجہ سے بھی یہ لوگ باہر نہ نکلیں گے" ___ کرنل ڈیو
نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ___ مجھے اس تجویز سے اتفاق ہے ___ کرنل کا
آپ میجر نشطور کو واپس اپنے ہیڈ کوارٹر جانے کے احکامات جاری
دیں ___ میں ریڈ آرمی کے ایکشن گروپ کو پاکامہ پہنچنے کے احکامات
دیتا ہوں۔ اور کرنل ڈیوڈ! ___ آپ پاکامہ میں موجود جی۔ پی۔ فائیو
چیکنگ کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں ایسی عمارت کا بندوبست کریں جہا
آئی ہاک کا ریسیونگ سنٹر بنانے کے ساتھ آپریشن ہیڈ کوارٹر بھی قائم کیا جا
سکے۔ اس کے بعد کرنل کاسٹر آئی ہاک کو وہاں بھیجیں اور تمام انتظامات
مکمل ہونے کے بعد ہم سب خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے آپریشن ہیڈ کوا
پہنچ جائیں گے۔ تاکہ وہاں متفقہ فیصلے کئے جا سکیں" ___ کرنل مارگ
نے تفصیلی پروگرام مرتب کیا اور سب نے اثبات میں سر ہلا کر اس پروگرا
کی منظوری دے دی۔

درمیانی میز پر اسرائیل کا تفصیلی نقشہ پھیلا ہوا تھا اور عمران
اس کے ساتھی اس نقشے پر جھکے ہوئے تھے۔ آئندہ کا لائحہ عمل
کرنے کے لئے عمران یہیں سے فیصلے کر لینا چاہتا تھا۔ اس لئے
نے طاغہ اڈے کے انچارج جمال سے یہ تفصیلی نقشہ منگوایا تھا۔
"ہمارا اسرائیل میں مشن کیا ہو گا ___؟" جولیا نے پوچھا۔
"یہ بات یہاں بتانے والی نہیں ___ دیواروں کے بھی کان
ہوتے ہیں ___ اور ریت کی دیواروں کے تو کروڑوں کان ہو سکتے
ہیں ___ اس وقت مسئلہ ہمارا تل ابیب تک صحیح سلامت پہنچنے
کا ہے۔ باقی باتیں وہیں ہوں گی" ___ عمران نے بے حد
سنجیدہ لہجے میں کہا اور جولیا اور اس کے ساتھ ساتھ باقی ممبران نے
سر ہلا دیئے۔ وہ سب سچویشن کو اچھی طرح سمجھ گئے تھے۔
لئے عمران کی ایسی احتیاط سے بہرحال وہ اختلاف نہ کر

سکتے تھے۔

"یہ بات تو طے ہے کہ ہماری تلاش ہر طرف جاری ہوگی۔ جب انہیں تباہ شدہ جیپیں اور ہماری لاشوں کے ٹکڑے بمبارڈ والے علاقے میں نہیں ملیں گے تو وہ لازماً سمجھ جائیں گے کہ ہم کہیں پناہ لئے ہوئے ہیں" ——— صفدر نے کہا۔

"نہ صرف تلاش جاری ہوگی ——— بلکہ ہمارے گرد گھیرا بھی انتہا سخت کر دیا گیا ہوگا ——— اور ہماری کامیابی یہ ہے کہ ہم اس گھیرے کو اس طرح توڑ کر نکل جائیں کہ وہ منہ دیکھتے رہ جائیں" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے قریب ترین شہری علاقہ یاکامہ ہے۔ اور یاکا سے بذریعہ ٹرین سرافعہ پہنچا جا سکتا ہے ——— وہاں پہنچ کے بعد ہی ہم تل ابیب پہنچ سکتے ہیں" ——— تنویر نے نقشے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ چونکہ اس بار ایکسٹو کی ہدایات بے حد سخت تھیں اور تنویر خود بھی اس مشن کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتا تھا اس لئے وہ ہر لحاظ سے عمران کے ساتھ تعاون کر رہا تھا۔

"یہی بات لازماً انہوں نے بھی سوچی ہوگی ——— اور انہی جگہ کے گرد گھیرا بھی ڈالا گیا ہوگا ——— لیکن اگر ہم کوئی نیا راستہ ڈھونڈ لیں تو یہ لوگ ان علاقوں کی نگرانی کرتے رہ جائیں گے۔ اور تل ابیب پہنچ جائیں گے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن کدھر سے ——— اور تو کوئی ایسا راستہ مجھے نظر نہیں آ

جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ایک راستہ ہے تو سہی ——— لیکن وہ اس قدر لمبا پڑ جائے گا کہ باوجود انتہائی تیز رفتاری کے ہمیں تل ابیب پہنچتے پہنچتے دو ہفتے لگ جائیں گے ——— اور دو ہفتے کا ہی ہمارے پاس وقت ہے۔ ہمیں ان دو ہفتوں کے اندر اندر اسرائیل کو کوئی ایسا سبق سکھانا ہے کہ وہ مدتوں اس کے زخم چاٹتا رہے" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے اس سلسلے میں جمال سے بات کی جائے۔ ہوسکتا ہے ان کے پاس کوئی ایسے ذرائع ہوں ——— یا انہیں ایسے راستوں کا علم ہو کہ ہم گھیرا توڑ کر نکل جانے میں کامیاب ہو جائیں" ——— کیپٹن شکیل نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے ——— ذرا جمال کو بلاؤ ——— دیکھیں وہ کیا کہتا ہے" ——— عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"جمال صاحب اڈے سے باہر گئے ہوئے ہیں ——— ان کے آدمیوں کا کہنا ہے کہ وہ ابھی واپس آنے والے ہیں" ——— چند لمحوں بعد ہی کیپٹن شکیل نے واپس آ کر کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میرا خیال ہے ——— اگر ہم کوئی تیز رفتار ہیلی کاپٹر حاصل کر لیں تو زیادہ آسانی سے اس صحرا کو پار کر سکیں گے" ——— تنویر نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر کہاں سے حاصل کریں ——— اور پھر ہیلی کاپٹر فوراً

نظروں میں آجائے گا"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

ابھی وہ اسی طرح کی مختلف تجویزوں پر گفتگو کر ہی رہے تھے کہ جمال اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا ہوا"۔۔۔؟ عمران نے اس کا چہرہ دیکھتے ہی چونک کر پوچھا۔

"جناب!۔۔۔ ابھی ابھی پاکامہ سے ہمارے آدمی نے ایک خفیہ اطلاع دی ہے کہ پاکامہ میں زبردست نقل و حرکت ہو رہی ہے۔۔۔ ریڈ آرمی۔۔۔ جی۔ پی۔ فائیو کے ساتھ ساتھ ملٹری انٹیلی جنس کا سربراہ بھی وہاں پہنچ رہا ہے۔۔۔ انہوں نے ایک عمارت کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ہے۔۔۔ اور سب سے خطرناک اطلاع یہ ہے کہ وہ لوگ آپ کو تلاش کرنے کے لئے آئی ہاک سے مدد لے رہے ہیں"۔۔۔ جمال نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"آئی ہاک سے۔۔۔ وہ کیا چیز ہے"۔۔۔؟ عمران کے ساتھیوں نے چونک کر پوچھا۔ جب کہ عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔ وہ اس جاسوسی طیارے کے متعلق اچھی طرح جانتا تھا جسے آئی ہاک کہا جاتا تھا۔ یہ ایکریمیا کی خصوصی ایجاد تھی اور اس کی مقناطیسی نظروں سے مکھی بھی بچ کر نہ نکل سکتی تھی۔ جب کہ وہ اس قدر بلندی پر پرواز کرتا ہے کہ انسانی آنکھ تو کجا طاقتور دوربین سے بھی اسے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ جمال آئی ہاک کے بارے میں یہی تفصیل عمران کے ساتھیوں کو بتا رہا تھا۔ آئی ہاک کے بارے میں

تفصیل سن کر سب کے چہرے لٹک گئے تھے۔

"کیا یہ بات یقینی ہے کہ وہ لوگ آئی ہاک کے ذریعے ہمیں تلاش کریں گے"۔۔۔؟ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"جی ہاں!۔۔۔ جس آدمی نے اطلاع دی ہے وہ جی۔ پی۔ فائیو کا علاقائی انچارج ہے۔۔۔ اور ہمارا خاص مخبر ہے"۔۔۔ جمال نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ پھر ہمارے بچ نکلنے کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے"۔۔۔؟ جمال نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"آئی ہاک کی چیکنگ ریز ہربل میک اپ کو چیک نہیں کر سکتیں اس لئے ہربل میک اپ کر کے ہم بڑی آسانی سے آئی ہاک کو چکر دے سکتے ہیں"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہربل میک اپ!۔۔۔ وہ کیا ہوتا ہے جناب"۔۔۔؟ جمال نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہربل جڑی بوٹیوں کو کہتے ہیں مسٹر جمال!۔۔۔ اور یہ خصوصی جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ میک اپ ہوتا ہے۔۔۔ میرے پاس اس کی ایک بڑی کٹ موجود ہے۔۔۔ تم بس اتنا کرو کہ ہماری قد و قامت ورجسم اور ملتے جلتے نقش و نگار کے افراد ڈھونڈو۔۔۔ ہم ان کے میک اپ میں جائیں گے۔۔۔ اور جب تک ہم تل ابیب پہنچنے کی نہیں اطلاع نہ دیں وہ لوگ اس اڈے میں رہیں گے"۔۔۔ عمران

نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ ویری گڈ ! ۔۔۔ جناب ! ۔۔۔ آپ تو واقعی حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہیں ۔۔۔ ورنہ آئی ہاک کی خبر سن کر میرے تو ہوش اُڑ گئے تھے ۔۔۔ میں ایسے آدمیوں کا بندوبست کر سکتا ہوں" جمال نے اُٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ایسے آدمی ڈھونڈنا جن کے کاغذات اصلی اور مکمل ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں جناب ! ۔۔۔ ایسا ہی ہوگا" ۔۔۔ جمال نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

" ہم اب جیپوں میں جائیں گے" ۔۔۔ ؟ جولیا نے پوچھا۔

" نہیں ! ۔۔۔ یہ جیپیں تو ان کی نظروں میں ہوں گی ۔ جمال کے آدمی جس طرح آتے جاتے ہوں گے ۔۔۔ اسی طرح جائیں گے تم سب ایسا کرو کہ جیپوں سے تمام ضروری سامان اور اسلحہ نکال لو"۔ عمران نے کہا اور وہ سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔

پھر تقریباً دو گھنٹے بعد قصبہ طاغنہ سے دو پرانے ٹرکوں اور ایک پرانی سی جیپ پر مشتمل قافلہ پاکامہ کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ ٹرکوں پر چمڑے کے بڑے بڑے ٹکڑے لدے ہوئے تھے۔ قصبہ طاغنہ میں چمڑے کی رنگائی کا کام صدیوں سے ہوتا چلا آرہا تھا۔ اور قصبہ طاغنہ اسی کام کی وجہ سے دُور دُور تک مشہور تھا۔

دونوں ٹرکوں کو تنویر اور صفدر چلا رہے تھے۔ ان کے ساتھ کیپٹن شکیل، چوہان، صدیقی اور نعمانی بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ پرانی

[illegible] ٹارہ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر جمال موجود تھا۔ اور اس کے ساتھ [illegible] ن بیٹھا ہوا تھا۔ جیپ کی پچھلی سیٹ پر جولیا، ٹائیگر اور خاور بیٹھے [illegible] ہتے تھے۔

وہ سب مقامی عربوں کے لباس اور میک اَپ میں تھے۔ جولیا [illegible] ل کی بیٹی ماریہ کے میک اَپ میں تھی اور اس نے مقامی لباس پہن [illegible] تھا۔ ہر ل میک اَپ کی وجہ سے وہ مکمل طور پر عرب لڑکی دکھائی [illegible] ے رہی تھی۔ ٹائیگر اور خاور دونوں جمال کے بیٹے شہاب اور [illegible] م کے میک اَپ میں تھے۔ اس طرح جیپ کی پچھلی سیٹ پر اس [illegible] ت تینوں بہن بھائی موجود تھے۔

عمران نے بستی طاغنہ کے ایک چمڑہ رنگنے والی چھوٹی سی فیکٹری [illegible] ہ مالک عامر کا روپ دھار رکھا تھا۔ جمال اس کا مینجر تھا جب کہ [illegible] وں میں موجود دوسرے لوگ عامر کے ماتحت تھے۔ یہ سب لوگ [illegible] تی طاغنہ میں ہی رہتے تھے۔ اور چونکہ عامر اور جمال اسی طرح اکثر [illegible] ہ لاد کر پاکامہ آتے جاتے رہتے تھے۔ اس لئے انہیں یقین تھا کہ [illegible] چیکنگ بھی ہوئی تو وہ بچ نکلیں گے۔ عمران نے جو خصوصی ہربل [illegible] ب اَپ کیا تھا وہ صرف مخصوص جڑی بوٹیوں کے محلول سے ہی [illegible] ف ہو سکتا تھا۔ پانی یا دیگر کیمیکلز سے وہ صاف نہ ہو سکتا تھا۔ [illegible] ی سب کے پاس اصلی کاغذات موجود تھے۔ اس لئے وہ سب مطمئن [illegible] ر میں صحرا میں آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

تقریباً تین گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد وہ پاکامہ شہر کی حدود [illegible] ل داخل ہو گئے۔ ابھی انہیں چند ہی لمحے گذرے ہونگے کہ اچانک

ریت کے ٹیلوں کے پیچھے سے دس بارہ جیپیں تیزی سے نکلیں
انہیں گھیر لیا گیا۔ دوسرے لمحے تقریباً پچاس کے قریب سٹین گ
سے مسلح افراد نے ان کے ٹرکوں اور جیپ کو گھیرے میں لے لیا۔

"کیا بات ہے جناب!۔۔۔ کیا ہوا ہے"۔۔۔؟ جمال نے بڑ
حیرت بھرے انداز میں ایک آدمی سے پوچھا۔

"باہر نکل آؤ۔۔۔ سب باہر آجاؤ۔۔۔ ورنہ گولیوں سے چھلنی کر
گے"۔۔۔ اتنے میں ایک آدمی نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا اور
اور اس کے سارے ساتھی انتہائی تیزی سے باہر آگئے۔ جمال نے
انہیں پہلے ہی یہ بات بتا رکھی تھی کہ یہاں عربوں کو دوسرے درجے
شہری سمجھا جاتا ہے اور یہودی اپنے احکامات کی تعمیل میں ذرا
غفلت پر بیدریغ گولی چلا دیتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ سب ا
طرح تیزی سے باہر نکل آئے تھے۔ جیسے اگر انہیں ایک لمحے کی
دیر ہو گئی تو قیامت برپا ہو جائے گی۔

"تم لوگ کہاں سے آرہے ہو۔۔۔؟ اپنے کاغذات نکالو۔۔۔"
حکم دینے والے نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ شاید اس چیکنگ پارٹی
انچارج تھا۔

"جناب!۔۔۔ ہم طاغہ سے مال لے کر آرہے ہیں۔۔۔ میرا
نام ہے۔۔۔ میں فیکٹری اونر ہوں اور یہ میرا مینجر جمال اور یہ اس کی
ماریہ اور یہ اس کے بیٹے شہاب اور قاسم ہیں۔۔۔ اور باقی میں
فیکٹری کے ملازم ہیں جناب"۔۔۔ عمران نے بڑے مودبانہ انداز
میں جواب دیتے ہوئے جیپ سے نکلنے والے افراد کا تعارف ک

ر دیا۔

"کاغذات دکھاؤ"۔۔۔ اسی انچارج نے ہونٹ بھینچتے ہوئے
ور عمران کے کہنے پر جمال نے جیپ کے ایک خانے سے سب
کاغذات نکال کر اس انچارج کے حوالے کر دیئے۔

چیکنگ پارٹی کے ارکان ٹرکوں اور جیپ کی تفصیلی تلاشی لینے
روف تھے لیکن عمران مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔ کیونکہ انہوں نے
ے میں سے کوئی چیز بھی اپنے ساتھ نہ لی تھی۔ کیونکہ آئی ہاک
ی نظروں سے اسلحہ یا اس قسم کی دوسری چیزوں کا چھپانا ناممکن تھا۔
س لیے یہی طے ہوا تھا کہ جب وہ تل ابیب پہنچ جائیں گے اور
بد آرمی اور جی۔ پی۔ فائیو کی توجہ اس علاقے سے ہٹ جائے گی
ر جمال یہ سامان بعد میں تل ابیب پہنچا دے گا۔ ان کے پاس اسلحہ
ذا تو ایک طرف، چھوٹا سا چاقو بھی موجود نہ تھا۔

ان کے کاغذات چیک ہونے کے ساتھ ساتھ سپاہیوں نے
ن سب کی باقاعدہ جامہ تلاشی بھی لی۔ اور کاغذات اور گاڑیوں
ی چیکنگ اور ان کی جامہ تلاشی کا کام مکمل ہو گیا۔ تو انچارج کے کہنے
ر اس کے کئی ساتھی جیپوں سے میک اپ صاف کرنے والا مخصوص
کیمیکل لے آئے اور اس کے بعد اس کیمیکل کے ذریعے ان کے چہرے
دھوئے گئے اور تولیے سے رگڑے گئے۔ لیکن ہربل میک اپ
س طرح تو صاف نہ ہو سکتا تھا۔ اس لیے ان کے چہرے اسی طرح
ہے تو انچارج کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ تم جا سکتے ہو"۔۔۔ انچارج نے کاغذات جمال

کو واپس دیتے ہوئے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"بہت بہت شکریہ جناب! ـــــ ہم تو جناب اسرائیل کے
ہیں" ـــــ جمال نے خوشامدانہ لہجے میں کہا اور انچارج نے سر ہلاد

وہ سب اپنی اپنی سواریوں کی طرف بڑھ گئے۔ لیکن ابھی ا
نے گاڑیوں کو سٹارٹ ہی کیا تھا کہ وہ انچارج بھاگتا ہوا جیپ
پاس آیا۔

"سنو! ـــــ تم سے جی۔ پی فائیو کا سربراہ کرنل ڈیوڈ ملنا چاہ
ہے ـــــ اس لئے تم سب میرے پیچھے آؤ" ـــــ انچارج
کرخت لہجے میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے جمال سے مخاط
ہو کر کہا۔

"کرنل ڈیوڈ ـــــ لیکن جناب! ـــــ ہم تو عام سے شہری ہیں
ہمارا کیا قصور ہے جناب" ـــــ جمال نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ! ـــــ جیسا کہا جا رہا ہے۔ ویسے ہی کرو ـــــ
اگر تم نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو بموں سے اڑا
جائے گا" ـــــ انچارج نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور جمال
سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد انچارج کی جیپ ان کے آگے آگے چل رہی
اور سپاہیوں سے بھری ہوئی دوسری جیپیں ان کے ساتھ ساتھ ا
پیچھے چل رہی تھیں۔ اس طرح انہیں باقاعدہ گھیرے میں لے کر ا
قصبے کی طرف بڑھایا جا رہا تھا۔

جمال نے معنی خیز نظروں سے عمران کی طرف دیکھا۔ عمران

چہرے پر سکون تھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے انہیں خاص طور پر منع کر دیا تھا کہ وہ کوئی ایسا لفظ منہ سے نہ نکالیں جو مشکوک ہو سکتا ہو۔ کیونکہ آئی اک نے ان کی گفتگو بھی ٹیپ کر لینی ہے عمران کے چہرے پر سکون دیکھنے کے باوجود جمال کے پیٹ میں گولے سے پھٹ رہے تھے۔ اسے معلوم تھا کہ کرنل ڈیوڈ اسرائیل کا انتہائی وحشی درندہ نما آدمی ہے۔ وہ عربوں کو بلا وجہ بھی قتل کر کے لطف اٹھاتا ہے۔ اس لئے اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ پاکامہ کی طرف جانے کی بجائے پھانسی گھر کی طرف جا رہا ہو۔ لیکن ظاہر ہے اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی تو نہ تھا۔ البتہ اسے کچھ ڈھارس تھی تو پاکامہ میں جی۔ پی۔ فائیو کے مقامی انچارج کیپٹن رابرٹ سے تھی جو کہ ان کا خاص آدمی تھا۔ اور جمال نے اڈے سے چلنے سے پہلے اپنی روانگی کی اطلاع اسے دے دی تھی تاکہ اگر ضرورت پڑے تو وہ ان کی امداد کر سکے۔

پاکامہ میں جی۔ پی۔ فائیو کے مقامی ہیڈ کوارٹر کی عمارت میں اس وقت تینوں کرنل موجود تھے۔ سامنے دیوار پر ایک بڑی سی سکرین روشن تھی۔ جس پر آئی ہاک کی طرف سے سو کلومیٹر کے ایریئے کا بھیجے جانے والا عکس صاف نظر آ رہا تھا۔ آئی ہاک اس وقت آسمان کی انتہائی بلندیوں پر پرواز کر رہا تھا۔ اس کا رسیونگ سیٹ جو ایک خاصی بڑی مشین پر مشتمل تھا کمرے کے ایک کونے میں رکھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے دو آپریٹر موجود تھے جو اس کی بھیجی ہوئی معلومات کو مسلسل چیک کر رہے تھے۔ سکرین پر صرف منظر نظر آ رہا تھا سکرین پر ایک بڑا سا نقشہ نظر آ رہا تھا۔ جس کے ذریعے انہیں بستی طاغہ سرحدی ہیڈ کوارٹر نمبر ایک ـــــ سرحدی ہیڈ کوارٹر نمبر دو ـ اور پاکامہ صاف نظر آ رہا تھا۔

اور پھر جب انہیں دو ٹرکوں اور ایک جیپ پر مشتمل قافلہ بستی طاغہ

کے قرب و جوار سے پاکامہ کی طرف بڑھتا دکھائی دیا تو وہ سب چونک پڑے۔ لیکن آئی ہاک کی رپورٹ کلیئر تھی۔ یہ لوگ مقامی عرب تھے اور ان کے پاس نہ ہی کوئی اسلحہ تھا اور نہ ہی اس قسم کی کوئی دوسری مشکوک چیز۔ ٹرکوں میں رنگے ہوئے چمڑے کے ٹکڑے لدے ہوئے تھے۔

"مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں۔ آئی ہاک نے ان میں ایک لڑکی کی بھی نشاندہی کی ہے ــــ اور سرحدی ہیڈ کوارٹر نمبر ایک سے بھی اس قافلے میں ایک لڑکی کی موجودگی کی رپورٹ ملی تھی" ـــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"لڑکیاں تو بستی طاغہ میں بھی رہتی ہوں گی ـــ اور وہ پاکامہ آتی جاتی رہتی ہوں گی ـــــ اگر یہ لوگ مشکوک ہوتے تو آئی ہاک کی نظروں سے نہ بچ سکتے" ـــــ کرنل مارگن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بہرحال ان کے کاغذات کی چیکنگ سے اصل صورتحال سامنے آ جائے گی" ـــ کرنل کاسٹر نے کہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ ان کے درمیان ہونے والی بات چیت بھی آئی ہاک کے ذریعے کمرے میں نشر ہو رہی تھی۔ وہ سب آپس میں کاروباری باتیں کر رہے تھے اور ان کا لہجہ بھی مقامی عربوں جیسا تھا۔

کرنل ڈیوڈ کو بیٹھے بیٹھے اچانک ایک خیال آیا تو وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا جہاں جی۔ پی۔ فائیو کے مقامی انچارج کیپٹن رابرٹ کا دفتر تھا۔

کرنل مارگن کے کہنے پر کرنل ڈیوڈ نے پاکامہ میں موجود جی۔ پی فائیو کے ارکان کو عمارت تک ہی محدود کر دیا تھا۔ اور چیکنگ کا تمام نظام ریڈ آرمی کے آدمیوں نے سنبھال لیا تھا۔ اس لئے کرنل ڈیوڈ کو یقین تھا کہ مقامی انچارج کیپٹن رابرٹ اپنے دفتر میں ہی ہوگا۔

دفتر کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور کیپٹن رابرٹ بڑی سی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا کسی کاغذ کے مطالعے میں مصروف تھا۔ کرنل ڈیوڈ جیسے ہی اچانک اندر داخل ہوا۔ کیپٹن رابرٹ بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا اس نے بڑی بوکھلاہٹ کے عالم میں سیلوٹ کیا۔

"بیٹھو" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے سرد لہجے میں کہا اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

کیپٹن رابرٹ واپس کرسی پر بیٹھ گیا لیکن اس کا انداز بے حد مؤدبانہ تھا۔

"تم کب سے یہاں ڈیوٹی پر ہو" ۔۔۔؟ کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔ لہجہ بے حد سرد تھا۔

"تین سالوں سے جناب" ۔۔۔ کیپٹن رابرٹ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور ان تین سالوں میں تم نے یہاں فلسطینی گوریلوں کے کتنے خفیہ اڈے تلاش کئے ہیں" ۔۔۔؟ کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"خفیہ اڈے ! ۔۔۔ جناب ! یہاں کوئی ایسا خفیہ اڈہ نہیں ہے۔ میں نے یہاں آتے ہی ہر طرح سے چیکنگ کر لی تھی" ۔۔۔ کیپٹن

رابرٹ نے جواب دیا۔

"تمہارا جواب غلط ہے ۔۔۔ بستی طاغہ میں فلسطینی گوریلوں کا خفیہ اڈہ موجود ہے اور مجرم اس وقت اسی اڈے میں چھپے ہوئے ہیں" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ کا لہجہ اور سرد ہو گیا تھا۔

"جناب ! ۔۔۔ ایسا ہونا ناممکن ہے" ۔۔۔ کیپٹن رابرٹ نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ طاغہ میں چمڑہ رنگنے کی کتنی فیکٹریاں ہیں" ۔۔۔؟ کرنل ڈیوڈ نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد موضوع بدل کر پوچھا۔

"پانچ جناب ! ۔۔۔ میرے پاس ان کے مکمل کوائف موجود ہیں"۔ کیپٹن رابرٹ نے جواب دیا۔

"نکالو ! ۔۔۔ کہاں ہیں وہ کوائف" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کیپٹن رابرٹ نے اٹھ کر ایک الماری سے ایک بڑی سی فائل نکالی اور مؤدبانہ انداز میں کرنل ڈیوڈ کے سامنے رکھ دی۔ کرنل ڈیوڈ نے فائل کھولی اور اس میں موجود کاغذات چیک کرنے لگا۔ ان کاغذات میں چمڑہ رنگنے والی فیکٹریوں کے بارے میں تمام تفاصیل موجود تھیں۔ ان کے مالکان کے نام ۔۔۔ ان میں کام کرنے والے ملازمین ۔۔۔ اور ان سب کے بیوی بچوں کے نام بھی موجود تھے اور ان کے فوٹو بھی۔

"گڈ ! ۔۔۔ اچھی تفصیلات جمع کی ہیں" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن رابرٹ کے ستے ہوئے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

" شکریہ جناب ! ___ یہ ہماری ڈیوٹی میں شامل ہے جناب"۔ کیپٹن رابرٹ نے کہا۔

" او۔ کے ___ تم یہیں رہنا ___ شاید مجھے تمہاری ضرورت پڑ جائے" ___ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور فائل اٹھا کر وہ کرسی سے اٹھا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ جب وہ واپس آپریشن روم میں پہنچا تو سکرین پر ریڈ آرمی کے افراد ٹرکوں اور جیپ سے برآمد ہونیوالے افراد کی تلاشی لینے میں مصروف تھے۔ کرنل مارگن اور کرنل کاسٹر دونوں خاموش بیٹھے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

کرنل ڈیوڈ نے میز پر فائل رکھ کر کھولی اور پھر اس میں سے وہ کاغذات نکالے جن میں موجود فوٹو ٹرکوں اور جیپ سے برآمد ہونے والے افراد سے ملتے جلتے تھے۔

" یہ کیا ہے کرنل" ___ ؟ کرنل مارگن نے پوچھا اور کرنل ڈیوڈ نے اسے تفصیل سے آگاہ کر دیا۔

" گڈ ! ___ اس کا مطلب ہے کہ جی۔ پی فائیو بے حد باخبر ادارہ ہے" ___ کرنل کاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرنل ڈیوڈ کا سینہ پھول گیا۔

" آدمی تو یہی ہیں ___ لیکن میری چھٹی حس بتا رہی ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے" ___ کرنل ڈیوڈ نے سکرین کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" کیسی گڑبڑ کرنل" ___ ؟ کرنل کاسٹر اور مارگن دونوں نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" یہ لوگ بظاہر عرب نظر آ رہے ہیں ___ لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ عرب نہیں ہیں ___ گو میرے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لیکن ___ ارے ___ ارے ___ ٹھہرو ___ ارے واقعی یہ بات تو میرے ذہن میں بھی نہیں آئی تھی" ___ کرنل ڈیوڈ نے اچانک چونکتے ہوئے کہا اور باقی دونوں کرنل بھی اس کے چونکنے پر اچھل پڑے۔

" کیا ہوا ___ ؟ کیا بات ہے ___ جلدی بتلائیے" ___ دونوں نے انتہائی بے چینی سے کہا۔

" ان کاغذات میں ان کا پورا شجرہ نصب درج ہے ___ ان کے پردادا تک کے نام ___ اور عرب اپنا شجرہ نصب یاد رکھنے میں پوری دنیا میں مشہور ہیں ___ اگر ہم ان لوگوں سے ان کا شجرہ نصب پوچھیں تو مجھے یقین ہے کہ اگر یہ واقعی اصل لوگ ہیں تو شجرہ نصب فرفر بتا دیں گے ___ اور اگر یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں تو پھر انہیں اس بات کا خیال بھی نہ آیا ہو گا کیونکہ پاکیشیائی عرب نہیں ___ اس لئے وہ شجرہ نصب کا اتنا خیال نہیں رکھتے" ___ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" ویری گڈ ! ___ کرنل ڈیوڈ ! آپ نے واقعی بے پناہ ذہانت کا مظاہرہ کیا ہے ___ اوہ ! ___ یہ لوگ تو واپس بیٹھ رہے ہیں۔ شاید انچارج نے انہیں او۔ کے کر دیا ہے" ___ کرنل مارگن نے چونکتے ہوئے کہا۔

" انہیں یہیں ہیڈ کوارٹر بلوا لیجئے ___ میرا نام لیجئے گا۔ یہ

عرب میرے نام سے بخوبی واقف ہیں ـــ ہم یہاں ان سے پوری تسلی کر کے انہیں واپس بھیجیں گے" ـــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور کرنل مارگن نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا اور پھر انچارج کو حکم دیا کہ وہ انہیں اپنے ہمراہ پہرے میں لیکر ہیڈ کوارٹر پہنچے۔ انہیں کہہ دیا جائے کہ جی۔ پی فائیو کا سربراہ کرنل ڈیوڈ ان سے ملنا چاہتا ہے۔ اور پھر انہوں نے ریڈ آرمی کی جیپوں کو ان کے آگے پیچھے چلتے سکرین پر دیکھ لیا۔ کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے میز پر رکھا ہوا انٹرکام اپنی طرف کھسکایا اور اس کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر! ـــ کیپٹن رابرٹ سپیکنگ" ـــ رسیور اٹھاتے ہی دوسری طرف سے کیپٹن رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

"کیپٹن رابرٹ! ـــ ریڈ آرمی دو ٹرکوں اور ایک جیپ کو ہیڈ کوارٹر لے آرہی ہے۔ ان میں موجود افراد مشکوک ہیں ـــ ہم ان سے خود پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں ـــ تم انہیں بڑے ہال میں اکٹھا کرو۔ اپنے مسلح آدمی ہر طرف پھیلا دو۔ تاکہ یہ کوئی گڑبڑ نہ کر سکیں ـــ جب یہ لوگ ہال میں پہنچ جائیں تو ہمیں اطلاع دینا" ـــ کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــ دوسری طرف سے کیپٹن رابرٹ کی آواز سنائی دی اور کرنل ڈیوڈ نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں میں بھیڑیئے جیسی چمک پیدا ہو گئی تھی جیسے اسے اچانک شکار نظر آ گیا ہو۔

حارث بڑی بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ چیف شاکر سرات کی طرف سے اُسے احکامات مل چکے تھے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل پہنچ رہی ہے اور پھر شاکر سرات کے ذریعے ٹرانسمیٹر پر ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے نمائندے علی عمران سے اس کی بات چیت ہوئی۔

عمران نے سیکرٹ سروس کے اسرائیل میں داخل ہونے کا اپنا پلان بتایا کہ وہ صحرائے سینا کی طرف سے ٹڈی دل کے خلاف کام کرنے والے ایکریمین عملے کے روپ میں اسرائیل میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ ور حارث کو یہ ذہانت آمیز پلان بے حد پسند آیا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق موجودہ حالات میں یہ سب سے بہترین پلان تھا۔ کیونکہ وزیر اعظم پر کامیاب حملے کے بعد اسے اطلاعات مل رہی تھیں کہ ملٹری انٹیلی جنس۔ ریڈ آرمی اور جی۔ پی فائیو تینوں سپیشل سروسز اکٹھی

ہو کر حرکت میں آگئی تھیں۔ اور صدر مملکت نے ریڈ آرمی کے سربراہ کرنل مارگن کو ان کا سربراہ مقرر کر دیا تھا۔ اور انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی آمد کے بارے میں بھی اطلاعات مل چکی تھیں اور انہوں نے سرحدوں کی انتہائی سخت ترین نگرانی شروع کر دی تھی۔ ایسے حالات میں یہ بہترین پلان تھا۔ اور پھر عمران اور حارث کے درمیان ساری بات چیت طے ہو گئی۔

عمران نے اپنے ساتھیوں سمیت قصبہ طاغہ پہنچنا تھا۔ جہاں فلسطینی گوریلوں کا ایک بڑا خفیہ اڈہ تھا جس کا انچارج جمال تھا۔ وہاں سے انہیں پاکامہ ہوتے ہوئے تل ابیب پہنچنا تھا۔ چنانچہ جمال کے اڈے سے متعلق کوڈ بھی طے کر لیا گیا تاکہ کوئی دشواری نہ ہو۔ لیکن پھر حارث کو اطلاعات ملیں کہ کچھ ایکریمین جو کہ دو جیپوں میں سوار تھے اور ٹڈی دل کے خاتمے کے بین الاقوامی ادارہ سے متعلق تھے، سرحدی ہیڈ کوارٹر لے جاتے گئے۔ اور حارث سمجھ گیا کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ ان کے اس طرح پکڑے جانے پر وہ بڑا پریشان ہوا۔ لیکن بعد میں جمال نے اطلاع دی کہ یہ لوگ اس کے پاس بخیریت پہنچ گئے ہیں انہوں نے سرحدی ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا تھا۔ ایئر فورس کے جہازوں نے ان پر بمباری کی لیکن وہ بچ کر پہنچ گئے۔ اور اب پورے علاقے میں انتہائی سخت چیکنگ ہو رہی ہے۔ یہ اطلاعات جمال نے کسی آدمی کے ذریعے پہنچائی تھیں۔ کیونکہ سخت چیکنگ کے دوران ٹرانسمیٹر استعمال کرنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ اس کے بعد ابھی تھوڑی دیر پہلے اسے اطلاع ملی تھی کہ جمال بستی طاغہ کے عربوں کے ساتھ جن میں اس کی بیٹی اور دو بیٹے بھی شامل ہیں، دو ٹرکوں اور ایک جیپ کے ذریعے پاکامہ آ رہا ہے۔ اور پاکامہ میں جی۔ پی فائیو کے انچارج کیپٹن رابرٹ جو ان کا تنخواہ دار ایجنٹ تھا، نے یہ اطلاع دی تھی کہ جمال کے ساتھ آنے والے وہی لوگ ہیں جن کا انتظار حارث کو تھا۔ اور ساتھ ہی اسے یہ اطلاع بھی مل گئی تھی کہ پاکامہ میں سپیشل فورسز نے اپنا عارضی ہیڈ کوارٹر قائم کر لیا ہے۔ جی۔ پی فائیو کو صرف ہیڈ کوارٹر تک محدود کر دیا گیا تھا۔ اور ریڈ آرمی اور ملٹری انٹیلی جنس نے پورے علاقے کا چارج سنبھال لیا ہے۔ اور سب سے پریشان کن اطلاع یہ تھی کہ کرنل مارگن نے سیکرٹ سروس کو تلاش کرنے کے لئے آئی ہاک طیارہ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔

ان سب واقعات سے حارث نے یہی نتیجہ نکالا کہ کرنل مارگن کو یہ اطلاع مل چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ کے ارکان طاغہ میں یا اس کے قریب چھپے ہوئے ہیں اور وہ لازماً پاکامہ کے راستے شہری علاقوں میں داخل ہوں گے۔ اور آئی ہاک نے تو سارا معاملہ ہی ختم کر دیا تھا۔ کیونکہ حارث جانتا تھا کہ آئی ہاک کی مشینی نظروں سے کسی صورت بھی بچا نہیں جا سکتا۔ اور اب وہ ایسی کسی اطلاع کے لئے بے چین تھا کہ جمال اور اس کے ساتھیوں کا کیا ہوا۔

چند لمحوں بعد میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز گونجی تو حارث تیزی سے مڑا اور اس نے انتہائی پھرتی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"لیس ۔ چیف آف ریڈ فائر ۔ اوور" ___ بٹن آن کرتے ہی حارث نے سخت لہجے میں کہا۔

"جناب! ___ میں عاطف بول رہا ہوں پاکامہ سے ___ تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ جمال اور اس کے ساتھیوں کو اچھی طرح چیک کیا گیا۔ ان کے میک اپ بھی چیک کئے گئے اور گاڑیاں بھی ___ ان کے کاغذات بھی چیک ہوئے اور ان کی جامہ تلاشی بھی لی گئی اور پھر انہیں جانے کی اجازت دے دی گئی ___ لیکن اس کے بعد آپریشن ہیڈکوارٹر سے کسی ہدایت کی بنا پر ریڈ آرمی انہیں ہمراہ لیکر ہیڈکوارٹر جا رہی ہے ___ وہاں شاید ان سے تفصیلی پوچھ گچھ ہو گی ___ یا پھر ہو سکتا ہے کہ ان پر کوئی شک پڑ گیا ہو۔ اوور" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آئی ہاک رپورٹ کیا ہے ___؟ کیا اس نے انہیں نہیں پہچانا؟ ان کے میک اپ وغیرہ کو۔ اوور" ___ حارث نے حیرت بھرے لہجہ میں پوچھا۔

"نو سر! ___ آئی ہاک کے مطابق وہ میک اپ میں نہیں ہیں، وہ اصلی آدمی ہیں۔ اوور" ___ عاطف نے جواب دیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ___ یہ کیسے ممکن ہے ___ جب کہ کیپٹن رابرٹ کی رپورٹ کے مطابق تو یہ لوگ اصلی نہیں ہیں۔ پھر آئی ہاک نے ایسی رپورٹ کیسے دے دی۔ اوور" ___؟ حارث نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا کہا جا سکتا ہے سر! ___ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ اصلی

لوگ نہ ہوں ___ شاید انہوں نے پلان بدل دیا ہو۔ اوور" ___ عاطف نے جواب دیا۔

"نہیں! ___ یہ یقیناً وہی ہوں گے ___ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے آئی ہاک کو ڈاج دینے کی کوئی ترکیب ڈھونڈ لی ہو ___ بہرحال تم اپنا پورا گروپ تیار رکھو ___ اور کیپٹن رابرٹ تک بھی پیغام پہنچا دو کہ اگر انہیں ضرورت پڑے تو ان کی حفاظت کی جائے ___ اور اگر کوئی جھگڑا ہو جائے تو تم نے ان آدمیوں کو وہاں سے فرار ہونے میں مدد دینی ہے۔ انہیں فوری طور پر چالیسویں اڈے تک پہنچا دیا جائے اوور" ___ حارث نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ___ حکم کی تعمیل ہو گی۔ اوور" ___ دوسری طرف سے عاطف نے کہا۔

"اور سنو! ___ صورت حال کے متعلق مجھے مسلسل اطلاع دیتے رہنا۔ اور ہر صورت اور ہر قیمت میں ان لوگوں کا خیال رکھنا ہے۔ یہ ہمارے لئے انتہائی اہم ہیں۔ اوور اینڈ آل" ___ حارث نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

حارث اب مطمئن انداز میں بیٹھا تھا۔ اُسے سب سے زیادہ فکر آئی ہاک کی تھی اور اُسے اب مکمل طور پر یقین تھا کہ جو لوگ آئی ہاک کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں وہ کرنل مارگن وغیرہ کے قابو میں بھی آسانی سے آنے والے نہیں۔

عمران اور اس کے ساتھی ایک بڑے سے کمرے میں رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سٹین گنوں سے مسلح چار افراد کمرے کے اندر دیواروں کے ساتھ بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور عمران کی نظریں اندر آنے والے تین افراد پر پڑیں۔ ان میں سے ایک کو وہ اچھی طرح پہچانتا تھا۔ وہ جی پی فائیو کا سربراہ کرنل ڈیوڈ تھا۔ جب کہ باقی دو ان کے لئے اجنبی تھے۔ ان تینوں کے پیچھے ایک اور نوجوان تھا جس کے ہاتھ میں سٹین گن تھی۔ وہ بڑے مؤدبانہ انداز میں ان کے پیچھے چل رہا تھا۔

عمران نے دیکھا کہ جمال کی نظریں اسی پیچھے آنے والے نوجوان پر جمی ہوئی ہیں۔ اور جمال کی نظروں سے ہی وہ سمجھ گیا کہ پیچھے آنے والا جی۔ پی فائیو کا مقامی انچارج ہو گا جسے جمال نے اپنا خاص آدمی بتایا تھا۔ کرنل ڈیوڈ کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔

"فیکٹری کا مالک کون ہے" ___ کرنل ڈیوڈ نے اندر آتے ہی کرخت لہجے میں کہا اور عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

"جناب میں ہوں ___ اور میرا نام عامر ہے جناب!" ___ عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"باقی لوگوں کا تعارف کراؤ" ___ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور عمران نے ان سب کے نام بتانے شروع کر دیئے۔

"تم سب عرب ہو۔ اس لئے تم سب کو اپنا شجرہ نسب تو آتا ہو گا۔ تم پہلے اپنا شجرہ نسب بتاؤ" ___ کرنل نے انتہائی کرخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب! ___ کتنی نسلوں تک بتاؤں ___ مجھے تو ایک سو نسلوں تک کے ناموں کا علم ہے ___ اس سے اوپر کے نام نہیں آتے"۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

"تم بتاؤ" ___ کرنل ڈیوڈ نے یکلخت عمران کے ساتھ بیٹھے ہوئے جمال سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ شاید عمران کے اعتماد بھرے لہجے سے چکر کھا گیا تھا کہ اسے واقعی سو نسلوں تک شجرہ نسب آتا ہے۔ حالانکہ شجرہ نسب کا سنتے ہی عمران کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بج اٹھی تھی۔

کرنل ڈیوڈ نے جیسے ہی جمال سے کہا۔ جمال نے اٹھ کر فوراً اپنا شجرہ نسب سنانا شروع کر دیا۔ کرنل ڈیوڈ کی نظریں فائل پر جمی ہوئی تھیں۔

"ٹھیک ہے ___" کرنل ڈیوڈ نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا اور فائل بند کر دی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اپنے

آئیڈیے کی ناکامی پر شدید مایوسی ہوتی ہے۔

"یہ ہم سے فراڈ کر رہے ہیں کرنل" ۔۔۔ اچانک کرنل ڈیوڈ کے ساتھ کھڑے ہوئے آدمی نے کہا۔

"فراڈ کر رہے ہیں ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ وہ نہیں ہیں ۔۔۔ جو کچھ یہ ظاہر کر رہے ہیں ۔۔۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے" ۔۔۔ کرنل مارگن نے تیز نظروں سے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"جناب! ۔۔۔ میری تو سو پشت عرب ہے ۔۔۔ اور عرب فراڈ نہیں کیا کرتے" ۔۔۔ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"سنو! ۔۔۔ اپنی اصلیت بتا دو ۔۔۔ میرا نام کرنل مارگن ہے۔ اور میں دنیا کی طاقتور ترین تنظیم ریڈ آرمی کا سربراہ ہوں۔ سمجھے۔ میں ہڈیوں میں سے گودا باہر نکال لیتا ہوں ۔۔۔ تم لوگ کسی صورت میں بھی چمڑہ رنگنے والی فیکٹری سے متعلق نہیں ہو ۔۔۔ سوائے اس جمال کے ۔۔۔ باقی تم سب فراڈ ہو ۔۔۔ اگر تم واقعی چمڑہ رنگنے والی فیکٹری سے متعلق ہوتے تو تم سب کے ہاتھوں پر چمڑے کے مخصوص رنگ کے دھبے موجود ہوتے ۔۔۔ جیسے کہ جمال کے ہاتھوں پر ہیں۔ اب سمجھے! ۔۔۔ اب بتاؤ کہ تم کون ہو" ۔۔۔ کرنل مارگن نے تیز لہجے میں کہا اور عمران کو پہلی بار کرنل مارگن کی ذہانت اور اپنی حماقت پر بیک وقت غصہ آیا۔ اس نے میک اپ کرتے ہوئے بالکل سامنے کی بات نظر انداز کر دی تھی۔

"اوہ کرنل مارگن! ۔۔۔ آپ درست کہہ رہے ہیں ۔۔۔ کیپٹن رابرٹ" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے اچھلتے ہوئے چیخ کر اپنے پیچھے کھڑے کیپٹن رابرٹ سے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ کیپٹن رابرٹ، کرنل ڈیوڈ کی بات کا جواب دیتا، عمران بجلی کی سی تیزی سے کرنل مارگن پر جھپٹا اور دوسرے لمحے وہ کرنل مارگن کو اپنے سینے سے چمٹائے سائیڈ کی دیوار سے جا لگا۔

"خبردار! ۔۔۔ میں اس کی گردن توڑ دوں گا ۔۔۔ ہتھیار میرے ساتھیوں کے حوالے کر دو ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرنل مارگن کے گلے کے گرد موجود اپنے بازو کو زور سے جھٹکا دیا تو اس کی گرفت میں تڑپتا ہوا کرنل مارگن ذبح ہونے والے بکرے کی طرح چیخا۔

اسی لمحے سب سے پہلے کیپٹن رابرٹ نے مشین گن جمال کے ہاتھ میں دے دی اور دوسرے لمحے عمران کے ساتھی باقی چار مشین گنوں پر بھی قبضہ کر چکے تھے۔

کرنل ڈیوڈ اور کرنل کاسٹر دونوں حیرت سے بت بنے کھڑے دیکھتے ہی رہ گئے۔ جب تک وہ سنبھلتے، مشین گنوں کی نالیں ان کے جسموں سے لگ چکی تھیں۔

"کرنل مارگن! ۔۔۔ کوئی کوشش فضول ہے ۔۔۔ تم سے پہلے کرنل ہیمرخ نے بھی ایسی ہی کوشش کی تھی ۔۔۔ میرا نام علی عمران ہے ۔۔۔ علی عمران" ۔۔۔ عمران نے پہلی بار غراتے ہوئے اپنی اصلیت کا اعلان کیا تو کرنل ڈیوڈ کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ! — مجھے یقین تھا — مجھے یقین تھا" — کرنل ڈیوڈ نے بے بسی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"سنو! — میں اور میرے ساتھی نہتے افراد پر فائر کرنا بزدلی سمجھتے ہیں — اس لئے اگر تم لوگ اپنی جانیں بچانا چاہتے ہو۔ تو جیسے میں کہوں۔ ویسے ہی کرنا۔ ورنہ —" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ تینوں کرنلوں کے جسموں میں سردی کی لہریں دوڑ گئیں۔ ان کے جسم کانپنے لگے جیسے انہیں جاڑے کا بخار چڑھ آیا ہو۔

"کرنل ڈیوڈ! — اپنے اسسٹنٹ کو حکم دو کہ ہمارے لئے کوئی تیز رفتار ہیلی کاپٹر مہیا کرے — جلدی — زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں۔ ورنہ اس کرنل مارگن کی آخری خرخراہٹ سننے کے لئے تیار ہو جاؤ" — عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ج — جناب! — ہیلی کاپٹر یہاں عمارت کی چھت پر موجود ہے جناب" — کیپٹن رابرٹ نے خوف سے کانپتے ہوئے خود ہی جواب دے دیا۔

"تو چلو — جمال! اس کا خیال رکھنا — اگر یہ ذرا بھی کوئی غلط حرکت کرے تو اسے اور کرنل ڈیوڈ دونوں کو بیک وقت اڑا دینا" — عمران نے جمال سے مخاطب ہو کر کہا۔

کیپٹن رابرٹ نے قریب کھڑے کرنل ڈیوڈ کی طرف ایسی نظروں سے دیکھا جیسے اس سے اجازت طلب کر رہا ہو۔

"جیسے یہ کہہ رہے ہیں — ویسے ہی کرو — کاش! مجھے پہلے

خیال آجاتا" — کرنل ڈیوڈ نے رُکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو کیپٹن! — اگر تم اپنے افسروں کی جان بچانا چاہتے ہو، تو چلو — ہیلی کاپٹر تک چلو — اور سنو! — ایسے راستے سے لے جانا جہاں سے تمہارے اور سپاہی مداخلت نہ کر سکیں۔ ورنہ —" عمران نے چیختے ہوئے کہا اور پھر کیپٹن رابرٹ کی رہنمائی میں وہ اس کمرے سے نکل کر ایک راہداری میں بڑھ گئے۔

چاروں سپاہی ہاتھ اٹھائے کیپٹن رابرٹ کے پیچھے چل رہے تھے اور ان کے پیچھے کرنل ڈیوڈ اور کرنل کاسٹر تھے۔ ان کے بعد عمران کرنل مارگن کو اسی طرح سینے سے لگائے دھکیلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ سپاہیوں کے دونوں اطراف میں صفدر اور کیپٹن شکیل مشین گنیں لئے ہوئے تھے۔ جمال کیپٹن رابرٹ کو کور کئے ہوئے تھا جبکہ عمران کے ساتھ تنویر نے مشین گن سے کرنلوں کو کور کر رکھا تھا۔ اور سب سے آخر میں صدیقی اور چوہان مشین گنیں لئے اُلٹے قدموں چل رہے تھے تاکہ وہ پیچھے سے کسی مداخلت کو کور کر سکیں۔ لیکن کیپٹن رابرٹ انہیں ایسے راستے سے لے کر چھت تک پہنچ گیا کہ کوئی اور سپاہی نظر ہی نہ آیا۔ عمران جانتا تھا کہ کیپٹن رابرٹ جمال وغیرہ کا ساتھی ہے اس لئے وہ مطمئن بھی تھا۔

چھت پر ایک تیز رفتار اور خاصا بڑا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ اس پر جی۔ پی فائیو کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

"ان تینوں کرنلوں کو پہلے اندر بٹھاؤ — آخر ہم ان کے مہمان ہیں" — عمران نے تیز لہجے میں کہا اور کرنل مارگن کو جھٹکے سے

آگے دھکیل دیا۔

مارگن نے عمران کی گرفت سے آزادی پاتے ہی سب سے پہلے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن ملنا شروع کر دی۔ گردن پر بے پناہ دباؤ کی وجہ سے اس کا چہرہ بُری طرح بگڑا ہوا تھا۔ اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ تینوں کرنلوں سمیت ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ عمران نے کنٹرول سنبھالا۔

"سنو کیپٹن! — اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے یہ تینوں سربراہ صحیح سلامت رہیں تو ہمارے اس طرح جانے کی کسی کو اطلاع نہ کرنا۔ ورنہ میں ان کی ہڈیاں توڑ کر انہیں بلندی سے نیچے دھکیل دوں گا" — عمران نے چیخ کر کیپٹن رابرٹ سے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھا دیا۔ اس کا انجن پہلے ہی چلایا جا چکا تھا۔ اور چند لمحوں بعد ہی تیز رفتار ہیلی کاپٹر فضائی بلندیوں پر پہنچ چکا تھا۔ اسرائیل کی ملٹری انٹیلی جنس کا کرنل کاسٹر — ریڈ آرمی کا کرنل مارگن — اور جی۔ پی فائیو کا کرنل ڈیوڈ — سیکرٹ سروس پاکیشیا کے ممبران کے درمیان پھنسے ہوئے بیٹھے تھے۔ ان کی تلاشی لے لی گئی تھی اور ان کے پاس کوئی ہتھیار موجود نہ تھا۔ شاید اپنے ہیڈکوارٹر میں انہیں یہ خیال بھی نہ آیا تھا کہ وہ اس طرح بے بس ہو سکتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے ریوالور تک رکھنے کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ تینوں کرنلوں کے چہرے ستے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے موت نے ان پر سایہ کر رکھا ہو۔ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ ان تینوں کی موت اسرائیل کے لئے ایک بہت بڑا دھچکا ثابت ہو گی۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں یہ بھی معلوم

تھا کہ اگرچہ کیپٹن رابرٹ ان کے اس طرح اغوا ہونے کی اطلاع نہ بھی دے۔ تب بھی آئی اک کی طرف سے یہ اطلاع فضائیہ کے مین ہیڈکوارٹر تک پہنچ چکی ہو گی۔ کیونکہ آئی اک کا اصل ریسونگ سیٹ فضائیہ کے ہیڈکوارٹر میں ہی تھا۔ موجودہ ہیڈکوارٹر میں تو عارضی انتظامات کئے گئے تھے۔

"تم ہمارے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے ہو" — ؟ کرنل مارگن نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"جیسا سلوک تم چاہو گے" — عمران نے مختصر سے لفظوں میں جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بولتا۔ اچانک عمران کو جنگی جہازوں کا ایک پورا سکواڈرن ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کا خیال تھا کہ چونکہ کیپٹن رابرٹ فلسطینیوں کے ساتھ ملا ہوا ہے اس لئے وہ اطلاع نہ دے گا اور وہ آسانی سے ل ابیب کے گرد و نواح میں پہنچ جائیں گے۔ لیکن جنگی جہازوں کی آمد بتا رہی تھی کہ فضائیہ کو اطلاع دے دی گئی ہے۔

اسی لمحے جنگی جہازوں نے ہیلی کاپٹر کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان کا انداز بے حد جارحانہ لگ رہا تھا۔

"ہیلو — ہیلو — پائلٹ ہیلی کاپٹر! — ہیلی کاپٹر کو ہماری رہنمائی میں لے چلو — ورنہ ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا جائے گا" — ٹرانسمیٹر پر ایک کرخت آواز ابھری۔

"سنو! — ریڈ آرمی اور جی۔ پی فائیو اور ایک اور کرنل جو یقیناً ان

جیسی اہمیت رکھتا ہوگا۔ ہمارے یرغمال ہیں ___ اگر تم نے ہیلی کاپٹر ہٹ کیا تو نتیجہ تم سمجھ سکتے ہو" ___ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے جواب دیا۔

"ہمیں صدر مملکت کی طرف سے احکامات مل چکے ہیں ___ اگر تم ہماری مرضی پر نہ چلے تو ان سربراہوں کی پرواہ کئے بغیر ہیلی کاپٹر ہٹ کر دیا جائے گا ___ شمال مغرب کی طرف ہیلی کاپٹر موڑو۔ اوور" ___ کرخت آواز نے کہا اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ واقعی ایسے احکامات دے دیئے گئے ہوں گے۔ سربراہوں کا کیا ہے۔ وہ دوسرے بھی بنائے جا سکتے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تو خاتمہ ہوتا ہے۔ یہ اسرائیل کی بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ فی الحال وہ سربراہوں کو بچانے کے لئے گنجائش دے رہے تھے۔ لیکن عمران کو معلوم تھا کہ اب صورت حال بے حد سنگین ہو چکی ہے اگر وہ سکواڈرن لیڈر کے احکامات کی پرواہ نہیں کرتا تو ایک لمحے میں ان کا ہیلی کاپٹر تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر ان کی مرضی کے مطابق کہیں اترتا ہے تو پھر بھی ان کے زندہ بچ نکلنے کے امکانات نہ ہونے کے برابر تھے۔ بہرحال چونکہ اب وہ پھنس گیا تھا اس لئے اس نے ان کے احکامات کی تعمیل کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ اس میں شاید کی گنجائش نکلتی تھی

"ٹھیک ہے ___ میں تمہارے احکامات کی پابندی کر رہا ہوں اوور" ___ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بات سنتے ہی تینوں کرنلوں کے چہروں پر خوشی اور کامیابی کے آثار ابھر آئے۔

عمران ہیلی کاپٹر اڑاتا ہوا شمال مغرب کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ جنگی طیاروں نے اسے ہر طرف سے گھیر رکھا تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر پر ایک آواز ابھری۔

"ہیلو ___ ہیلو! ___ میں سکواڈرن لیڈر بول رہا ہوں ___ ہم نے تمہیں اتارنے کا فیصلہ کیا ہے ___ لیکن درختوں کے جھنڈ سے تم نے خود بچنا ہے۔ اوور" ___ یہ آواز پہلی آواز سے مختلف تھی اور جمال اس آواز کو سنتے ہی چونک پڑا۔

"ہیلو! ___ یہ کون بول رہا تھا ___ یہ کس نے کال کیا ہے تمہیں۔ اوور" ___ ؟ اچانک وہی کرخت آواز ابھری۔ اس بار اس کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"مجھے کیا معلوم کون بول رہا تھا ___ تمہارا ہی کوئی ساتھی ہوگا۔ اوور" ___ عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب! ___ یہ عاطف کی آواز ہے ___ ریڈ فائر کا نمبر ون یہ آواز پہچانتا ہوں" ___ اچانک جمال نے چیخ کر کہا۔

"ٹھیک ہے ___ میں سمجھ گیا ہوں ___ تم خاموش رہو۔ عاطف یقیناً ذہین آدمی ہے ___ اور اب ان تینوں کرنلوں کے منہ بند کر دو ___ یہ بول نہ سکیں" ___ عمران نے مڑ کر کہا۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھا جا رہا تھا کہ اچانک اسے جھٹکے لگنے لگے۔ تینوں کرنلوں کے منہ میں اس دوران ممبران نے فوراً رومال ٹھونس دیئے تھے۔

"ہیلو ___ ہیلو! ___ میرے ہیلی کاپٹر میں کچھ خرابی ہو گئی ہے ___

کتنی دُور اور جانا ہے۔ اوور" ــــــ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر کے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تم بلندی کم کرو ــــ خرابی دُور ہو جائے گی ــــ بس اب تھوڑا فاصلہ رہ گیا ہے ــــ سنو! کوئی چکر بازی نہ کرنا۔ ورنہ ایک لمحے میں فائر کھول دیا جائے گا۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے کرخت آواز نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں نے چکر بازی کر کے مرنا نہیں۔ اوور" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی تھی۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس نے مخصوص قسم کے جھٹکے جان بوجھ کر پیدا کئے تھے تاکہ بلندی کم کرنے کا جواز پیدا کیا جا سکے۔ کیونکہ عاطف کا مخصوص پیغام وہ سمجھ گیا تھا کہ اس نے ہیلی کاپٹر کسی درختوں کے جھنڈ میں یکلخت اتارنا ہے۔ اس کے لئے کم بلندی ضروری تھی تاکہ جنگی جہازوں کو ڈاج دیا جا سکے۔ ویسے بھی اگر عاطف کا پیغام نہ آتا تو اس نے اس قسم کا کھیل کھیلنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اُسے صرف آبادی کی قربت کا انتظار تھا۔ ورنہ ریگستان میں وہ پیدل زیادہ دُور نہ جا سکتے تھے۔

عمران نے ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کرنا شروع کر دی۔ وہ اسے جان بوجھ کر ایسی بلندی پر لے آیا تھا کہ جنگی جہازوں کو آسانی سے ڈاج دیا جا سکے۔

"تم بہت نیچے جا رہے ہو ــــ اوپر اٹھاؤ ہیلی کاپٹر کو۔ اوور" کرخت آواز نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"اگر میں اوپر اٹھا تو سٹک فیل ہو جائے گی ــــ مجبوری ہے۔ فکر نہ کرو ــــ جب میں نے کہہ دیا ہے کہ حکم کی تعمیل کروں گا۔ تو تعمیل ہی ہو گی۔ اوور" ــــ عمران نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر تھوڑا ہی فاصلہ مزید طے ہوا ہو گا کہ اچانک عمران کو دور آبادی کے آثار نظر آنے لگے۔ اور اسی لمحے اس کی نظروں نے درختوں کے ایک بہت بڑے جھنڈ کی سائیڈ میں آئینے کی چمک دیکھی۔ چمک صرف ایک لمحے کے لئے اُبھری تھی۔ اور دوسرے لمحے عمران نے یکلخت ہیلی کاپٹر کی رفتار تیز کی اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر درختوں کے جھنڈ کے قریب پہنچا۔ عمران نے یکلخت اُسے اتنی تیزی سے جھٹکا دیا کہ ہیلی کاپٹر میں موجود سب افراد ایک دوسرے سے ٹکرا کر الٹ پلٹ ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر بجلی کی سی تیز رفتاری سے ہٹ ہونے والے انداز میں درختوں کے جھنڈ کی طرف نشیب میں جھکتا چلا گیا۔

"کیا کر رہے ہو ــــ درختوں سے ٹکرا جاؤ گے۔ اوور" ــــ کرخت آواز نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں سنبھال رہا ہوں۔ اوور" ــــ عمران نے بھی جواب میں چیختے ہوئے کہا۔ اور اس نے ہیلی کاپٹر کو ایک لمحے کے لئے سیدھا کیا۔ لیکن دوسرے لمحے پھر پہلے سے بھی زیادہ زور دار انداز میں جھٹکا دیا۔ اور اس بار وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ جنگی جہازوں کا سکواڈرن تیز رفتاری کی وجہ سے درختوں کے اوپر سے ہوا آگے بڑھ گیا۔ اور دوسرے لمحے عمران نے ہیلی کاپٹر کو انتہائی تیز رفتاری سے نیچے کرتے ہوئے درختوں کے جھنڈ کے ساتھ ہی

زمین پر اتار دیا۔

"نیچے اترو جلدی" ـــــ عمران نے ہیلی کاپٹر نیچے آتے ہی
چیخ کر کہا اور پھر خود باہر چھلانگ لگا دی۔

اسی لمحے جنگی جہازوں کا سکواڈرن واپس پلٹا اور پھر خوفناک
دھماکوں سے اردگرد کی فضا گونج اٹھی۔ سکواڈرن نے خوفناک میزائل
فائر کرنے شروع کر دیئے تھے۔ انہوں نے عمران کی چال سمجھ کر فا
کھول دیا تھا۔ لیکن چونکہ سکواڈرن الٹی طرف سے آرہا تھا اس لیے
درختوں کا جھنڈ ان کی نظروں میں رکاوٹ تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا
کہ جب وہ دوسری طرف سے مڑ کر آئیں گے تو ہیلی کاپٹر ان کی
نظروں کے سامنے ہو گا۔

دھماکے ہوتے ہی عمران اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی
سے ہیلی کاپٹر سے نکلے۔ انہوں نے تینوں کرنلوں کو بھی باہر کھینچنے
کی کوشش کی۔ لیکن تینوں نے مزاحمت شروع کر دی۔ اسی لمحے
ایک میزائل ہیلی کاپٹر کے بالکل قریب پھٹا۔ اس میزائل کے پھٹتے
ہی سیکرٹ سروس کے ممبران نے ان کرنلوں کو چھوڑ کر نیچے چھلانگیں
لگا دیں۔ اور دوسرے لمحے وہ بے تحاشا دوڑتے ہوئے درختوں
گھس گئے۔ کیونکہ ایک جنگی جہاز تیزی سے پلٹ کر واپس آرہا

"ادھر۔ ادھر" ـــ اسی لمحے درختوں کی آڑ سے تین نوجوان
نے نکل کر چیختے ہوئے کہا۔ اور عمران سمیت سب دوڑتے ہوئے
کے پیچھے بڑھنے لگے۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے
مغرب کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ اب درختوں کے ذخیرے

بموں اور میزائلوں کی بارش شروع ہو گئی تھی۔ لیکن اس کا زیادہ زور
ذخیرے کے درمیانی علاقے پر تھا۔

وہ سب بے تحاشا دوڑتے ہوئے ذخیرے کے آخری حصے میں
پہنچے تو وہاں تین کاریں موجود تھیں۔ جو درختوں کے اندر چھپا کر کھڑی
کی گئی تھیں۔ لیکن کاروں کو ابھی باہر نہ نکالا جا سکتا تھا۔ کیونکہ جنگی
جہازوں نے لازماً ان پر بمباری شروع کر دینی تھی۔

اور پھر وہ کاروں کے قریب پہنچے ہی تھے کہ یکلخت بمباری
ختم ہو گئی۔ عمران تیزی سے سائیڈ میں موجود ایک اونچے درخت کی
طرف دوڑا اور چند ہی لمحوں میں وہ درخت پر کسی بندر کی طرح چڑھتا
گیا۔ بلندی پر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ جنگی جہاز واپس جا رہے
تھے۔ البتہ وہی ہیلی کاپٹر اوپر فضا میں منڈلا رہا تھا جس پر وہ
لوگ آئے تھے۔ اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ صورت حال سمجھ گیا
تھا۔ یا تو تینوں کرنل بچ گئے تھے یا کم از کم ان میں سے ایک کرنل
بچ گیا تھا۔

بہرحال اب وہ ہیلی کاپٹر فضا میں ان کی نگرانی کے لئے موجود تھا۔
اور جنگی جہازوں کا سکواڈرن ان کرنلوں کی ٹرانسمیٹر کال پر ہی واپس
گیا ہو گا تاکہ قریبی آبادی سے جی۔ پی۔ فائیو یا ریڈ آرمی کی جیپیں
اس ذخیرے کی طرف بھیجی جائیں۔ اس وقت تک ہیلی کاپٹر ان
کی نگرانی کرتا رہے۔ اس طرح وہ حملہ آور جیپوں کو ان کی نشاندہی
کرا سکتا تھا۔ یہ صورت حال اور بھی زیادہ سنگین ہو گئی تھی۔ لیکن
اسے معلوم تھا کہ تینوں کرنلوں میں سے کسی کے پاس اسلحہ نہیں ہے

اس لئے وہ صرف انہیں چیک کر سکتے ہیں۔ ان پر حملہ نہیں کر سکتے وہ تیزی سے نیچے اترا۔ اس کے تمام ساتھی کاروں کے پاس موجود تھے۔ تین مسلح عرب بھی کھڑے تھے۔

"نکل چلو جلدی ہی ـــ ہیلی کاپٹر اوپر نگرانی کے لئے موجود ہے ان کی جیپیں ابھی پہنچ جائیں گی ـــ جلدی کرو" ـــ عمران نے چیخ کر کہا اور اسی لمحے سب کاروں میں سوار ہونے لگے۔ عمران سب سے آگے والی کار میں تھا۔ تینوں عرب نوجوانوں نے تینوں کاروں کی ڈرائیونگ سیٹیں سنبھال لی تھیں۔ اور چند لمحوں بعد تینوں کاریں انتہائی تیز رفتاری سے ذخیرے سے نکلیں اور آگے میدانی علاقے میں دوڑنے لگیں۔

اسی لمحے عمران نے اوپر ہیلی کاپٹر کو اڑتے دیکھ لیا۔ ہیلی کاپٹر اتنی بلندی پر تھا کہ اُسے نیچے سے ہٹ نہ کیا جا سکتا تھا۔

"ہم نے کہاں جانا ہے" ـــ عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے عرب نوجوان سے پوچھا۔

"ابھی پہنچ جاتے ہیں ـــ آپ بے فکر رہیں ـــ جب تک ان کو مدد پہنچے گی ـــ ہم صوفیہ پہنچ جائیں گے" ـــ عرب نوجوان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

کاروں کی رفتار انتہائی تیز تھی اور یوں لگتا تھا جیسے وہ دوڑنے کی بجائے فضا میں اُڑ رہی ہوں۔ ہیلی کاپٹر ان کے ساتھ ساتھ اوپر بلندی پر اُڑ رہا تھا۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ انہیں دور سے دس کے

قریب فوجی جیپیں نیم دائرے کی صورت میں درختوں کے ذخیرے کی طرف آتی دکھائی دیں۔

"اوہ ـــ وہ لوگ پہنچ گئے" ـــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے عرب نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب ـــ ہم ابھی کاروں سے ان کا حشر کر دیں گے ـــ یہ خصوصی کاریں ہیں" ـــ عرب نوجوان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈیش بورڈ پر ایک بٹن دبا دیا۔

"بکھر جاؤ ـــ ایکشن ـــ دشمن آ رہا ہے" ـــ نوجوان نے بٹن آن کرتے ہی چیخ کر کہا۔

"مجھے سٹین گن دو" ـــ عمران نے مڑ کر پیچھے بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا اور دوسرے لمحے سٹین گن اس کے ہاتھوں میں تھی۔

"سٹین گن چلانے کی ضرورت نہیں سر ـــ ابھی آپ دیکھیں ہم پورا انتظام کر کے آتے ہیں" ـــ عرب نوجوان نے کہا۔

جیپیں اب تیزی سے کاروں کے قریب آتی جا رہی تھیں۔

"فائر کرو" ـــ نوجوان نے ایک بار پھر بٹن دبا کر چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے کلچ کے ساتھ موجود ایک بٹن پر زور سے پیر مارا۔ اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ دوسرے لمحے کار کے فرنٹ بمپر کے نیچے سے ایک سرخ رنگ کا میزائل فائر ہوا جو ترچھا ہو کر پہلے اونچا اٹھا اور پھر تیزی سے نیچے زمین کی طرف آیا۔ اسی طرح دوسری کاروں سے بھی میزائل فائر ہوئے۔ تینوں میزائل جیپوں سے کچھ پہلے زمین پر پڑے اور پھر خوفناک دھماکوں سے پھٹ گئے۔

"فائر" ـــــ نوجوان نے ایک بار پھر بٹن دبا کر چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اسی بٹن کو دوبارہ پریس کیا۔ کاریں چونکہ اسی رفتار سے آگے بڑھی جا رہی تھیں اس لئے اس بار میزائل ٹھیک نشانوں پر پڑے اور خوفناک دھماکوں کے ساتھ انسانی چیخیں بھی سنائی دیں۔ ہر طرف نارنجی رنگ کا دھواں اور شعلے پھیل گئے۔ تمام جیپیں اس دھوئیں میں غائب ہو چکی تھیں۔

نوجوان نے تیزی سے اپنی کار کا رخ موڑا اور باقی کاریں بھی سائیڈوں میں ہٹتی چلی گئیں۔ چند لمحوں بعد وہ اس دھوئیں اور آگ والے مقام کے قریب سے انتہائی تیز رفتاری سے گذرے تو عمران نے دیکھا کہ ہر طرف جیپوں کا ملبہ پھیلا ہوا تھا اور انسانی جسم آگ میں لپٹے ہوئے چند لمحوں کے لئے ادھر ادھر دوڑتے اور پھر آگ میں ہی ڈھیر ہو جاتے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے انسانی روپ میں شعلے موت کا رقص پیش کر رہے ہوں۔ ان سرخ رنگ کے میزائلوں نے واقعی جیپوں پر قیامت توڑ دی تھی۔

کاریں اب ان جیپوں کے ملبے کو پیچھے چھوڑتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھیں۔ ہیلی کاپٹر ابھی تک ان کے سروں پر پرواز کر رہا تھا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ آبادی میں داخل ہو گئے۔ چند لمحوں بعد تینوں کاریں ایک پرانی سی زرعی فارم نما عمارت میں داخل ہو گئیں۔ ہیلی کاپٹر اب فارم کے اوپر پہنچ چکا تھا۔ لیکن کاریں عمارت کے کافی دور تک پھیلے ہوئے شیڈ کے نیچے کھڑی تھیں۔

" اندر چلئے" ـــــ ڈرائیور نے کہا اور عمران کار کا دروازہ کھول کر

نیچے اترا اور تیزی سے دوڑ کر عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ باقی ساتھی بھی کاروں سے اتر کر عمران کے پیچھے دوڑے۔

اندر ایک ہال نما کمرہ تھا۔ جس کی چھت اور دیواریں ٹوٹی ہوئی تھیں ان سب کے اندر پہنچتے ہی ایک دیوار درمیان سے شق ہوئی اور ایک عرب نوجوان باہر آ گیا۔

"جلدی آیئے ـ جلدی" ـــــ اس نوجوان نے واپس مڑتے ہوئے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی جلدی سے یہ خلا پار کر گئے دوسری طرف ایک سرنگ کا دھانہ تھا۔ جو نشیب کی طرف جا رہی تھی۔ عرب نوجوان انہیں ہمراہ لئے اس سرنگ میں دوڑتا گیا۔ سرنگ نے دو جگہ سے موڑ کاٹا اور پھر اونچی ہونی شروع ہو گئی۔ چند لمحوں بعد وہ سب ایک اور کمرے میں پہنچ چکے تھے۔ جہاں دو نوجوان بڑی بے چینی کے عالم میں کھڑے تھے۔

" آیئے جناب! ـــ جلدی" ـــــ ان دونوں نوجوانوں نے کہا اور وہ سب دوڑتے ہوئے کمرے سے نکل کر سامنے برآمدے میں پہنچ گئے جس کے ساتھ ایک بڑے فوجی ٹرک کا پچھلا حصہ نظر آ رہا تھا۔ یہ حصہ کھلا ہوا تھا۔

"جلدی سے اس میں سوار ہو جایئے ـــ جلدی پلیز ـــ ابھی ہر طرف ناکہ بندی ہو جائے گی" ـــــ عرب نوجوان نے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی دوڑتے ہوئے ٹرک میں سوار ہو گئے۔ عرب نوجوان نے دروازہ باہر سے بند کیا۔ پھر چند لمحے کھٹکا سا ہوتا رہا۔ اس کے بعد ٹرک حرکت میں آ گیا۔ وہ سب ٹرک کے اندر بیٹھے ایک

دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

ٹرک مسلسل حرکت میں تھا۔ پھر ٹرک رک گیا۔ اور عمران کو باہر سے مدھم سی آوازیں سنائی دیں۔ کسی نے ٹرک کے پچھلے دروازے پر کھٹ پٹ کی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے اعصاب تن گئے لیکن پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ اور چند لمحوں بعد ٹرک پھر حرکت میں آ گیا۔ اس بار اس کی رفتار پہلے سے تیز تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد ٹرک کی رفتار آہستہ ہونا شروع ہو گئی۔ اور پھر وہ رک گیا۔ چند لمحوں بعد پچھلے دروازے پر ایک بار پھر کھٹ پٹ سنائی دی اور پھر دروازہ کھلا۔ عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ باہر ایک باوردی فوجی کھڑا تھا جس کی سائیڈ پر سرکاری شین گن لٹکی ہوئی تھی۔

"جلدی باہر آئیے۔ ہم سڑک پر ہیں" ___ اس فوجی نے تیز لہجے میں کہا اور عمران اور اس کے ساتھی باہر کود گئے۔ واقعی وہ ایک شاہراہ کے کنارے کھڑے تھے۔

"سامنے درختوں کا جھنڈ کراس کریں گے تو اس کے بعد خاکی رنگ کی عمارت آئے گی ___ اس میں چلے جائیے ___ باس وہاں آپ کے منتظر ہیں" ___ فوجی نے جلدی سے ٹرک کا دروازہ ___ بند کرتے ہوئے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے سڑک کے کنارے درختوں کے جھنڈ میں گھس گئے۔ درختوں کے اختتام پر واقعی سامنے ایک خاکی رنگ کی عمارت تھی اس عمارت کے گرد ہر طرف کھیت پھیلے ہوئے تھے۔ عمارت کا مین گیٹ کھلا

ہوا تھا اور گیٹ میں ایک لمبا تڑنگا اور بھرے ہوئے جسم کا عرب نوجوان کھڑا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی گیٹ پر پہنچ گئے۔

"خوش آمدید جناب ___ میرا نام عاطف ہے" ___ گیٹ پر کھڑے ہوئے نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ جیل تو نہیں عاطف صاحب" ___؟ عمران نے ٹھٹھکتے ہوئے پوچھا۔

"جیل ___ کیا مطلب ___ یہ تو ہمارا ہیڈ کوارٹر ہے" ___ عاطف نے حیران ہو کر کہا۔

"اوہ ___ اچھا اچھا ___ میں سمجھا یہ جیل ہے ___ ہمارے ہاں جیلوں پر خوش آمدید کے بورڈ لگاتے جاتے ہیں ___ اور گیٹ پر ایک سپاہی آنے والوں کو خوش آمدید کہتا رہتا ہے ___ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ نئے قیدیوں سے زیادہ رشوت مل سکتی ہے" ___ عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور عاطف کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"خوب ___ واقعی آپ کا حوصلہ قابل داد ہے ___ ورنہ جن حالات سے گذر کر آپ یہاں تک آتے ہیں، آدمی پریشان ہو جاتا ہے" ___ عاطف نے ہنستے ہوئے تعریف بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا تو ہم حالات سے گذر کر یہاں آتے ہیں ___ واہ ___ اچھا نام ہے" ___ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ وہ اب چلتے ہوئے عمارت کے اندر داخل ہو چکے تھے۔ عمارت کے برآمدے میں چار مسلح عرب نوجوان کھڑے تھے۔

"نام ___ کس کا نام" ___؟ عاطف ایک بار پھر چونک پڑا۔

"اس علاقے کا نام ___ جہاں سے ہم گذر کر آئے ہیں" ___ عمران نے ایک بار پھر معصوم سے لہجے میں کہا اور عاطف کے حلق سے نکلنے والے قہقہے سے وہ کمرہ گونج اٹھا جس میں وہ سب داخل ہو رہے تھے۔

"آپ واقعی انتہائی دلچسپ آدمی ہیں" ___ عاطف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آدمی! ___ اوہ شکریہ ___ شکریہ! ___ آپ کی نظریں واقعی قدرشناس ہیں ___ ورنہ یہ میرے ساتھی تو مجھے آدمی مانتے ہی نہیں" ___ عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب واقعی مافوق الفطرت صلاحیتوں کے مالک ہیں جناب! ___ میں نے زندگی میں آج تک ان جیسا پہلے کبھی نہیں دیکھا" ___ اسی لمحے جمال بول پڑا۔ جو اب تک مسلسل عمران کے ساتھ تھا۔ اُسے پہلی بار عمران کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا تھا۔

"اگر آپ ان جیسا کے ساتھ لفظ آدمی کہہ دیتے تو عاطف صاحب کے دیئے ہوئے لقب کی تائید ہو جاتی ___ ویسے عاطف صاحب آپ کے کئے ہوئے انتظامات نے واقعی مجھے بے حد متاثر کیا ہے پہلے یہ بتایئے کہ یہ جگہ کتنی محفوظ ہے" ___؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"آپ قطعی بے فکر اور مطمئن رہیں عمران صاحب! ___ یہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا ___ آپ کو کچھ وقت البتہ یہاں گذارنا ہوگا ___ صورت حال مناسب ہوتے ہی آپ کو تل ابیب پہنچا دیا

جائے گا ___ جہاں باس حارث آپ کے منتظر ہیں" ___ عاطف نے اس بار سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے ___ ہمارا سامان وہاں جمال صاحب کے اڈے میں رہ گیا ہے ___ اس کا کیا ہوگا" ___؟ عمران نے پوچھا۔

"وہ بھی پہنچ جائے گا ___ آپ بالکل بے فکر رہیں۔ اب بستی طاغہ کے گرد دائرہ ختم ہو چکا ہے ___ اب سامان آسانی سے پہنچ جائے گا ___ آپ لوگ تھک گئے ہوں گے۔ اس لئے آیئے میں آپ کو کمرے دکھا دوں ___ آپ کچھ دیر آرام کر لیجئے ___ پھر تفصیل سے باتیں ہوں گی" ___ عاطف نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلا کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس وقت واقعی انہیں آرام کی بیحد ضرورت تھی۔

کرنل مارگن اور کرنل ڈیوڈ دونوں خاموش بیٹھے ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے۔ ان دونوں کے چہرے ستے ہوئے تھے۔ اور وہ بار بار دانتوں سے ہونٹ کاٹتے اور سر کو جھٹک رہے تھے۔ وہ ابھی ابھی صوفیہ پہنچے تھے۔

کرنل کا سٹر میزائل پھٹنے سے شدید زخمی ہو گیا تھا اس لئے اسے ہسپتال بھیج دیا گیا تھا۔ وہ قصبہ صوفیہ میں جی۔ پی فائیو کے سب ہیڈ کوارٹر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہاں موجود جی۔ پی فائیو اور ریڈ آرمی عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کر رہی تھیں۔

"یہ لوگ واقعی مافوق الفطرت ہیں کرنل! ـــــ اب مجھے اندازہ ہو گیا ہے ـــــ اور اب ہمیں ان کے مقابلے کے لئے ٹھوس منصوبہ بندی کرنی ہو گی" ـــــ کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد کرنل مارگن نے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ آخر عمران نے ہمیں زندہ کیوں چھوڑ دیا ـــــ حالانکہ وہ ہمیں انتہائی آسانی سے ہلاک کر سکتا تھا" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ اس کے پاس بہترین موقع تھا ـــــ ہم نہتے تھے اور وہ مسلح ـــ اور انہیں روکنے والا کوئی نہیں تھا ـــ بہرحال یہ اس کی حماقت تھی اور اسے اس حماقت کا خمیازہ بھگتنا ہو گا" ـــــ کرنل مارگن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس ـــ کرنل مارگن سپیکنگ" ـــــ کرنل مارگن نے رسیور اٹھاتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

"میجر فرانک بول رہا ہوں جناب! ـــــ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر لیا ہے" ـــــ دوسری طرف سے فرانک کی پرجوش آواز سنائی دی۔

"اوہ! ـــ کہاں ہیں وہ ـــــ؟ تم کہاں سے بول رہے ہو ـــــ؟" کرنل مارگن نے چیختے ہوئے پوچھا۔

"سر! ـــ میں دارالحکومت سے بول رہا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے میجر فرانک نے جواب دیا۔

"تو کیا عمران اور اس کے ساتھی دارالحکومت پہنچ گئے ہیں" کرنل مارگن کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"نہیں جناب! ـــــ وہ صوفیہ سے بیس کلومیٹر دور ایک چھوٹے قصبے ارتاب کی ایک عمارت میں چھپے ہوئے ہیں اور انہیں وہاں

سے نکال کر دارالحکومت پہنچانے جانے کا منصوبہ بن رہا ہے۔ اور یہ منصوبہ مجھ تک پہنچ گیا ہے ـــ مجھے ابھی مین ہیڈکوارٹر سے اطلاع ملی ہے کہ آپ صوفیہ میں اس نمبر پر ہیں ـــ اس لئے میں اطلاع دے رہا ہوں" ـــ میجر فرانک نے جواب دیا۔

"ویری گڈ ـــ ویری گڈ! ـــ پوری تفصیل بتاؤ۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے ـــ جلدی تفصیل بتاؤ" ـــ کرنل مارگن نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــ مجھے گولڈن بار کے یعقوب کانڈی پر شک تھا۔ وہ انتہائی عیار آدمی ہے ـــ میں نے نہ صرف اس کی بھرپور نگرانی کا انتظام کر رکھا تھا ـــ بلکہ میں نے خفیہ طور پر اس کے ٹیلیفون ٹیپ کرنے کے ساتھ ساتھ ایسے آلات بھی گولڈن بار میں نصب کرائے تھے کہ اگر یعقوب کانڈی کو کوئی ٹرانسمیٹر کال ملے تو اسے سنا جا سکے ابھی تھوڑی دیر پہلے یعقوب کانڈی کو ایک ٹرانسمیٹر کال ملی ہے ـــ کوئی چیف آف ریڈ فائر بول رہا تھا ـــ اس نے یعقوب کانڈی کو کہا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان قصبہ ارتاب کے خفیہ ہیڈکوارٹر میں پہنچ چکے ہیں ـــ عاطف وہاں موجود ہے ـــ عاطف سے بات کر کے انہیں دارالحکومت پہنچانے کی منصوبہ بندی کرو ـــ اس کال کے بعد یعقوب کانڈی نے ٹرانسمیٹر کال کی تو اس کی بات عاطف سے ہوئی ـــ عاطف نے اسے تفصیل سے بتایا کہ کس طرح اس نے ہیلی کاپٹر میں سیکرٹ سروس والوں کو دشمن کے جھنڈ میں اترنے کا اشارہ دیا ـــ وہاں خصوصی میزائل کاریں بھی

دی گئیں ـــ اور پھر ان کاروں کے ذریعے انہیں صوفیہ لایا گیا جہاں سے بند باڈی کے ایک ملٹری ٹرک میں انہیں صوفیہ سے نکال کر ارتاب پہنچایا گیا ہے ـــ اور اب وہ ارتاب کی عمارت میں جسے عاطف خفیہ ہیڈکوارٹر کہہ رہا تھا، میں سب لوگ آرام کر رہے ہیں۔ یعقوب کانڈی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ کم از کم دو روز تک انہیں وہاں روکے ـــ اس دوران وہ انہیں وہاں سے نکالنے کی ٹھوس منصوبہ بندی کر لے گا" ـــ میجر فرانک نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"قصبہ ارتاب تو بہت چھوٹا سا قصبہ ہے ـــ اسے آسانی سے چیک کیا جا سکتا ہے" ـــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے میجر! ـــ اب ہم انہیں سنبھال لیں گے ـــ تم ویسے اس یعقوب کانڈی کا خیال رکھنا" ـــ کرنل مارگن نے کہا۔

"یس سر! ـــ میں اس کی نگرانی کرا رہا ہوں ـــ وہ ہمارے ہاتھ میں ٹرپ کا پتہ ہے" ـــ میجر فرانک نے کہا۔

"گڈ بائی" ـــ کرنل مارگن نے کہا اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"کرنل! ـــ اب بھرپور انتقام لینے کا وقت آ گیا ہے ـــ ہمیں پوری طاقت سے قصبہ پر چڑھ دوڑنا چاہیئے" ـــ کرنل مارگن نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

"وہ لوگ غافل نہیں ہوں گے ـــ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے نگرانی کا کوئی خفیہ انتظام کر رکھا ہو۔ اس لئے ہمیں ایسی پلاننگ

کرنی چاہیئے کہ جب تک ہم ان کے سروں پر نہ پہنچ جائیں ۔ وہ قطعاً بے خبر رہیں" ___ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" ایسا ہے کہ ہم قصبہ ارتاب کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں تیز رفتار مسلح جیپیں اور دو ہیلی کاپٹر بھی منگوا لیتے ہیں ___ آپ کا یہاں کتنی نفری ہے" ___ کرنل مارگن نے کہا۔

" بیس کے قریب آدمی ہونگے ___ چھوٹا قصبہ ہے" ___ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یہ تو تھوڑے ہیں ___ ٹھہرو! میں انتظام کرتا ہوں" ___ کرنل مارگن نے کہا اور ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کرنل ڈیوڈ خاموش ہو گیا۔

" یس ___ ہیڈ کوارٹر ریڈ آرمی" ___ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

" کرنل مارگن سپیکنگ" ___ کرنل مارگن نے کرخت لہجے میں کہا۔

" یس سر! ___ حکم سر" ___ دوسری طرف سے بولنے والے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ہیڈ کوارٹر میں اس وقت کتنی نفری موجود ہے" ___ ؟ کرنل مارگن نے پوچھا۔

" پچاس ہیں سر" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ٹھیک ہے ___ ان پچاسوں کو پوری طرح مسلح کر کے ہیلی کاپٹروں میں صوفیہ بھجوا دو ___ تین بڑے ہیلی کاپٹر کافی رہیں گے ___ ہر قسم کا اسلحہ ان کے پاس ہونا چاہیئے ___ یہ صوفیہ کے جی۔ پی فائیو ہیڈ کوارٹر

میں رپورٹ کریں ___ جلدی کرو" ___ کرنل مارگن نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس سر ___ ابھی سر" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل مارگن نے رسیور رکھ دیا۔

کرنل مارگن کے رسیور رکھتے ہی کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھا کر اپنے آدمیوں کو ہدایات دینی چاہی تھیں کہ کرنل مارگن نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے روکتے ہوئے کہا۔

" آپ اپنے آدمیوں کو اسی طرح یہاں صوفیہ میں پڑتال کرنے دیں یقیناً مجرموں کے آدمی یہاں صورت حال کی رپورٹ کے لئے موجود ہوں گے ___ اگر یکلخت چیکنگ ختم ہو گئی تو وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں گے" ___ کرنل مارگن نے کہا۔

" گڈ! ___ یہ بھی اچھا آئیڈیا ہے ___ بلکہ میں انہیں پڑتال اور زیادہ تیز کرنے کا حکم دے دیتا ہوں" ___ کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر نمبر گھما کر اس نے اپنے آدمیوں کو پڑتال اور چیکنگ اور زیادہ تیز اور سخت کر دینے کا حکم دے دیا۔

" اب آپ کے ذہن میں کیا پلاننگ ہے" ___ کرنل ڈیوڈ نے ہدایات دینے کے بعد رسیور رکھتے ہوئے کرنل مارگن سے پوچھا۔

" پلاننگ بالکل سیدھی رکھنی ہے ___ زیادہ احتیاط وغیرہ کے چکر میں پڑنے سے پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں ___ تین ہیلی کاپٹر اسلحے سے بھرپور آ رہے ہیں ___ اور ساتھ ہی پچاس ریڈ آرمی کے مسلح افراد بھی ___ جیپیں جی۔ پی فائیو سے مل جائیں گی ___ ان جیپوں کے ذریعے قصبہ ارتاب کو گھیر لیا جائے گا اور پھر ہر گھر اور

ہر عمارت کی تلاشی شروع کر دیں گے ــــ کسی بھی آدمی کو چاہے وہ عرب ہو ــ یہودی ہو ــ یا غیر ملکی ــــ کسی صورت بھی قصبے سے باہر نہ جانے دیں گے ــ ظاہر ہے مجرم نکلنے کی کوشش کریں گے تو ان کا خاتمہ کر دیا جائے گا ــــ آپ ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر کمانڈ کریں گے ــــ میں اپنے ممبران کے ساتھ جیپ میں بیٹھ کر انہیں لیڈ کروں گا۔ ہمارا آپس میں رابطہ قائم رہے گا ــــ اور مجرموں کو قطعاً کوئی مہلت نہیں دینی ــــ جس پر بھی شک ہو جائے اس کا فوری خاتمہ کر دیا جائے گا ــــ یہ بعد میں دیکھیں گے کہ شک درست تھا یا غلط" ــــ کرنل مارگن نے اپنی پلاننگ بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ! ــ اچھی پلاننگ ہے" ــــ کرنل ڈیوڈ نے تائید میں سر ہلا دیا اور کرنل مارگن مطمئن ہو گیا۔

"عمران صاحب! ــ میں نے ہیڈ کوارٹر سے بات کی ہے۔ ان کے مطابق آپ کو دو روز یہاں قیام کرنا پڑے گا ــــ اس کے بعد وہ آپ کو تل ابیب پہنچانے کا بندوبست کریں گے" ــــ عاطف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سب آرام کرنے کے بعد کھانا وغیرہ کھا کر اب دوبارہ بڑے کمرے میں آ کر بیٹھے تھے۔

"ہمارا سامان کب تک یہاں پہنچ سکتا ہے" ــــ؟ عمران نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"دو روز تو بہر حال لگ ہی جائیں گے" ــــ عاطف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھیں! ــ ہم یہاں سیر و تفریح کرنے یا بیٹھنے کے لئے نہیں آئے ــــ اور نہ ہی ہم نے یہ ذمہ داری آپ لوگوں کے سپرد کی ہے کہ آپ ہمیں جگہ جگہ پارسل کرتے رہیں ــــ آپ مجھے بتائیں کہ یہاں

سے تل ابیب کتنی دُور ہے ۔۔۔ ؟ اور وہاں تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے'۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس بار تو اسرائیل میں داخلہ ہی مسئلہ بن گیا ہے"۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم شاید پہلی بار کا ذکر کر رہے ہو ۔۔۔ اس وقت یہ لوگ اتنے چوکنا نہ تھے ۔۔۔ لیکن اب صورت حال بدلی ہوئی ہے۔ بہرحال اسرائیل میں داخل تو ہم ہو ہی چکے ہیں ۔۔۔ اب تو صرف تل ابیب تک پہنچنا ہی باقی رہ گیا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عاطف اس دوران اٹھ کر باہر جا چکا تھا۔ وہ دوبارہ اندر آیا تو اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک نقشہ موجود تھا۔

"کیا بات ہے ۔۔۔ ؟ چہرے پر پریشانی کیوں ہے"۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"بات تو کوئی نہیں ۔۔۔ ابھی ابھی صوفیہ سے اطلاع ملی ہے کہ تین جنگی ہیلی کاپٹروں میں تقریباً پچاس مسلح افراد صوفیہ پہنچے ہیں وہ شاید صوفیہ کے گرد مستقل گھیرا ڈالنا چاہتے ہیں"۔۔۔ عاطف نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ قصبہ صوفیہ سے کتنی دُور ہے"۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"بیس کلومیٹر ہے"۔۔۔ عاطف نے بتایا۔

"تو پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ صوفیہ کے ساتھ ساتھ ارد گرد کے علاقے بھی چیک کرنا چاہتے ہوں ۔۔۔ بہرحال نقشہ دکھائیے"

عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر عاطف کے نقشہ کھولنے پر وہ اس پر جھک گیا۔

"یہاں سے تل ابیب پہنچنے کے دو راستے ہیں ۔۔۔ ایک تو سڑک کے ذریعے ۔۔۔ اور دوسرا ٹرین کے ذریعے ۔۔۔ لیکن دونوں صورتوں میں صوفیہ واپس جانا ضروری ہے اور ابھی صوفیہ کی سخت ترین چیکنگ جاری ہو گی ۔۔۔ اسی لئے ہیڈ کوارٹر نے دو روز یہاں قیام کرنے کے لئے کہا ہے"۔۔۔ عاطف نے کہا۔

"یہ سڑک صوفیہ کی مخالف سمت میں کہاں جاتی ہے"۔۔۔ عمران نے نقشے پر پنسل کی نوک سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تامیہ جاتی ہے ۔۔۔ تامیہ یہاں سے ستر کلومیٹر ہے۔ اور درمیان میں سارا صحرا ہے ۔۔۔ البتہ تامیہ سے ایک سڑک لمبا چکر کاٹ کر تل ابیب جاتی ہے ۔۔۔ تامیہ سے ٹرین نہیں جاتی"۔۔۔ عاطف نے جواب دیا۔

"اگر قصبے سے نکل کر تامیہ جانے کی بجائے صحرا میں داخل ہو جایا جائے تو تل ابیب جانے والی سڑک پر پہنچا جا سکتا ہے۔ تب کتنا فاصلہ بنے گا"۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"یہ انتہائی دشوار گذار صحرا ہے ۔۔۔ راستے میں کہیں بھی کوئی قصبہ یا نخلستان نہیں ہے ۔۔۔ فاصلہ تقریباً ۸۰ یا ۹۰ کلومیٹر بن جائے گا ۔۔۔ پانی کی نایابی کے علاوہ یہ علاقہ ریت کے سائیکلون کے لئے بھی مشہور ہے"۔۔۔ عاطف نے جواب دیا۔

"تمہارے پاس ایسی جیپیں ہیں جو اس صحرا کو کراس کر سکیں ؟

میرا مطلب پٹرول سے ہے" ـــ عمران نے کہا۔

"نو سر! ـــ یہاں ہمارے پاس صرف کاریں ہیں اور بس ـــ اور وہ بھی عام کاریں ـــ میزائل فائر کاریں صوفیہ میں ہی چھپی ہوئی ہیں۔ کیونکہ وہ تینوں ان کی نظروں میں آچکی ہیں" ـــ عاطف نے جواب دیا۔

"کتنی کاریں ہیں یہاں" ـــ ؟ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"چار کاریں ہیں" ـــ عاطف نے جواب دیا۔

"اور اسلحہ" ـــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"اسلحہ ہر قسم کا موجود ہے ـــ جیسا آپ چاہیں" ـــ عاطف نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے! ـــ کاریں تیار کراؤ ـــ اور ان میں کافی تعداد میں اسلحہ منتقل کر دو ـــ ہم ابھی یہاں سے نکلیں گے" ـــ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"لیکن کس طرف جائیں گے آپ" ـــ ؟ عاطف نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"یہ آپ کا دردِ سر نہیں ـــ آپ بس اتنا کام کریں جتنا آپ کو کہا گیا ہے" ـــ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور عاطف ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"آپ نے اسے ناراض کر دیا عمران صاحب" ـــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہوتا ہے ناراض ـــ جب جولیا نے اسے مسترد کر دیا ہے تو

مجھے اس کی ناراضگی کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے" ـــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے مسترد کر دیا ہے! ـــ کیا مطلب" ـــ ؟ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"بھئی ہماری ڈور تو تم سے بندھی ہوئی ہے ـــ تم نے اس میں دلچسپی نہیں لی تو ظاہر ہے ـــ ہمیں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے ـــ کیوں تنویر! ـــ تم بھی تو کچھ بولو" ـــ عمران نے خاموش بیٹھے ہوئے تنویر سے کہا۔

"میں کیا بولوں! ـــ مجھے تو ایکسٹو نے اس مشن کے لئے پابند کر رکھا ہے ـــ اور مشن ایسا ہے کہ میرا خون کھول رہا ہے۔ لیکن میں بول نہیں سکتا ـــ آخر کیا ضرورت ہے ان لوگوں کے ساتھ مارے مارے پھرنے کی" ـــ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو کیا کرتے" ـــ ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جعلی کاغذات تیار کراتے ـــ ایکریمیا پہنچتے ـــ وہاں سے ہوائی جہاز پر بیٹھ کر اطمینان سے تل ابیب اتر جاتے ـــ اللہ اللہ خیر صلہ" ـــ تنویر نے منہ ٹیڑھا کرتے ہوئے کہا۔

"اللہ اللہ خیر صلہ کی بجائے انا للہ زیادہ مناسب رہتا ـــ تمہارا خیال ہے کہ ریڈ آرمی اور جی۔ پی فائیو ایئر پورٹ پر پھولوں کے ہار ہاتھوں میں لئے ہمارے استقبال میں کھڑے ہوں گے ـــ مسٹر تنویر! یہ مشن ہماری تمام مہمات میں سب سے زیادہ کٹھن ثابت ہوگا۔ اس بات کا خیال رکھنا" ـــ عمران کا لہجہ یکدم سرد ہو گیا۔

جناب کاریں تیار ہیں ۔۔۔ اسلحہ ان میں منتقل کر دیا گیا ہے ۔۔۔ پٹرول سے ٹینکیاں فل ہیں" ۔۔۔ اسی لمحے عاطف نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ شکریہ! ۔۔۔ آؤ بھئی اب مشن کا آغاز کر ہی دیا جائے ۔۔۔ دیکھیں اسرائیل ہمیں کیسے روکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور سب ساتھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان سب کے چہروں پر دبے دبے جوش کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"آپ اپنی مرضی کے مالک ہیں جناب! ۔۔۔ لیکن اگر آپ مجھے اپنا لائحہ عمل بتا دیں تو میں آپ کو زیادہ اچھی طرح گائیڈ کر سکتا ہوں" عاطف نے عمران کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"مجھے آپ سے کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ فی الحال کوئی لائحہ عمل نہیں ہے ۔۔۔ وقت پر جو ہو گا دیکھا جائے گا ۔۔۔ ویسے اگر آپ ساتھ چلنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔۔۔ اس طرح ہمیں بھی آسانی ہو جائے گی ۔۔۔ آپ کوئی وسیع حیطہ عمل کا ٹرانسمیٹر ساتھ لے لیں تاکہ اگر ضرورت پڑے تو آپ اپنے آدمیوں سے رابطہ قائم کر سکیں ۔۔۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آپ ہمارے کام میں مداخلت نہیں کریں گے" ۔۔۔ عمران نے کمپاؤنڈ میں کھڑی ہوئی کاروں کے پاس پہنچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ۔۔۔ میں بھی یہی چاہتا تھا ۔۔۔ ویسے آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ میری طرف سے کوئی مداخلت نہ ہو گی" ۔۔۔ عاطف نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا واپس عمارت

کی طرف بڑھ گیا۔ وہ شاید ٹرانسمیٹر لینے گیا تھا۔

عمران نے سب ممبروں کو کاروں میں بیٹھنے کی ہدایت کی اور اسلحہ وغیرہ بھی لینے کے لئے تفصیلی ہدایات دینا شروع کر دیں۔

تھوڑی دیر بعد جب عاطف واپس آیا تو عمران ہدایات دے چکا تھا۔

عمران نے عاطف کو اپنی کار کی پچھلی نشست پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ خود اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ جب کہ اس کے ساتھ ٹائیگر بیٹھ گیا۔

دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ تنویر نے سنبھال لی۔ صفدر اس کے ساتھ بیٹھا۔ جب کہ پچھلی نشستوں پر صدیقی اور چوہان بیٹھ گئے۔

تیسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ کیپٹن شکیل کے ہاتھ میں تھی۔ جولیا اس کے ساتھ والی سیٹ پر تھی۔ جب کہ چوتھی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر خاور تھا اور نعمانی اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ جولیا اور خاور والی دونوں کاروں کی پچھلی نشستوں پر عاطف نے کھانے پینے کا سامان اور پانی کی چمڑے کی چھاگلیں رکھوا دی تھیں۔ سٹین گنیں ان سب نے لے لی تھیں اور جیبوں میں بم بھر لئے تھے۔

عمران نے کار اسٹارٹ کی اور کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ باقی کاریں بھی اس کے پیچھے روانہ ہو گئیں۔ عمارت کے گیٹ سے ایک کچی سڑک کافی آگے جا کر قصبے کے درمیان سے گزرنے والی پختہ سڑک سے جا ملتی تھی۔ یہ عمارت قصبہ ارتاب سے کچھ ہٹ کر بنی ہوئی تھی۔

ابھی عمران کی کار قصبہ ارتاب کی حدود میں داخل بھی نہ ہوئی تھی کہ اس نے آسمان پر تین ہیلی کاپٹروں کو اڑتے ہوئے دیکھا۔ تینوں ہیلی کاپٹر قصبہ ارتاب کے اوپر پرواز کر رہے تھے۔ اور عمران نے ان ہیلی کاپٹروں کو دیکھتے ہی ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بج اٹھی تھیں۔

اور پھر جیسے ہی وہ قصبہ ارتاب کی پہلی عمارت کے قریب پہنچے انہوں نے دو جیپوں کو تیز رفتاری سے قصبہ سے نکل کر اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ کھلی چھت کی ان جیپوں میں مسلح افراد موجود تھے جیپوں پر جی۔ پی۔ فائیو کے مخصوص نشانات موجود تھے۔

"ہوشیار" ـــــ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے یکلخت رفتار تیز کر دی۔

جیپوں کے ڈرائیوروں نے ہیڈ لائٹس جلا کر انہیں رکنے کا اشارہ کیا۔ لیکن عمران نے تیزی سے سٹیرنگ کاٹا اور جیپوں کی سائیڈ سے کار نکالتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ پیچھے آنے والی کاروں نے بھی اس کی پیروی کی۔ البتہ عمران کی سائیڈ پر بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے ہاتھ باہر نکال کر یوں لہرایا جیسے جیپوں میں سوار مسلح افراد کو سلام کر رہا ہو ٹائیگر کے اس انداز نے جیپوں میں موجود افراد کو تذبذب میں ڈالا اور وہ رکنے اور انہیں گھیرنے کی بجائے آگے بڑھتے چلے گئے۔

"ان لوگوں کو ہماری یہاں موجودگی کی اطلاع مل چکی ہے۔ اور انہوں نے قصبے کو گھیر رکھا ہے" ـــــ عمران نے قصبے میں داخل ہوتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"میں خود حیران ہوں سر ـــــ کہ یہ کیسے ہو گیا" ـــــ پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے عاطف نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے عمران نے سامنے چوک پر سڑک کو بلاک دیکھا دو جیپوں نے سڑک بلاک کر رکھی تھی۔ اور مسلح لوگ ہر گذرنے والے کو باقاعدہ چیک کر رہے تھے۔

"ہوشیار ـــــ اب کھیل شروع ہو رہا ہے" ـــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے گھٹنوں پر رکھی ہوئی سٹین گن اٹھا کر ہاتھ میں لے لی۔

عمران کی کار خاصی تیز رفتاری سے چوک کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ سپاہیوں نے کاروں کے اس قافلے کو دیکھتے ہی انہیں رکنے کا اشارہ کیا۔ لیکن عمران نے یکلخت کار کی رفتار تیز کر دی۔

"فائر کرو" ـــــ عمران نے جیپوں کے قریب پہنچتے ہی چیخ کر کہا اور ٹائیگر نے سٹین گن کے برسٹ سپاہیوں پر کھول دیئے۔

اسی لمحے کار ایک خوفناک دھماکے سے چوک پر کھڑی دونوں جیپوں کے درمیان میں ٹکرائی اور دونوں جیپیں اچھل کر سائیڈ میں ہٹیں اور عمران دھماکے کے باوجود سٹیرنگ پر اپنے بے پناہ کنٹرول کی وجہ سے کار کو صحیح سلامت نکال لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اب عاطف نے بھی دوسری طرف سے فائرنگ شروع کر دی تھی۔ اور ان کی فائرنگ کی وجہ سے پچھلی کاروں سے بھی فائرنگ شروع ہو گئی ہر طرف چیخ و پکار سی مچ گئی۔

جیپوں کے سائرن تیزی سے بجنے لگے۔ عمران آندھی اور طوفان

کی طرح کار اڑائے جا رہا تھا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ کار ایسے زیادہ دیر نہیں چل سکتی۔ اگر اوپر سے ہیلی کاپٹروں نے بمباری یا فائرنگ شروع کر دی تو ان کے زندہ رہنے کے ایک فیصد بھی امکانات باقی نہ رہیں گے۔ اور اب دوسری طرف سے بھی فائرنگ شروع ہو گئی تھی اور ان کے بجتے ہوئے سائرن بتا رہے تھے کہ انہیں چاروں طرف سے گھیرا جا رہا ہے۔

عمران نے یکلخت بجلی کی سی تیزی سے کار کا سٹیرنگ موڑا اور کار دو پہیوں پر گھومتی ہوئی کسی لٹو کی طرح گھومی اور ایک بڑی سی عمارت کے کھلے پھاٹک میں گھس گئی۔ یہ بڑی سی عمارت ابھی زیر تعمیر تھی۔ عمران کی وجہ سے دوسری کاریں بھی عمارت کے اندر مڑ آئیں۔ عمارت کی چھوٹی سی چار دیواری جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی تھی۔ عمران نے اس کے کھلے لان کی سائیڈ میں کار روکی اور دروازہ کھول کر باہر آیا۔

"جلدی کرو ۔۔۔ ٹوٹے ہوئے حصوں کی سائیڈوں میں ہو جاؤ ہم نے ان کی جیپیں اڑانی ہیں ۔۔۔ لیکن دو دو کر کے جانا ہے بم فائر پر سنے جیپوں پر قبضہ کرنا ہے" ۔۔۔ عمران نے نیچے اترتے ہوئے چیختے ہوئے کہا اور سب ممبران کاروں سے نکل نکل کر ٹوٹی ہوئی جگہوں کی سائیڈوں میں چھپ گئے۔

اسی لمحے سائرن بجاتی ہوئی جیپیں عمارت کے چاروں طرف پھیل گئیں۔ یہ جیپیں تعداد میں چھ تھیں۔

عمران مشین گن لئے تیزی سے ایک کمرے کی نو تعمیر شدہ چھت

پر چڑھ گیا۔ اور پھر اس نے ایک ستون کی آڑ لے کر باہر بے تحاشا فائرنگ شروع کر دی۔ اس کے جواب میں بھی فائرنگ شروع ہو گئی۔ عمران نے جیب سے ایک بم نکال کر زور سے ایسی سائیڈ پر پھینکا جہاں دو جیپیں موجود تھیں۔ اس نے جان بوجھ کر بم ان جیپوں سے ذرا ہٹ کر پھینکا۔

خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی کچھ سپاہیوں کی چیخیں بلند ہوئیں دھماکے کے ساتھ ساتھ دھواں پھیل گیا۔ اور اسی لمحے تین ممبرز جو قریب ہی ٹوٹی ہوئی چار دیواری کی دونوں سائیڈوں میں چھپے ہوئے تھے، جھکے جھکے انداز میں باہر کو لپکے اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے ان جیپوں کی طرف بڑھ گئے۔

اسی لمحے عمران نے دوسرا بم دوسری سائیڈ پر کھڑی جیپوں کے قریب پھینکا اور اس بار بھی دوسری جگہ سے ممبرز باہر کو لپک گئے عمران نے اب گھوم کر بالکل مخالف سمت میں فائرنگ شروع کر دی وہ مسلح افراد کی توجہ ہر صورت میں اپنے ممبروں سے ہٹانا چاہتا تھا۔ اس لئے بڑی تیزی سے مخالف سمتوں میں فائرنگ کے ساتھ ساتھ بم بھی پھینک رہا تھا۔

اب باہر سے بھی بم اندر پھینکے جا رہے تھے۔ اور دھماکوں اور فائرنگ میں بے پناہ شدت آ گئی تھی۔ عمران ایسی جگہ پر تھا جہاں تک باہر سے پھینکا ہوا بم نہ پہنچ سکتا تھا۔ جب تک اسے کسی گن سے فائر نہ کیا جاتا اور شاید گن ان کے پاس نہ تھی۔ عمران کی خوفناک حکمت عملی تیزی سے کامیاب ہوتی جا رہی تھی۔ اور ممبرز باہر کو لپکتے

جا رہے تھے۔

"عمران صاحب آجائیں ____ سب جیپوں کے نیچے پہنچ گئے ہیں" ____ اسی لمحے عمران کو عاطف کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی وہ اس کمرے کے نیچے ایک ستون کی آڑ میں چھپا ہوا تھا۔

عمران نے آخری بم گیٹ کی طرف پھینکا اور پھر تیزی سے اچھل کر چھلانگ لگا دی۔ دوسرے لمحے وہ اور عاطف دوڑتے ہوئے ایک ٹوٹی ہوئی دیوار کے پاس پہنچ گئے۔

"میں پہلے دوسرے حصے میں جا کر بم پھینکتا ہوں تاکہ تم نکل جاؤ۔ پھر میں آؤں گا" ____ عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور دیوار کے ساتھ ساتھ دوڑتا ہوا وہ بائیں طرف چلا گیا۔ کچھ دور پہنچ کر اس نے ہاتھ گھما کر بم باہر کی طرف اچھالا اور پھر تیزی سے واپس مڑا۔ خوفناک دھماکے کے ساتھ چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور اسی لمحے عاطف باہر کو لپک گیا۔

دوسرے لمحے عمران بھی باہر کو لپکا اور پھر کسی جنگلی خرگوش کی طرح دوڑتا ہوا ایک سائیڈ پر کھڑی جیپ کے پاس پہنچ گیا۔ اس کی توقع کے عین مطابق جیپ خالی تھی۔ اور اس میں سے سپاہی باہر جا کر فائرنگ اور حملے میں مصروف تھے۔ عمران تیزی سے اچھلا اور جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے دوسری طرف سے عاطف بھی اوپر چڑھ آیا۔ وہ شاید جیپ کے نیچے چھپ گیا تھا۔ عمران نے جیپ سٹارٹ کی اور تیزی سے گھما دی۔ اسی لمحے مختلف جگہوں سے تین جیپیں اور سٹارٹ ہو کر گھوم گئیں۔ لیکن عمارت پر ابھی تک

بے تحاشا فائرنگ جاری تھی۔ حالانکہ اب اندر سے جواب نہ مل رہا تھا۔ لیکن شاید وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ عمران اور اس کے ساتھی جان بوجھ کر خاموش ہیں۔ یا پھر ان کے پاس اسلحہ کم رہ گیا ہے۔

عمران جیپ دوڑاتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اب تین اور جیپیں بھی فاصلہ دے کر اس کے پیچھے آ رہی تھیں۔

"عمران صاحب! ____ دائیں طرف موڑ لیں ____ ادھر ہمارا ایک ہمدرد ہے۔ وہاں سے کچھ بندوبست ہو سکتا ہے" ____ عاطف نے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے جیپ دائیں طرف موڑ دی۔

تھوڑی دور جانے کے بعد عاطف نے جیپ وہیں رکنے کے لئے کہا اور پھر وہ نیچے اتر گئے۔ پچھلی جیپیں بھی وہیں رک گئیں اور پھر سب لوگ اتر کر عمران اور عاطف کے پیچھے بھاگنے لگے۔ البتہ نذیر اور نعمانی خاصے زخمی تھے۔ انہیں صفدر اور چوہان نے سہارا دیا ہوا تھا۔

عاطف ایک تنگ سی گلی میں گھسا اور پھر اسی طرح مختلف گلیوں سے گذر کر وہ ایک بند دروازے پر پہنچ گئے۔ عاطف نے مخصوص انداز میں جیسے ہی دروازے پر دستک دی۔ دروازہ فوراً ہی کھل گیا دروازے پر لمبی سیاہ داڑھی والا ایک عرب کھڑا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ پہلے ہی دروازے کے پیچھے ان کے انتظار میں کھڑا تھا۔

"اوہ جناب! ____ آپ جلدی آئیں ____ وہ کتے ابھی یہاں پہنچ جائیں گے" ____ سیاہ داڑھی والے عرب نے عاطف کو دیکھتے ہی احترام بھرے انداز میں کہا اور وہ سب تیزی سے مکان کے اندر داخل

ہو گئے۔ عرب نے دروازہ بند کیا۔

"ادھر آیئے ادھر — جلدی" —— اس نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ انہیں لے کر ایک راہداری میں دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور راہداری کے اختتام پر اس نے جلدی سے دیوار کی جڑ میں پیر مارا تو راہداری کی دیوار درمیان سے پھٹ کر سلائیڈنگ ڈور کے انداز میں دونوں طرف سمٹ گئی۔ اب دوسری طرف ایک ورکشاپ سی نظر آ رہی تھی۔ جس میں کئی فوجی ٹرک کھڑے تھے۔ ایک سائیڈ پر ایک بڑی سی اور طاقتور منی لبس نما جیپ کھڑی تھی۔ اور اس پر فوجی انجنیئر کور کے مخصوص نشانات تھے۔

"سیٹوں کے نیچے کھسک جایئے — جلدی کیجئے" —— عرب نے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی جیپ میں چڑھ کر جلدی سے سیٹوں کے نیچے کھسک گئے۔ سیٹیں خاصی اونچی تھیں۔ اس لئے نیچے اتنی جگہ تھی کہ وہ اطمینان سے سمٹ جاتے۔

عرب نے باہر سے دروازہ بند کیا اور پھر اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے جسم پر لپٹا ہوا لمبا سا سیاہ رنگ کا فرغل اتار کر اس کی گٹھڑی سی بنائی اور پھر ڈیش بورڈ کے نیچے ایک بڑے سے خانے کو کھول کر اسے اس میں ڈال کر خانہ بند کر دیا۔ دوسرے لمحے جیپ کا انجن سٹارٹ ہوا اور چند لمحوں بعد جیپ ورکشاپ کے کھلے ہوئے گیٹ سے باہر نکل گئی۔

عمران نے دیکھا کہ سیاہ داڑھی والے عرب نے اب چست لباس پہنا ہوا تھا۔ اس لئے یقیناً اس لباس کے اوپر ہی فرغل پہن رکھا تھا۔

"یہ کون ہے" —— ؟ عمران نے قریب ہی لیٹے ہوئے عاطف سے سرگوشی کے سے انداز میں پوچھا۔

"یہ حسنی ہے — فوج میں ماہر ترین انجنیئر تھا کہ عرب ہونے کی وجہ سے نکال دیا گیا۔ اور اس نے یہاں اپنے قصبے میں ذاتی ورکشاپ بنا رکھی ہے — فوج میں اس کے بے پناہ تعلقات ہیں۔ اس لئے اس ورکشاپ میں فوجی گاڑیاں مرمت کے لئے آتی رہتی ہیں۔ اور یہ خود انہیں صوفیہ سے لے آتا ہے اور واپس دے آتا ہے — صوفیہ میں فوج کی اچھی خاصی چھاؤنی موجود ہے — اس پر کوئی شک نہیں کرتا — یہ اُن کا بااعتماد آدمی ہے — لیکن ہمارا بھی خاص آدمی ہے — میں نے ہیڈ کوارٹر بات کرنے سے پہلے ہی منصوبہ بنایا تھا کہ حسنی کی مدد سے آپ کو صوفیہ پہنچایا جائے گا — اور پھر وہاں سے ہم تل ابیب جائیں گے" —— عاطف نے سرگوشیانہ انداز میں پوری تفصیل بتا دی اور عمران نے سر ہلا دیا۔

جیپ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی قصبے سے نکل کر مین شاہراہ پر پہنچ گئی۔ چونکہ گھیرا ڈالنے والے اب اس زیر تعمیر عمارت کی طرف سمٹ گئے تھے۔ اس لئے ادھر کوئی نہ تھا۔ ہیلی کاپٹر بھی شاید اتر گئے تھے۔ کیونکہ اب وہ آسمان پر نظر نہ آ رہے تھے۔

"اب ہم صوفیہ جائیں گے" —— ؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں! — اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں" —— عاطف نے کہا اور عمران خاموش ہو گیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کے بعد اچانک جیپ کی

رفتار کم ہونے لگی۔

"محتاط رہیں — چیک پوسٹ آرہی ہے" — اسی لمحے حسنی نے مڑکر عاطف سے کہا اور وہ سب اور بھی زیادہ سمٹ گئے چند لمحوں بعد جیپ رک گئی۔ اور پھر باہر بھاری بولوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ حسنی دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا تھا اور اب باہر تیز تیز باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ حسنی انہیں بتارہا تھا کہ قصبہ ارتاب میں مجرموں کو ایک عمارت کے اندر گھیر لیا گیا ہے اور اب انہیں پکڑا جارہا ہے۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور حسنی اچھل کر دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور پھر جیپ حرکت میں آگئی۔

"آپ کو میں راس الجبار کے قریب اتار دیتا ہوں" — حسنی کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے" — عاطف نے جواب دیا۔

جیپ مختلف سڑکوں پر گھومنے کے بعد ایک جگہ رک گئی اور حسنی نے نیچے اتر کر جیپ کا سائیڈ دروازہ کھول دیا۔ عاطف اور عمران کھسک کر باہر آگئے۔ اور پھر باقی ساتھی بھی باری باری باہر آگئے۔ تنویر اور نعمانی کو بھی سہارا دے کر نیچے اتارا گیا۔ ان کی ٹانگوں پر زخم آئے تھے۔ اور وہ لنگڑا کر چل رہے تھے۔

جیپ جس جگہ رکی تھی وہ ایک چھوٹی سی سڑک تھی۔ جس کے دونوں اطراف میں کھجوروں کے جھنڈ تھے۔ جیپ سے اتر کر وہ سب عاطف کی رہنمائی میں چلتے ہوئے ایک گلی میں داخل ہوئے

اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک پختہ سی عمارت میں داخل ہو گئے۔ یہاں مسلح عرب موجود تھے۔ عاطف کو انہوں نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"النخامش کہاں ہے" — ؟ عاطف نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ایک عرب سے سخت لہجے میں پوچھا۔

"وہ چھاؤنی گئے ہوئے ہیں — ابھی آجائیں گے" — نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ان زخمیوں کی مرہم پٹی کرو — جلدی" — عاطف نے تنویر اور نعمانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور مسلح نوجوان تیزی سے تنویر اور نعمانی کی طرف لپکے۔

عاطف عمران کو ہمراہ لے کر ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے جلدی سے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی سگنل فائر مشین نکال کر میز پر رکھی اور اس کی ایک ناب گھما کر اس نے سائیڈ میں لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی مشین پر ایک سرخ رنگ کا چھوٹا سا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد وہ سرخ رنگ کا بلب خود بخود بجھ گیا۔

بلب کے بجھتے ہی عاطف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین کے سائیڈ میں لگا ہوا بٹن آف کر دیا اور مشین اٹھا کر واپس الماری میں رکھ دی۔

"النخامش کو میں نے ایمرجنسی سگنل دے دیا ہے — وہ ابھی پہنچ جائے گا — وہ انتہائی با اثر آدمی ہے — وہ تل ابیب

پہنچنے کی کوئی نہ کوئی سبیل نکال لے گا"۔۔۔ عاطف نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا اور پھر عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

حالات ہی کچھ ایسے پیدا ہوتے جا رہے تھے کہ عمران کو بار بار ان لوگوں کا سہارا لینا پڑ رہا تھا۔ اب بھی اگر عاطف حسنی والا چکر نہ چلاتا تو قصبہ ارتاب سے ان کا نکلنا محال ہو جاتا۔

"آپ نے انتہائی حیرت انگیز طریقے سے انہیں ڈاج دیا ہے عمران صاحب!۔۔۔ میں آپ کی بے پناہ ذہانت کا دل سے قائل ہو گیا ہوں"۔۔۔ عاطف نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے عقیدت مندانہ لہجے میں کہا۔

"یہ کوئی ذہانت آمیز پلان نہ تھا۔۔۔ بلکہ ایک اندھا اقدام تھا۔ ویسے اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ ورنہ وہ موت کے فرشتوں کی طرح پیچھا ہی نہ چھوڑتے۔۔۔ بہرحال حسنی کی وجہ سے ہم وہاں سے نکل آنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔۔۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں جلد از جلد تل ابیب پہنچنا چاہتا ہوں۔۔۔ میرا خیال ہے کہ اب اس کے لئے مجھے اور ہی چکر چلانا پڑے گا۔۔۔ سیدھی طرح کام نہیں چلتا"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسا چکر جناب"۔۔۔ عاطف نے چونکتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تمہارا آدمی آجائے۔۔۔ شاید وہ اس سے کوئی بہتر راستہ نکال

لے۔۔۔ ورنہ میرا خیال ہے کہ ہم چھاؤنی سے کچھ فوجی اور جیپیں وغیرہ اغوا کریں۔۔۔ اور پھر ان فوجیوں کے میک اپ میں تل ابیب پہنچ جائیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں!۔۔۔ ویری گڈ!۔۔۔ ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔ الخامش بڑی آسانی سے یہ کام کر سکتا ہے"۔۔۔ عاطف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی اور عمران مسکرا دیا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عاطف اس کام کو آسان سمجھ کر خوش ہو رہا ہے۔ ورنہ درحقیقت یہ انتہائی کٹھن کام تھا۔

"سر چار جیپیں واپس جا رہی ہیں" ــــ ایک سپاہی نے کرنل مارگن کے پاس دوڑ کر پہنچتے ہوئے کہا۔

کرنل مارگن ایک ڈرم کی اوٹ میں کھڑا تھا۔ اور حملے کی باقاعدہ کمان کر رہا تھا۔ عمارت کے اندر سے فائرنگ ختم ہو گئی تھی۔ اس لئے کرنل مارگن نے بم پھینکتے اور گولیاں برساتے ہوئے اندر داخل ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ اور اب عمارت کے گرد پھیلے ہوئے سپاہی بے تحاشا فائرنگ کرتے ہوئے مختلف راستوں سے عمارت کے اندر داخل ہو رہے تھے۔ پورا قصبہ خوفناک دھماکوں اور فائرنگ سے گونج رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سپر پاورز کی طاقتور فوجیں آپس میں ٹکرا گئی ہوں اور اندھا دھند لڑائی ہو رہی ہو۔ اور عین اسی لمحے ایک سپاہی نے آ کر یہ اطلاع دی تو کرنل مارگن کا دماغ گھوم گیا۔

"جیپیں واپس جا رہی ہیں ــ کس کی جیپیں ــ کیا بک رہے

ہو" ــــ کرنل مارگن اُلٹا اسی پر چڑھ دوڑا۔ کرنل مارگن عمارت کی جس طرف تھا وہاں سے واپس جاتی ہوئی یہ جیپیں نہ دیکھی جا سکتی تھیں جیپیں عمارت کی مخالف سمت میں تھیں۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں جناب! ــ ہماری چار جیپیں جو دائیں طرف کھڑی تھیں۔ میں نے خود انہیں اچانک سٹارٹ ہو کر قصبے کی طرف واپس جاتے دیکھا ہے جناب!" ــــ سپاہی نے گھبرائے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے ــــ ریڈ آرمی کے سپاہی میری مرضی کے بغیر واپس نہیں جا سکتے ــــ جاؤ جا کر معلوم کرو اور مجھے رپورٹ دو" ــــ کرنل مارگن نے چیختے ہوئے کہا اور سپاہی سیلوٹ کر کے واپس مڑ گیا۔

اب فائرنگ تقریباً ختم ہو گئی تھی اور تھوڑی دیر بعد عمارت کے اندر خاموشی طاری ہو گئی۔ کرنل مارگن ڈرم کی اوٹ سے نکلا ہی تھا کہ فضا میں پرواز کرنے والے ہیلی کاپٹر تیزی سے وہیں قریب ہی کھیتوں میں اترتے دکھائی دیئے۔ اسی لمحے ایک سپاہی دوڑتا ہوا واپس آیا۔

"جناب! ــ غضب ہو گیا ــ اندر عمارت میں کوئی آدمی موجود نہیں ہے جناب! ــ عمارت بالکل خالی پڑی ہے ــــ البتہ وہاں کاروں کے جلے ہوئے ڈھانچے موجود ہیں ــ ان میں خوفناک اسلحہ بھرا ہوا تھا اور بمباری سے وہ تمام اسلحہ پھٹ گیا ــــ مجرم غائب ہو گئے ہیں" ــــ اس سپاہی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا بکواس ہے ــــ؟ کیا تم سب کا دماغ خراب ہو گیا ہے ــ؟

مجرم ہمارے سامنے اندر گئے ہیں ــــ اور ہم نے انہیں گھیر لیا ہے ۔ اب وہ کہاں غائب ہو سکتے ہیں" ــــ ؟ کرنل مارگن نے پیر پٹختے ہوئے جواب دیا ۔

" کرنل مارگن ! ــ کرنل مارگن ! ــــ وہ لوگ نکل گئے ہیں ــــ میں نے تمہاری چار جیپوں سے انہیں نکل کر ایک مکان میں گھستے دیکھا ہے میں نے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن تمہاری طرف سے کوئی جواب نہیں ملا ۔ اس لئے مجبوراً مجھے نیچے اترنا پڑا" ــــ کرنل ڈیوڈ نے ہیلی کاپٹروں کی طرف سے دوڑ کر کرنل مارگن کی طرف آتے ہوئے تیز لہجے میں کہا ۔

" سر ! ــ مجرم ہماری جیپیں لے کر نکل گئے ہیں ــــ ہمارے سب ساتھی مُردہ ۔ زخمی یا زندہ حالت میں یہاں موجود ہیں ۔ اس کے باوجود چار جیپیں گئی ہیں" ــــ اسی لمحے ایک اور سپاہی نے دوڑ کر قریب آتے ہوئے کہا اور کرنل مارگن کا منہ کھُلے کا کھُلا رہ گیا ۔

" اس قدر بے پناہ فائرنگ کے باوجود وہ نہ صرف عمارت سے باہر نکلے ــــ بلکہ ہماری چار جیپیں بھی لے گئے ــــ اوہ ناممکن ــــ قطعی ناممکن" ــــ کرنل مارگن نے یوں ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔ جیسے اُسے کسی صورت بھی اس بات پر یقین نہ آرہا ہو ۔

" ان کے لئے کوئی چیز ناممکن نہیں کرنل ! ــــ وہ جس مکان میں چھُپے ہوئے ہیں ــــ ہمیں فوراً نہ صرف اسے گھیرنا چاہیئے ــــ بلکہ اردگرد کے علاقے کی بھی ناکہ بندی کر لینی چاہیئے ــــ ورنہ وہ شیطان نکل جائیں گے" ــــ کرنل ڈیوڈ نے سر جھٹکتے ہوئے کہا ۔

اس انکشاف کے ہوتے ہی کرنل مارگن نے فوری طور پر حسنی اور اس کی ملٹری جیپ کی تلاش کے احکامات ٹرانسمیٹر پر دینے شروع کر دیئے ۔ لڑکے سے پوچھ گچھ کے بعد جیپ کے متعلق مزید تفصیلات حاصل کرنے کے بعد کرنل مارگن اور کرنل ڈیوڈ ہیلی کاپٹروں کی طرف دوڑ پڑے ۔

" یقیناً یہ لوگ صوفیہ کی طرف گئے ہوں گے ــــ وہ راستے میں ہی پکڑے جا سکتے ہیں" ــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا ۔

کھُلی جگہ پر پہنچ کر کرنل مارگن نے فضا میں پرواز کرنے والے تینوں ہیلی کاپٹروں میں سے ایک کو نیچے اترنے کے لئے کہا اور چند لمحے بعد وہ دونوں اس ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر فضا میں بلند ہو گئے ۔ کرنل مارگن نے بلندی پر جا کر پائلٹ کو اس ملٹری جیپ کو چیک کرنے کے احکامات دیئے اور ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر اس نے دوسرے دو ہیلی کاپٹروں کے پائلٹوں کو بھی اسی جیپ کی تلاش کے احکامات دے دیئے ۔

چند لمحوں میں ہی تینوں ہیلی کاپٹر تیزی سے اردگرد بکھر گئے ۔ کرنل مارگن اور کرنل ڈیوڈ والا ہیلی کاپٹر صوفیہ کی طرف جانے والی سڑک کی چیکنگ کر رہا تھا ۔ لیکن وہاں دُور دُور تک کوئی ایسی ملٹری جیپ نظر نہ آرہی تھی ۔ تھوڑی دیر بعد وہ صوفیہ کی حدود میں داخل ہو گئے ۔

" سر ! ــ کہیں وہ جیپ تو نہیں ۔ جو ملٹری ایریے میں داخل ہو رہی ہے" ــــ پائلٹ نے اچانک ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور کرنل مارگن نے ہک سے لٹکی ہوئی دُوربین اتار کر آنکھوں سے

لگالی۔ وہ پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ کرنل ڈیوڈ پچھلی سیٹوں پر دوسرے مسلح افراد کے ساتھ تھا۔

"ہاں بالکل! ۔۔۔ یہ وہی جیپ ہے ۔۔۔ چھاؤنی کے کمانڈر سے بات کراؤ ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ کرنل مارگن نے دوربین آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے پائلٹ سے کہا۔

پائلٹ نے ٹرانسمیٹر کی ناب گھما کر اُسے ایڈجسٹ کیا۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔۔۔ کمانڈر صوفیہ چھاؤنی ۔۔۔ اٹنڈ پلیز ۔۔۔ ریڈ آرمی کے سربراہ کرنل مارگن آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ پائلٹ نے بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس! ۔۔۔ کمانڈر راجر اٹنڈنگ۔ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز ٹرانسمیٹر پر سنائی دی۔

"ہیلو کمانڈر! ۔۔۔ میں کرنل مارگن بول رہا ہوں ۔۔۔ انچارج ریڈ آرمی ۔۔۔ میں اس وقت تمہاری چھاؤنی کے اوپر ہیلی کاپٹر میں موجود ہوں ۔۔۔ سنو! ۔۔۔ ملٹری ایریے میں ایک ملٹری جیپ داخل ہوئی ہے ۔۔۔ یہ گہرے سُرخ رنگ کی لینڈ کروزر ہے۔ نمبر اے۔ سی۔ تھری ون تھرٹی تھری ۔۔۔ اس میں اسرائیل کے خوفناک مجرم ہیں ۔۔۔ تم فوراً اس جیپ کو گھیر کر مجرموں کو گرفتار کر لو ۔۔۔ پوری ہوشیاری سے ۔۔۔ ہم جیپ کے قریب ہی اتر رہے ہیں ۔۔۔ فوراً ۔۔۔ جلدی ۔۔۔ اٹ از ایمرجنسی۔ اوور" ۔۔۔ کرنل مارگن نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر! ۔۔۔ یس سر! ۔۔۔ میں ابھی آرڈر دیتا ہوں۔ اوور" ۔۔۔

کمانڈر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور کرنل مارگن نے ۔۔۔ "اوور اینڈ آل" ۔۔۔ کہہ کر بات چیت ختم کر دی۔ پائلٹ جیپ کے ساتھ ساتھ ہیلی کاپٹر اڑا رہا تھا۔

"نیچے اتروں جناب" ۔۔۔؟ پائلٹ نے پوچھا۔

"ابھی نہیں ۔۔۔ پہلے ملٹری گھیرا ڈال لے" ۔۔۔ کرنل مارگن نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد انہوں نے جیپ کو جو اب ایک کھلی جگہ پہنچ چکی تھی، ملٹری کی جیپوں کے گھیرے میں دیکھا۔ اور انہوں نے مجرموں کی جیپ روک لی۔

"بس اب نیچے اترو ۔۔۔ اب یہ کہیں فرار نہیں ہو سکتے" ۔۔۔ کرنل مارگن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارنا شروع کر دیا۔

"آپ کن کی بات کر رہے ہیں ۔۔۔ کون فرار نہیں ہو سکتے" پیچھے بیٹھے ہوئے کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مجرم ۔۔۔ اور کون ۔۔۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے" ۔۔۔ مارگن نے مڑ کر تلخ لہجے میں کہا۔ جواب

"آپ بھی کمال کرتے ہیں ۔۔۔ اگر وہ جیپ میں ہوتے تو کیا سی اس طرح بے دھڑک ملٹری ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتی ۔۔۔ میرا تو خیال ہے کہ حسنی انہیں کہیں چھوڑ کر ادھر آیا ہے" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں! ۔۔۔ مجھے تو اس کا خیال ہی نہیں آیا ۔۔۔ بہرحال میں حسنی کی آنتوں سے بھی مجرموں کو اگلوا لونگا" ۔۔۔ کرنل مارگن نے قدرے

جھینپتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ہیلی کاپٹر نیچے اتر گیا۔ کرنل مارگن اور اس کے سا
نیچے اترے اور پھر تیزی سے جیپ کی طرف بڑھے۔

جیپ کے ساتھ سیاہ داڑھی والا ایک عرب کھڑا تھا اور
والوں نے اُسے گھیر رکھا تھا۔

" میں کمانڈر راجر ہوں " ___ ایک آفیسر نے ایک ملٹری جیـ
سے اُترتے ہوئے کہا۔

" میرا نام کرنل مارگن ہے ___ اور یہ جی۔ پی فائیو کے سربرا
ڈیوڈ ہیں ___ مجرم کہاں ہیں " ___ کرنل مارگن نے اپنا اور کرنل
کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" جناب ! ___ یہ ہمارا پرانا انجنیئر حسنی جیپ میں ہے ___
ر کوئی نہیں ___ یہ جیپ بھی ہماری ہے ___ حسنی کی ورکشا
کہ قصبہ ارتاب میں ہے۔ مرمت کے لئے گئی تھی ___ اب
سے واپس کر لے آیا ہے " ___ کمانڈر نے سیاہ داڑھی والے ع
داخل طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" ہوں ! ___ اسے بتانا ہو گا کہ مجرم کہاں ہیں " ___ کرنل مار
نے دانت پیستے ہوئے کہا اور وہ حسنی کی طرف بڑھ گیا جو بڑے مط
انداز میں جیپ کے ساتھ کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔

" سنو ! ___ میرا نام کرنل مارگن ہے ___ میں ریڈ آرمی کا سر
ہوں ___ میں پتھروں کو بھی بولنے پر مجبور کر دیتا ہوں ___ ہمـ
پاس پورے ثبوت ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے رکن جو کہ ان

ے مجرم ہیں ___ تمہارے خالی مکان میں وہ گھسے اور تم انہیں دیوار
ول کر اپنی ورکشاپ میں لے گئے ___ اور پھر اس جیپ پر
انہیں صوفیہ لے آئے ___ بولو کہاں ہیں وہ " ___ کرنل مارگن
ے اس کے سامنے جاتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" جناب ! ___ میرا کسی مجرم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں
یپ ضرور ورکشاپ سے لایا ہوں ___ لیکن یہ شروع سے ہی
لی ہے " ___ حسنی نے انتہائی مطمئن انداز میں جواب دیا۔

" میں نے چیک کر لیا ہے ___ مجرم واقعی اسی جیپ میں لائے
ے ہیں ___ وہ سیٹوں کے نیچے لیٹ کر آئے ہیں ___ وہاں
ٹوں کے نیچے خون کے قطرات موجود ہیں ___ ایسے ہی قطرات
ں مکان میں بھی تھے " ___ اسی لمحے کرنل ڈیوڈ نے قریب
تے ہوئے کہا۔ وہ جیپ کے اندر گھس کر آیا تھا۔

" اب بولو کہاں ہیں وہ " ___ ؟ کرنل مارگن نے پیر پٹختے ہوئے
تے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

" مجھے نہیں معلوم ___ میں سچ کہہ رہا ہوں " ___ حسنی نے جواب
۔ لیکن اسی لمحے کرنل مارگن کا ہاتھ چلا اور ایک زوردار تھپڑ حسنی
ے چہرے پر پڑا۔ وہ جیپ سے ٹکرا گیا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت
تے کے چراغ جل اٹھے۔

" آپ کو یہ تھپڑ مہنگا پڑے گا کرنل " ___ حسنی نے گال پر
تھ رکھتے ہوئے زہریلے لہجے میں کہا۔

" شٹ اَپ ! ___ جلدی بتاؤ ___ ورنہ ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا "

کرنل مارگن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے دوسرا تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ حسنی اچانک اپنی جگہ سے بجلی کی سی تیزی سے اُچھلا اور دوسرے لمحے کرنل مارگن کی چیخ فضا میں لہراتی چلی گئی۔ ایک پتلی دھار کا خنجر کرنل مارگن کے سینے میں پیوست ہو چکا تھا۔

اسی لمحے کئی مشین گنیں چلیں اور حسنی کسی لٹو کی طرح گھومتا ہوا زمین پر گرا۔ کرنل مارگن کی چیخ سنتے ہی ریڈ آرمی کے مشین گن برداروں نے اضطراری طور پر حسنی پر فائر کھول دیا تھا۔ حسنی کے ساتھ ساتھ دو فوجی سپاہی بھی مشین گنوں کی گولیوں کی زد میں آ گئے۔

فوجیوں نے اپنے ساتھیوں کو زخمی ہوتے دیکھ کر ریڈ آرمی پر فائر کھول دیا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دو فوجیوں کے ساتھ ساتھ ریڈ آرمی کے چار آدمی بھی زمین پر لاشوں کی صورت میں گر گئے۔

"رک جاؤ۔۔۔ رک جاؤ"۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی کمانڈر راجر بھی چیخنے لگا۔ اور ان دونوں کے بیک وقت چیخنے سے فائرنگ رک گئی۔

کرنل ڈیوڈ تیزی سے کرنل مارگن پر جھک گیا۔ اس کی نبض ابھی چل رہی تھی۔

"جلدی کرو۔۔۔ انہیں ہسپتال لے چلو۔۔۔ جلدی کرو"۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا۔ اور کمانڈر نے خود جھک کر زمین پر گرے ہوئے کرنل مارگن کو اٹھایا اور جیپ کی پچھلی سیٹ پر لٹا کر وہ جیپ لیکر چھاؤنی

کے ہسپتال کی طرف دوڑ پڑا۔ جبکہ دوسرے فوجی اپنے اپنے ساتھیوں کو سنبھالنے لگے۔ لیکن باقی سب ختم ہو چکے تھے۔ مشین گنوں کے برسٹ نے انہیں چھلنی کر دیا تھا۔ پوری چھاؤنی میں بھگدڑ سی مچ گئی تھی۔

"اوہ!۔۔۔ یہ بہت برا ہوا۔۔۔ بہت ہی برا ہوا۔۔۔ اب مجرموں کا ہاتھ آنا بہت مشکل ہے۔۔۔ کاش!۔۔۔ یہ حسنی نہ مرتا"۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ اور وہ یوں آنکھیں پھاڑ کر حسنی کی لاش کو دیکھ رہا تھا جیسے اس کی روح سے پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کا پتہ معلوم کر لینا چاہتا ہو۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس کے کندھے مزید لٹک گئے جب اسے اطلاع ملی کہ ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی کرنل مارگن نے دم توڑ دیا ہے۔

"النخامش صاحب آگئے ہیں سر" ـــــ ایک نوجوان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس وقت عاطف اور عمران دوسرے ممبروں کے ساتھ بڑے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تنویر اور نعمانی کی مرہم پٹی کر دی گئی تھی۔ گولیوں نے صرف زخم ڈالے تھے۔ اس لئے مرہم پٹی ہی کافی ہوگئی تھی۔ اور وہ دونوں بھی اس وقت کمرے میں صوفوں پر اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے۔

"ٹھیک ہے ـــ بھیجو اُسے" ـــ عاطف نے تحکمانہ انداز میں کہا اور پھر چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک فوجی آفیسر اندر داخل ہوا۔ اس کے کاندھے پر لگے ہوئے ستارے بتا رہے تھے کہ وہ میجر ہے۔ اس کے بال سنہرے اور گھنگریالے تھے جبکہ اس کا رنگ خاصا گورا تھا۔ قد وقامت کے لحاظ سے وہ خاصا ٹھوس اور مضبوط جسم کا مالک تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ ایک لمحے کیلئے ٹھٹھک گیا۔

"آؤ النخامش آؤ ـــ یہ اپنے ہی آدمی ہیں" ـــ عاطف نے اُسے ٹھٹھکتے دیکھ کر کہا اور وہ عاطف کی آواز سنتے ہی تیزی سے اندر داخل ہوا اور اس نے فوجی انداز میں عاطف کو باقاعدہ سیلوٹ کیا۔

"عمران صاحب! ـــ یہ میجر النخامش ہیں ـــ صوفیہ کی چھاؤنی میں تعینات ہیں ـــ میرے خاص ماتحتوں میں شامل ہیں۔ نسلاً یہودی ہیں۔ لیکن بذاتِ خود مسلمان ہیں ـــ انہوں نے ہمارے لئے بہت بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں ـــ اور میجر النخامش! ـــ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ہیں۔ اور یہ ان کے لیڈر علی عمران ہیں" ـــ عاطف نے عمران اور النخامش کا باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"علی عمران! ـــ اوہ آپ علی عمران ہیں" ـــ میجر النخامش یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگے جیسے وہ دنیا کا آٹھواں تو کیا نواں عجوبہ دیکھ رہا ہو ـــ اور عمران بوکھلا کر اپنے آپ کو یوں دیکھنے لگا جیسے اُسے اچانک خیال آیا ہو کہ وہ کپڑے پہنے بغیر ہی غسل خانے سے باہر آیا ہو۔

"ج ـــ جی ہاں! ـــ میں ـــ میں علی عمران ہوں ـــ اصلی علی عمران ـــ یقین کیجئے قطعاً کوئی ملاوٹ نہیں ہے" ـــ عمران نے بدستور بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور میجر النخامش مسکرا دیا۔

"سر! ـــ میں یہاں چھاؤنی میں آنے سے پہلے جی۔ پی۔ فائیو کے ایک سیکشن میں کام کر چکا ہوں ـــ اور جس زمانے میں آپ لوگوں نے اسرائیل میں قیامت برپا کر دی تھی۔ میں جی۔ پی۔ فائیو میں تھا۔ آپ

کا نام تو جی۔ پی۔ فائیو کے لئے دہشت بن گیا تھا" ۔۔۔۔ میجر النحامش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا! ۔۔۔ تبھی آپ دہشت زدہ ہو کر مجھے دیکھ رہے تھے میں سمجھا کہ شائد میری جنس تبدیل ہو گئی ہے" ۔۔۔ عمران نے جھینپ کر کہا اور عاطف بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ النحامش درست کہہ رہا ہے ۔۔۔ میں نے بھی آپ کے متعلق بہت کچھ سن رکھا تھا ۔۔۔ اور مجھے بھی آپ سے ملاقات کی بے حد خواہش تھی۔ کیونکہ ان دنوں میں مصر میں تھا" عاطف نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میجر النحامش کو بیٹھنے کے لئے کہا اور میجر النحامش شکریہ کہہ کر سائیڈ کے صوفے میں بیٹھ گیا۔

"جناب! ۔۔۔ ایک بری خبر ہے ۔۔۔ حسنی ہلاک ہو چکا ہے"۔ میجر النحامش نے صوفے پر بیٹھتے ہی سنجیدہ ہو کر کہا۔

"کیا ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ کب اور کیسے" ۔۔۔ عاطف نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ عمران بھی حیران ہو کر میجر النحامش کی طرف دیکھنے لگا۔ اور میجر النحامش نے حسنی کی جیپ کو گھیرے میں لے کر آخر تک ساری روئیداد سنا دی اور آخر میں یہ بھی بتایا کہ کرنل مارگن ہسپتال پہنچتے پہنچتے دم توڑ گیا۔

"زندہ باد ۔۔۔ حسنی نے مجاہدوں جیسا کام کیا ہے ۔۔۔ وہ ایسا ہی دلیر آدمی تھا" ۔۔۔ عاطف نے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ کہاں ہے" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"وہ اپنے ہیڈ کوارٹر واپس چلے گئے ہیں ۔۔۔ ویسے انہوں نے صدر مملکت سے بات کر کے عارضی طور پر ریڈ آرمی کا چارج سنبھال لیا ہے ۔۔۔ اور اب ریڈ آرمی اور جی۔ پی۔ فائیو کے ساتھ ساتھ چھاؤنی کے تمام فوجی بھی صوفیہ کے گرد پھیل چکے ہیں ۔۔۔ وہ سب آپ لوگوں کو تلاش کر رہے ہیں ۔۔۔ انہوں نے پورے صوفیہ کی سخت ناکہ بندی کر دی ہے اور تاحکم ثانی کسی قسم کی گاڑی اور آدمی کو صوفیہ سے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی ہے ۔۔۔ کمانڈر بتا رہا تھا کہ کرنل ڈیوڈ نے پورے صوفیہ کے ایک ایک گھر کی تلاشی لینے کا حکم دیا ہے" ۔۔۔ میجر النحامش نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری" ۔۔۔ عاطف نے پریشان ہو کر کہا۔

"مجھے آپ حضرات کی آمد کا علم نہ تھا ۔۔۔ مجھے تو عاطف صاحب کا ایمرجنسی سگنل ملا تو میں یہاں آگیا ۔۔۔ اب آپ جیسا کہیں۔ آرڈر بے حد سخت ہیں ۔۔۔ البتہ اگر آپ پسند کریں تو ایک ایسی جگہ میرے علم میں ہے جہاں ایک خفیہ تہہ خانہ ہے ۔۔۔ وہ تہہ خانہ کسی کی نظروں میں نہیں آسکتا ۔۔۔ جب تک یہ سب چیکنگ وغیرہ ختم نہ ہو۔ آپ وہاں اطمینان سے چھپ سکتے ہیں" ۔۔۔ میجر النحامش نے کہا۔

"ہم اسرائیل میں چھپنے کے لئے نہیں آئے میجر النحامش! ۔۔۔ ہمارے سامنے ایک بہت بڑا مشن ہے ۔۔۔ ہم نے ہر صورت میں اور فوراً تل ابیب پہنچنا ہے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی ٹھوس لہجے

میں کہا۔

"لیکن سر ۔۔۔ ایسے حالات میں ۔۔۔۔" میجر النحامش نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"حالات کی بات مت کیا کریں ۔۔۔ حالات کو اپنی مرضی کے مطابق بدلا بھی جا سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح ٹھوس لہجے میں کہا البتہ اس کی پیشانی پر لکیریں نمودار ہو گئی تھیں۔

"عمران صاحب کی تجویز یہ ہے کہ سیکرٹ سروس کے قد و قامت کے فوجی سپاہیوں کو اغوا کیا جائے ۔۔۔ اور پھر ان کے میک اپ میں یہاں سے نکلا جائے" ۔۔۔ عاطف نے کہا۔

"لیکن سر ۔۔۔ کوئی شخص چاہے وہ فوجی ہی کیوں نہ ہو ۔۔۔ اب تا حکم ثانی صوفیہ سے نہیں نکل سکتا" ۔۔۔ میجر النحامش نے کہا۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے جیب سے وہی نقشہ نکالا جو اس نے عاطف سے حاصل کیا تھا اور نقشہ سامنے رکھ کر اس پر غور کرنے لگا۔

"یہ جو ایک راستہ جا رہا ہے ۔۔۔ یہ کہاں جاتا ہے" ۔۔۔ عمران نے نقشے پر بنی ہوئی ایک پتلی سی لکیر پر انگلی رکھتے ہوئے عاطف سے پوچھا۔

"یہ راستہ الحراب کو جاتا ہے ۔۔۔ ایک نخلستان ہے۔ جہاں تیل کی تلاش کے لئے کھدائی ہو رہی ہے ۔۔۔ اس کے بعد خوفناک صحرا ہے" ۔۔۔ عاطف نے جواب دیا۔

"تیل کے لئے کھدائی ہو رہی ہے ۔۔۔ اوہ ویری گڈ ۔۔۔ ان

لوگوں کے پاس لازماً اپنے ہیلی کاپٹر وغیرہ ہوں گے" ۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ہیں ۔۔۔ میں ایک بار وہاں گیا تھا ۔۔۔ ایکریمی فرم ہے" ۔۔۔ میجر النحامش نے کہا۔

"اس طرف رکاوٹوں کی کیا پوزیشن ہے" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ایک پختہ چوکی بنی ہوئی ہے ۔۔۔ جس پر اب جی۔ پی۔ فائیو تعینات ہے ۔۔۔ پہلے یہ فوج کے کنٹرول میں تھی" ۔۔۔ میجر النحامش نے کہا۔

"او۔ کے ۔۔۔ میجر النحامش ۔۔۔ آپ ملٹری کی کوئی بڑی جیپ مہیا کر سکتے ہیں جو ہمیں اس چوکی تک پہنچا دے" ۔۔۔ عمران نے میجر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ایسی جیپ تو مل جائے گی جناب ۔۔۔ لیکن اسے چوکی کراس نہیں ہونے دیا جائے گا ۔۔۔ راستے میں بھی چیکنگ ہو سکتی ہے ۔۔۔ موجودہ حالات میں انتہائی سخت چیکنگ ہے" ۔۔۔ میجر النحامش نے کہا۔

"اس کی تم فکر نہ کرو ۔۔۔ تم جیپ کہاں مہیا کر سکتے ہو ۔۔۔ اور ہمیں اب اسلحہ بھی چاہئے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اسلحے کی فکر نہ کریں ۔۔۔ وہ تو مل جائے گا" ۔۔۔ عاطف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جناب ۔۔۔ ایسی جیپ تو ملٹری ورکشاپ سے ہی اڑائی جا سکتی

ہے۔ اور تو کوئی صورت نہیں" ـــــ میجر الخامش نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ عاطف صاحب! ـــ آپ میرے ماپ کی فوجی وردی کا بندوبست کریں اور میک اپ کے سامان کا بھی۔ میں میجر الخامش کے ساتھ جا کر جیپ ورکشاپ سے نکالوں گا۔ اور پھر ہم اس جیپ کے ذریعے آگے جائیں گے" ـــــ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"آپ تکلیف نہ کریں جناب! ـ میں خود ہی جیپ پچھلے خالی حصے میں لے آتا ہوں ـــ میرے لئے یہ کام کوئی زیادہ مشکل نہیں ہے ـــ میں آجکل آٹو موبائل کور میں ہی تعینات ہوں" ـــ میجر الخامش نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ آپ جس قدر جلد ممکن ہو سکے جیپ مہیا کریں۔ اور عاطف! ـــ آپ فوجی وردیاں۔ میک اپ کا سامان اور اسلحہ مہیا کریں ـــ جب تک میجر الخامش جیپ لے کر آئیں ـــ ہم تیار ہو جائیں گے" ـــ عمران نے کہا اور عاطف سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ میجر الخامش بھی کمرے سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب فوجی وردیوں میں ملبوس ہو چکے تھے۔ عاطف نے ان کے ماپ سے ملتی جلتی وردیاں مہیا کرنے میں سستی نہ کی تھی۔

عمران نے اپنے اور اپنے ساتھیوں پر مقامی میک اپ کیا اور میک اپ کے سلسلے میں ٹائیگر نے بھی اس کا ہاتھ بٹایا اور جب میجر الخامش کی طرف سے جیپ کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ سب

فوجیوں کے روپ میں آ چکے تھے۔

"اسلحے کی کیا پوزیشن ہے ـــ زیادہ نہیں بس ملٹری سٹائل مشین گنیں اور کچھ بم کافی ہوں گے" ـــــ عمران نے عاطف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ چلیں ـــ وہ سب پہنچ جائے گا" ـــ عاطف نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اس کے ساتھ کمرے سے باہر نکل آیا۔ اس کے ساتھی بھی ان کے پیچھے تھے۔

عمارت کے ایک عقبی دروازے سے نکل کر وہ سب ایک تنگ سی گلی میں سے ہوتے ہوئے ایک کھلے علاقے میں آ گئے جہاں ایک بڑی سی ملٹری جیپ موجود تھی۔

یہ جیپ اتنی بڑی تھی کہ اس میں پندرہ کے قریب افراد آسانی سے سفر کر سکتے تھے۔ جیپ نئی تھی اور اس کا انجن خاصا طاقت ور تھا۔

"چلیں عاطف! ـــ آپ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھیں ـــ میں آپ کے ساتھ ـــ اور باقی ساتھی پیچھے بیٹھیں گے" ـــ عمران نے عاطف اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ اور عاطف نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ باقی سب ممبران جیپ کی پچھلی نشستوں پر بیٹھ گئے۔

اسی لمحے گلی سے چند افراد باہر آئے۔ انہوں نے بڑے بڑے دو تھیلے کمروں پر لادے ہوئے تھے۔ اور پھر انہوں نے وہ تھیلے جیپ میں رکھ دیئے۔

"ان تھیلوں میں اسلحہ ہے جناب!" ___ عاطف نے عمران سے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اور پھر اس کے کہنے پر تھیلوں میں سے مشین گنیں نکال لی گئیں۔ ایک ایک مشین گن سب نے اپنے اپنے ہاتھ میں تھام لی۔ اور بم جیبوں میں ڈال لئے گئے۔

"جناب! میرے لئے کیا حکم ہے ___ مجھے بھی ساتھ لے چلیں" ___ میجر التماش نے کہا۔

"نہیں میجر! شکریہ! آپ یہیں رہیں ___ آپ نے ابھی فلسطین کے لئے بہت کام کرنا ہے ___ میں حنفی کی طرح آپ کو ضائع نہیں کرنا چاہتا ___ پھر ملاقات ہوگی" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور میجر التماش فوجی انداز میں سیلوٹ کر کے پیچھے ہٹ گیا۔ اور عمران کے اشارے پر عاطف نے جو خود بھی فوجی وردی میں تھا، جیپ کو آگے بڑھا دیا۔

کرنل ڈیوڈ جیپ میں بیٹھا پورے صوفیہ کا راؤنڈ لگا رہا تھا۔ اس کی حالت زخم کھائے ہوئے بھیڑیئے جیسی ہو رہی تھی۔ کرنل کاسٹر ہسپتال میں پڑا تھا۔ کرنل مارگن کی لاش تل ابیب بھیجی جا چکی تھی۔ بے شمار سپاہی اور دوسرے آدمی مارے جا چکے تھے۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان نہ صرف ___ زندہ تھے۔ بلکہ اتنا کچھ ہو جانے کے باوجود وہ بدستور نظروں سے اوجھل تھے۔

صدر مملکت نے کرنل ڈیوڈ کو بے حد جھاڑ پلائی تھی۔ انہوں نے حکم دیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی قیمت پر صوفیہ سے زندہ نہ نکلنے دیا جائے۔ چاہے اس کے لئے صوفیہ کی ایک ایک عمارت کی بنیادیں کیوں نہ کھود ڈالی جائیں۔ اور ساتھ ہی انہوں نے عارضی طور پر اسے ریڈ آرمی کا بھی سربراہ مقرر کر دیا تھا۔ چنانچہ یہ احکام ملتے ہی کرنل ڈیوڈ انتہائی تیز رفتاری سے حرکت میں آ گیا تھا اور اس

نے واقعی انتہائی ہوشیاری اور چالاکی سے پورے شہر کی کچھ اس طرح ناکہ بندی کردی تھی کہ پرندہ بھی اپنی مکمل اور واضح شناخت کرائے بغیر باہر نہ جاسکتا تھا۔ چھاؤنی میں موجود تقریباً تمام فوجی اس آپریشن پر لگا دیئے گئے تھے۔ ابھی ابھی اُسے یہ اطلاع ملی تھی کہ صدر مملکت نے فوری طور پر میجر فرانک کو کرنل کے عہدے پر ترقی دے کر ریڈ آرمی کا انچارج بنادیا ہے۔ لیکن وہ صوفیہ مشن میں کرنل ڈیوڈ کا ماتحت رہے گا اور کرنل فرانک ریڈ آرمی کے تقریباً ایک سو مسلح افراد کو ہمراہ لئے انتہائی تیز رفتار جنگی ہیلی کاپٹروں کے ذریعے صوفیہ پہنچ رہا ہے تاکہ پورے صوفیہ میں بھرپور انداز میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو تلاش کیا جاسکے۔ اور ساتھ ہی یہ اطلاع ملی تھی کہ کرنل فرانک اپنے ہمراہ تلاش کرنے والے دس خصوصی تربیت یافتہ کتے بھی لارہا ہے۔ اور اس اطلاع کے بعد کرنل ڈیوڈ کو پختہ یقین ہوگیا تھا کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کسی صورت بھی بچ نہ سکیں گے کیونکہ حسنی والی جیپ میں سیکرٹ سروس کے زخمی ممبران کے خون کے قطرات چاہے خشک ہوچکے ہوں۔ لیکن بہرحال موجود تھے اور کتے اس خون کی بو سونگھنے کے بعد ان زخمیوں کو بہت جلد ڈھونڈ نکالیں گے۔ ویسے اس نے صوفیہ کے گھروں کی تلاشی کے احکامات بھی جاری کر دیئے تھے۔ اور ملٹری چھاؤنی کے کمانڈر کی سرکردگی میں کئی دستے اس کام میں مصروف ہوچکے تھے۔ جب کہ کرنل ڈیوڈ ناکہ بندی کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی جس فطرت کے مالک تھے وہ زیادہ دیر کہیں چھپ

کر نہ بیٹھیں گے بلکہ وہ جلد از جلد ناکہ بندی توڑ کر صوفیہ سے باہر نکلنے کا اقدام کریں گے۔

جیپ میں طاقت ور رینج کا ٹرانسمیٹر موجود تھا اور کرنل ڈیوڈ اس پر ناکہ بندی کے لئے قائم کردہ چوکیوں کے انچارجوں سے باقاعدہ رپورٹیں لے رہا تھا۔

جیپ ایک چوک پر پہنچ کر جیسے ہی دوسری طرف جانے والی سڑک پر گھومی، ایک طرف سے ایک ملٹری جیپ خاصی تیز رفتاری سے آتی دکھائی دی۔ یہ خاصی بڑی جیپ تھی اور اس میں ڈرائیور کے علاوہ دس کے قریب مسلح فوجی سوار تھے۔ وہ جیپ صوفیہ کے اندرونی علاقے کی طرف سے آرہی تھی۔ کرنل ڈیوڈ نے انہیں رکنے کا اشارہ کیا اور وہ جیپ اس کے قریب آکر رک گئی۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک کیپٹن تھا جب کہ اس کے ساتھ میجر بیٹھا ہوا تھا پیچھے سپاہی بھرے ہوئے تھے۔

"یس کرنل" ___ میجر نے قریب پہنچ کر اُسے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"کدھر سے آرہے ہو تم لوگ" ___ کرنل ڈیوڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہم راؤنڈ پر ہیں جناب ___ ابھی ابھی ہمیں اطلاع ملی ہے کہ راس الخیمہ کی طرف مجرموں کی گڑبڑ کا پتہ چلا ہے ___ ہم ادھر چیکنگ کے لئے جارہے ہیں" ___ میجر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"راس الخیمہ! ۔۔۔ کیسی گڑبڑ ۔۔۔؟ کس نے اطلاع دی ہے۔ کیا اطلاع ملی ہے ۔۔۔؟ اور تم نے مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کیوں نہیں کیا" ۔۔۔؟ کرنل ڈیوڈ نے غضب ناک لہجے میں کہا۔

"ایسے ہی مبہم سی اطلاع تھی جناب! ۔۔۔ میں نے سوچا پہلے اسے اچھی طرح چیک کر لیا جائے" ۔۔۔ میجر نے کہا۔

"اطلاع کیا ہے" ۔۔۔؟ کرنل ڈیوڈ نے قدرے نرم پڑتے ہوئے پوچھا۔

"جناب! ۔۔۔ ایک سپاہی نے اطلاع دی ہے کہ وہاں ایک سبز رنگ کی عمارت کے اندر پُراسرار مسلح افراد پہرہ دے رہے ہیں ۔۔۔ ان کے انداز مشکوک ہیں" ۔۔۔ میجر نے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ تو بڑی اہم اطلاع ہے ۔۔۔ میں خود چیک کرتا ہوں ۔۔۔ تم میرے ساتھ آؤ" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یہ تو بہت بہتر ہے جناب کہ آپ خود چیک کریں ۔۔۔ لیکن سر! آپ اگر ادھر جا رہے ہیں تو پھر مجھے اجازت دیجئے کہ میں الحراب چوکی کو چیک کر لوں ۔۔۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہاں دو فوجی آپس میں لڑ پڑے ہیں ۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی انکوائری کر کے انہیں سزا دوں تاکہ ایسے نازک اور ایمرجنسی کے موقع پر پھر ایسے واقعات نہ ہوں" ۔۔۔ میجر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ ضرور جاؤ اور ان دونوں کو کوارٹر گارد بھیج دو" ۔۔۔ کرنل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور میجر نے اُسے سلیوٹ مارا اور جیپ آگے بڑھ گئی۔ جب کہ کرنل ڈیوڈ نے ڈرائیور کو

راس الخیمہ جانے کی ہدایت کی۔

راس الخیمہ شہر کا شمالی علاقہ تھا جہاں خاصی بڑی بڑی عمارتیں تھیں۔ یہ عمارتیں زیادہ تر کمرشل تھیں۔ تقریباً دس منٹ بعد کرنل ڈیوڈ کی جیپ راس الخیمہ کے علاقے میں پہنچ گئی اور پھر تھوڑی سی تلاش کے بعد انہیں سبز رنگ کی ایک عمارت نظر آگئی۔ اور کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسمیٹر پر راس الخیمہ میں موجود ملٹری۔ ریڈ آرمی اور جی۔ پی فائیو کے افراد کو وہیں کال کر لیا۔

تھوڑی دیر بعد تین جیپیں وہاں پہنچ گئیں اور پھر کرنل ڈیوڈ کے احکامات پر وہ سب اس سبز رنگ کی عمارت میں جبری انداز میں گھس گئے۔ کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر اُمید کے آثار نمایاں تھے وہ جیپ سے نیچے نہ اترا تھا۔ اُسے کرنل مارگن کا حشر یاد تھا۔ اس لئے اس نے خود آگے نہ آنے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن پانچ منٹ بعد ہی اندر جانے والے باہر آگئے۔

"جناب! ۔۔۔ عمارت تو بالکل خالی پڑی ہے ۔۔۔ اس میں تیل نکالنے والا ایک مشینی کولہو لگا ہوا ہے ۔۔۔ ایک بوڑھا چوکیدار وہاں ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ یہاں تو کوئی نہیں آیا ۔۔۔ جناب! ہم نے عمارت کی ایک ایک انچ جگہ چھان لی ہے" ۔۔۔ ایک سپاہی نے مودبانہ انداز میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس عمارت کے نیچے تہہ خانے ہوں ۔۔۔ اس کے فرش اکھاڑو ۔۔۔ اچھی طرح تلاش کرو" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور سپاہی واپس مُڑ گئے۔

ابھی سپاہی اندر تلاشی میں مصروف تھے کہ کرنل ڈیوڈ کو ٹرانسیمٹر پر کال سنائی دی۔

"ہیلو۔ ہیلو کرنل ڈیوڈ! ــــ میں کرنل فرانک بول رہا ہوں اوور" ٹرانسیمٹر آن ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"اوہ ـــ یس کرنل فرانک! ـــ ترقی اور ریڈ آرمی کی سربراہی مبارک ہو ــــ میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ اوور" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"تھینک یو کرنل! ــــ میں ہیلی کاپٹروں سمیت صوفیہ پہنچنے والا ہوں ـــ آپ کہاں ہیں ـــ آپریشن کی کیا پوزیشن ہے۔ اوور" کرنل فرانک نے پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کی تلاش جاری ہے ـــ ابھی ان کا پتہ نہیں چل رہا ـــ میں نے صوفیہ کی مکمل ناکہ بندی کرا دی ہے ـــ کسی آدمی کو چاہے وہ کوئی بھی ہو ـــ کسی صورت میں بھی صوفیہ سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اوور" ـــ کرنل ڈیوڈ نے فاتحانہ انداز میں کہا۔

"کیا ملٹری والے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ اوور ـــــ؟" کرنل فرانک نے پوچھا۔

"نہیں ـــ کوئی بھی نہیں ـــ میں خود بھی نہیں۔ اوور" ـــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"تو پھر ایک بڑی ملٹری جیپ صوفیہ سے باہر کیوں جا رہی تھی میں نے بھی اسے جاتے ہوئے چیک کیا ہے۔ اوور" ـــ کرنل فرانک

نے کہا۔

"ملٹری کی بڑی جیپ باہر جا رہی تھی ـــ کیا مطلب ـــ کہاں جا رہی تھی ـــ کہاں دیکھا ہے تم نے اسے۔ اوور" ـــ کرنل ڈیوڈ نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کے ذہن میں فوراً اس بڑی جیپ کا تصور ابھر آیا جس کی اطلاع پر وہ یہاں راس الخیمہ میں آیا تھا۔ اس کی چھٹی حس اس وقت بھی چونک رہی تھی۔ جیسے کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ہو۔ لیکن وہ شعور میں نہ آ رہی تھی۔ اور اب کرنل فرانک کی بات سنتے ہی سب سے پہلے اس کے ذہن میں وہی جیپ آئی تھی۔ جس کی اطلاع پر وہ یہاں راس الخیمہ پہنچا تھا۔

"وہ کھلی جیپ تھی جس میں دس بارہ مسلح فوجی تھے ـــ اور وہ میرے خیال میں الخراب کی طرف جا رہی تھی ـــ اب میں چھاؤنی میں اتر رہا ہوں ـــ آپ مجھے فوراً ملیں تاکہ مل کر آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جا سکے۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے کرنل فرانک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل" ـــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر اس نے واپسی کا حکم دیا اور اس کے اشارے پر ڈرائیور نے جیپ کا رخ چھاؤنی کی طرف کر دیا۔

کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسیمٹر کی ایک فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر ٹرانسیمٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ چیکنگ پوسٹ الخراب! ـــ کرنل ڈیوڈ سپیکنگ اوور" ـــ کرنل ڈیوڈ نے تیز تیز لہجے میں بار بار یہ فقرہ دہراتے ہوئے کہا۔ کچھ دیر تک تو دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ اور پھر اچانک

رسیونگ بلب جل اٹھا۔

"یس سر!۔۔۔ کیپٹن جوجی بول رہا ہوں۔۔۔ میں شدید زخمی ہوں ابھی ابھی مجھے ہوش آیا ہے تو میں نے ٹرانسمیٹر کی آواز سنی ہے۔۔۔ بڑی مشکل سے گھسٹ کر پہنچا ہوں۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نحیف اور کمزور سی آواز نے رک رک کر بڑی مشکل سے فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا کیپٹن جوجی!۔۔۔ کس نے زخمی کیا ہے تمہیں۔۔۔ باقی سپاہی کہاں ہیں۔ اوور"۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیخ کر کہا۔

"مم۔۔۔مم۔۔۔ میں چوکی پر موجود تھا۔۔۔ کہ جیپ۔۔۔ ملٹری۔۔۔ اوہ۔۔۔ آہ۔۔۔۔۔۔" اور اس کے بعد کیپٹن جوجی کی آواز ڈوبتی چلی گئی۔

"ہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔ کیپٹن جوجی۔۔۔ ہیلو۔ اوور"۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے بٹن دبا کر چیختے ہوئے کہا۔ لیکن دوسری طرف سے کوئی آواز نہ سنائی دی۔ البتہ رسیونگ بلب بدستور جل رہا تھا۔

"چلو۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ الحراب چوکی چلو۔۔۔ جلدی۔۔۔ کیپٹن جوجی مر گیا ہے۔۔۔ جلدی کرو"۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسمیٹر بند کرتے ہوئے ڈرائیور سے کہا۔ اور ڈرائیور نے جیپ کا فل ایکسیلیٹر دبا دیا۔

"ہیلو۔۔۔ ہیلو کرنل فرانک!۔۔۔ میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسمیٹر پر فوجی چھاؤنی کی فریکوئنسی سیٹ کرتے ہوئے کہا۔

"یس۔۔۔ کرنل فرانک۔ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کرنل فرانک کی آواز سنائی دی۔

"کرنل فرانک!۔۔۔ مجرم نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔۔۔ وہ اسی ملٹری جیپ میں موجود تھے۔۔۔ انہوں نے مقامی فوجیوں جیسا میک اپ کر رکھا ہے۔۔۔ انہوں نے الحراب چوکی کے تمام افراد کو ہلاک کر دیا ہے۔۔۔ میں الحراب چوکی پر جا رہا ہوں۔۔۔ آپ ایسا کریں کہ ایک ہیلی کاپٹر لیکر الحراب چوکی پر پہنچ جائیں۔ تاکہ اگر ضرورت پڑے تو ہم ہیلی کاپٹر پر اس جیپ کا پیچھا کر سکیں۔ اوور"۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ!۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ میں پہنچ رہا ہوں۔۔۔ اوور اینڈ آل"۔ کرنل فرانک نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

جیپ انتہائی تیز رفتاری سے الحراب چوکی کی طرف دوڑی جا رہی تھی اور کرنل ڈیوڈ ہونٹ بھینچے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اسے اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ عمران وغیرہ جس طرح دیدہ دلیری سے اس کی آنکھوں میں دھول جھونک کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر اس جیپ تک پہنچ جاتے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی گردنیں اپنے ہاتھوں سے مروڑ دے۔

"کمال ہے عمران صاحب! ___ آپ نے کتنے اطمینان ___ سے کرنل ڈیوڈ کو چکر دے دیا ہے" ___ الحراب کی چوکی کی طرف بڑھتے ہوئے عاطف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی شکر کرو ___ اطمینان سے چکر دیا ہے ___ ورنہ ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ میں اُسے بے اطمینانی کے لٹو پر بٹھا کر چکر دے دیتا ___ بہرحال وہ جلد ہی واپس مُڑے گا ___ میں نے اس کی آنکھوں میں شبہات کی پرچھائیاں دیکھی ہیں ___ چوکی سے الحراب کتنی دُور ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"دس کلومیٹر ہوگا" ___ عاطف نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

پھر ایک موڑ مڑتے ہی جیپ جیسے ہی آگے بڑھی عاطف بول پڑا۔

"سامنے الحراب چوکی ہے عمران صاحب!" ___ عاطف نے

گردن موڑ کر کہا۔

"ٹھیک ہے ___ سنو دوستو! ___ تیار ہو جاؤ ___ جیسے ہی میں اشارہ کروں ___ فائر کھول دینا ___ ہم نے زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا" ___ عمران نے مڑ کر پیچھے بیٹھے ہوئے ممبران سے مخاطب ہو کر کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔

چند لمحوں بعد جیپ چوکی کے قریب پہنچ گئی۔ یہاں ایک پختہ چوکی بنی ہوئی تھی۔ دونوں اطراف میں کمرے تھے۔ جبکہ درمیان میں ایک لوہے کا پھاٹک تھا۔ چار مسلح افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے پھاٹک کے سامنے کھڑے تھے۔ انہوں نے دُور سے ہاتھ اٹھا کر جیپ کو رکنے کا اشارہ کیا۔

"پھاٹک سے ذرا پہلے جیپ روک لو" ___ عمران نے عاطف سے کہا اور عاطف نے سر ہلا دیا۔

"تم سب میرے ساتھ نیچے اُتر آنا ___ صرف عاطف جیپ میں رہے گا" ___ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر جیسے ہی جیپ پھاٹک سے کچھ پہلے رُکی، عمران اچھل کر نیچے آگیا۔ اس کے ہاتھ خالی تھے۔ اس کے ساتھی البتہ مشین گنوں سمیت نیچے آگئے۔

پھاٹک کے پاس کھڑے سپاہی ان کی طرف بڑھے۔

"تمہارا انچارج کون ہے ___ میرا نام میجر ریمنڈ ہے ___ میں سپیشل ڈیوٹی پر ہوں" ___ عمران نے انتہائی تحکمانہ اور تیز لہجے میں سپاہیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انچارج اندر کمرے میں ہیں جناب!" ___ ایک آدمی نے اس کا لہجہ

سُن کر مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"یہاں کتنے افراد موجود ہیں" ___؟ عمران نے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے اُسی سپاہی سے پوچھا۔

"انچارج کے علاوہ چھ جناب! ___ چار ہم ہیں ___ ایک اس کمرے میں اور ایک دوسرے کمرے میں ___ انچارج صاحب بھی اندر ہیں" ___ اس سپاہی نے عمران کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کہا۔ عمران کے ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی کمرے کی طرف چل رہے تھے۔

عمران کمرے تک پہنچا ہی تھا کہ دو لمبے تڑنگے افراد باہر آ گئے۔ ادھر دوسرے کمرے سے بھی ایک سپاہی ہاتھ میں مشین گن پکڑے باہر آ گیا تھا۔

"انچارج کون ہے" ___؟ عمران نے پہلے کمرے سے باہر آنے والے دونوں سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ وہ سب افراد چونکہ سادہ لباس میں تھے اس لئے بظاہر کچھ پتہ نہ چل رہا تھا۔

"میں انچارج ہوں ___ فرمائیے! ___ دروازے میں موجود ایک لمبے تڑنگے آدمی نے غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم سب کی طویل رخصت منظور ہو گئی ہے ___ اب تم آرام کرو"۔ عمران نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ لہرا دیا۔

اس سے پہلے کہ جی۔ پی۔ فائیو کے یہ مسلح افراد عمران کی بات کا مطلب سمجھتے، عمران کے ساتھیوں نے فائر کھول دیا۔ اور دوسرے لمحے چھ کے چھ افراد ڈھیر ہو چکے تھے۔

"ٹائیگر! ___ پھاٹک کھولو۔ جلدی" ___ عمران نے ان کے نیچے گرتے ہی تیزی سے واپس جیپ کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے دوڑ کر پھاٹک کھولا۔ اس وقت تک عمران اور اس کے ساتھی دوبارہ جیپ میں سوار ہو چکے تھے۔ جیپ جب پھاٹک سے گزری تو ٹائیگر بھی اچھل کر جیپ میں سوار ہو گیا۔

"لو بھئی عاطف! ___ ناکہ بندی تو ٹوٹ گئی ___ اب آگے دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے" ___ عمران نے عاطف سے مخاطب ہو کر کہا اور عاطف نے جواب دینے کی بجائے سر ہلا دیا۔

وہ انتہائی تیز رفتاری سے جیپ کو نخلستان کی طرف جانے والی کچی سڑک پر بھگائے جا رہا تھا۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دُور گئے ہوں گے کہ عمران نے آسمان پر چار جنگی ہیلی کاپٹروں کو مخالف سمت سے صوفیہ کی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ وہ خاصی اونچی پرواز کر رہے تھے۔ اور ان کی رفتار بھی کافی سے زیادہ تیز تھی۔ چند ہی لمحوں میں یہ ہیلی کاپٹر ان کے سروں سے گزر کر صوفیہ کی طرف بڑھ گئے۔

"میرے خیال میں یہ صوفیہ میں نئی کمک بھیجی جا رہی ہے۔ چھاؤنی میں ہیلی کاپٹر ہوں گے اور یہ بھی جا رہے ہیں ___ جیسے ہی کرنل ڈیوڈ کو اصل صورت حال کا علم ہوا ___ وہ انتہائی تیز رفتاری سے ہمارا پیچھا کرے گا" ___ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب! ___ اگر انہوں نے ہیلی کاپٹروں سے ہم پر حملہ کیا تو ہمارے لئے یہاں کوئی جائے پناہ نہ ہوگی" ___ پیچھے بیٹھے

ہوتے صفدر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔۔۔ اور میں بھی چاہتا ہوں کہ وہ ہیلی کاپٹر سے حملہ کریں۔۔۔ میں ان کا ہیلی کاپٹر اُڑا کر لے جانا زیادہ بڑا اعزاز سمجھوں گا۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران کے ساتھی عمران کی اس بات سے سمجھ گئے کہ اس کے ذہن میں کیا منصوبہ ہے۔ اور شاید اسی لیے اس نے چوکی پر قتل و غارت کی ہے۔

ابھی انہوں نے آٹھ کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا ہو گا کہ چوہان کی آواز سنائی دی۔ وہ جیپ کے آخری عقبی حصے میں بیٹھا تھا۔

"عمران صاحب!۔۔۔ صوفیہ کی طرف سے دو ہیلی کاپٹر آ رہے ہیں ان کا رخ ہماری طرف ہے"۔۔۔ چوہان کی آواز گونجی۔

"عاطف!۔۔۔ جلدی سے جیپ کسی ٹیلے کی آڑ میں لے جاؤ۔۔۔ اور سنو!۔۔۔ سب نیچے کود کر بکھر جائیں۔۔۔ ٹیلوں کی آڑ لے لیں"۔ عمران نے چوہان کی بات سنتے ہی پیچھے مڑ کر دیکھا اور پھر چیخ کر احکامات دیتے۔

دوسرے لمحے وہ سب چلتی ہوئی جیپ سے چھلانگیں لگاتے ہوئے نیچے اترے اور دوڑ دوڑ کر ادھر اُدھر بکھرتے ہوئے ریت کے ٹیلوں کی آڑ میں چھپنے لگے۔

عمران بھی ایک ٹیلے کی آڑ لے چکا تھا جب کہ عاطف جیپ کو سڑک سے اتار کر کافی دور ایک بڑے ٹیلے کی طرف بھگائے جا رہا تھا۔ وہ شاید عمران اور اس کے ساتھیوں سے کافی فاصلے پر جیپ کو روکنا چاہتا تھا تاکہ اگر ہیلی کاپٹروں سے جیپ پر بم برسائے جائیں تو عمران

اور اس کے ساتھی اس کی تباہ کاری سے بچ سکیں۔

اب ہیلی کاپٹر کافی نزدیک آ گئے تھے۔ ان کا رخ جیپ کی طرف ہی تھا۔ لیکن ابھی وہ اس علاقے سے جہاں عمران اور اس کے ساتھی ٹیلوں کی آڑ میں چھپے ہوئے تھے کچھ دور تھے عاطف جیپ روک کر نیچے اترا اور پھر بجلی کی سی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا فاصلے پر ایک ٹیلے کی آڑ میں رک گیا۔

ہیلی کاپٹر کافی اونچائی پر تھے۔ اور پھر وہ اس علاقے کے اوپر پہنچ گئے۔ اب ان کی رفتار سست ہو گئی تھی۔ لیکن ہیلی کاپٹروں کی طرف سے نہ ہی فائرنگ کی گئی اور نہ بم پھینکے گئے۔ بلکہ وہ آگے ہی بڑھتے چلے گئے۔ جیسے وہ جیپ یا عمران اور اس کے ساتھیوں کو چیک نہ کر سکے ہوں۔

عمران ایک ٹیلے کے پیچھے دم سادھے لیٹا ہوا تھا۔ ہیلی کاپٹروں کی طرف سے فائرنگ نہ ہوتی دیکھ کر اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔

ہیلی کاپٹر کافی آگے جا کر واپس مڑے اور اس بار بھی وہ پہلے کی طرح ان کے اوپر سے گذر کر واپس صوفیہ کی طرف بڑھتے گئے۔

"یہ لوگ فائرنگ نہیں کر رہے۔۔۔ جبکہ میرے خیال میں انہیں جیپ نظر آ چکی ہے"۔۔۔ اچانک قریبی ٹیلے کی آڑ سے جولیا نے رینگ کر عمران کے قریب پہنچتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"نہ صرف جیپ۔۔۔ بلکہ ہم بھی انہیں کود کر ٹیلوں کی آڑ میں جاتے ضرور نظر آئے ہوں گے۔۔۔ میرا خیال ہے کہ یہ جیپوں کے ذریعے آنے والی اپنی فورس کے انتظار میں ہیں۔۔۔ تاکہ ہمیں پوری طرح گھیرا جا سکے"۔

عمران نے جواب دیا۔

"اوہ واقعی! ـــــ پھر تو ہم بُری طرح پھنس جائیں گے" ـــــ جولیا نے پریشان لہجے میں کہا۔

"ان ہیلی کاپٹروں کی بلندی اتنی ہے کہ ان پر فائر نہیں کھولا جا سکتا" ـــــ عمران نے کہا۔

ہیلی کاپٹر اب مڑ کر واپس آ رہے تھے۔ عمران کی تیز نظریں ہیلی کاپٹروں پر جمی ہوئی تھیں اور ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں واقعی اس کی سکیم الٹ ہو گئی تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ اس قدر ذہانت آمیز سکیم کرنل ڈیوڈ کی نہیں ہو سکتی۔ وہ جذباتی آدمی ہے اس لئے یہاں آتے ہی آگ کا طوفان کھڑا کر دیتا تھا۔ پھر یہ سکیم کس کی ہو سکتی ہے

اسی لمحے ہیلی کاپٹر ان کے سروں کے اوپر سے گذر کر آگے بڑھ گئے۔

"اب ایک ہی صورت ہے کہ ہم دوڑ کر اصل جگہ سے دُور پہنچ جائیں" ـــــ عمران نے اُٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے تو باقی ساتھی بھی اُٹھ کھڑے ہوتے اور عمران نے زور سے چیخ کر انہیں ٹیلوں کی آڑ لیتے ہوئے بھاگ کر آگے بڑھنے کے لئے کہا۔

اور پھر جب تک دونوں ہیلی کاپٹر واپس مڑتے، وہ سب دوڑتے ہوئے کافی فاصلہ طے کر چکے تھے۔ یہ تو غنیمت تھا کہ دونوں ہیلی کاپٹر اکٹھے ہی آ جا رہے تھے۔ اس لئے جب وہ ان کے سروں کے اوپر سے گذر کر آگے بڑھ جاتے تو ان کے مڑنے تک انہیں دوڑنے کا موقع مل جاتا۔ اس طرح دوڑتے دوڑتے وہ اس جگہ سے جہاں وہ پہلے

چھپے ہوئے تھے۔ کافی فاصلے پر پہنچ گئے۔ البتہ جیپ وہیں پہلی جگہ پر ٹیلے کی آڑ میں کھڑی تھی۔

اسی لمحے عمران کو دُور سے چار پانچ ملٹری جیپیں صوفیہ کی طرف سے آتی دکھائی دیں اور عمران نے ہاتھ کا اشارہ کر کے سب ساتھیوں کو ٹیلوں کی آڑ میں چھُپ جانے کے لئے کہا۔ وہ سب پھیل کر مختلف ٹیلوں کی آڑ میں چھپ گئے۔ عمران کے ساتھ جولیا تھی۔

جب جیپیں کافی نزدیک آ گئیں تو ہیلی کاپٹروں نے پہلی بار اس جگہ کے گرد بم پھینکنے شروع کر دیئے جہاں پہلے عمران اور اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ انہوں نے جیپ پر بمباری کی اور جیپ میں موجود باقی اسلحہ بھی دھماکوں سے پھٹ گیا۔

ہیلی کاپٹر کافی دیر تک بمباری کرتے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے بمباری ختم کر دی اور بلندی پر چلے گئے۔ اس کے بعد جیپیں جو بمباری کے دوران رُک گئی تھیں تیزی سے حرکت میں آئیں اور ان ٹیلوں کے گرد پھیلتی چلی گئیں۔ اور ان میں سے مسلح فوجی اُتر اُتر کر فائرنگ کرتے ہوئے ٹیلوں کی طرف بڑھے۔

"یہ ہمیں وہاں نہ پا کر ارد گرد کا علاقہ گھیر لیں گے" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ ہیلی کاپٹر واپس چلے جائیں تو بات بن سکتی ہے" ـــــ جولیا نے کہا۔

"لیکن یہ اس طرح واپس نہیں جائیں گے" ـــــ عمران نے کہا۔ اس کی نظریں مسلح سپاہیوں پر جمی ہوئی تھیں جو اب ٹیلوں کے گرد بُری

طرح چکراتے پھر رہے تھے ۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے جیپوں میں بیٹھ اور اس کے ساتھ ہی جیپیں تیزی سے اس طرف بڑھنے لگیں ۔ جدھر عمران اور اس کے ساتھی ٹیلوں کے پیچھے موجود تھے ۔ ادھر ہیلی کاپٹر بھی اب آگے کی طرف پرواز کرنے لگے تھے ۔

عمران خاموشی سے پڑا رہا ۔ جیپیں پہلے اکٹھی ہوئیں اور پھر ایک قطار کی صورت میں آگے بڑھ گئیں ۔ بس اسے اتفاق ہی کہا جا سکتا ہے کہ جن ٹیلوں کے پیچھے عمران اور اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے جیپیں اس سے خاصے فاصلے سے گذر رہی تھیں اور وہ قطار کی صورت میں آگے بڑھ رہی تھیں اگر وہ دونوں اطراف میں پھیل کر آگے بڑھتیں تو پھر لازماً وہ ان کی نظروں میں آ جاتے ۔

جب جیپیں اور ہیلی کاپٹر خاصے فاصلے پر پہنچ گئے تو عمران ٹیلے کے پیچھے سے اُٹھ کھڑا ہوا ۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو ایک جگہ اکٹھا ہونے کے لئے کہا ۔ اور چند لمحوں بعد سب ساتھی دوڑتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئے ۔

"ان لوگوں نے ہمیں یہاں نہ پا کر یہی سمجھا ہے کہ ہم انہیں ڈ[illegible] دے کر نخلستان پہنچ گئے ہیں ۔۔۔ اس لئے یہ لوگ وہاں [illegible] ہیں ۔۔۔ اور ہمیں وہاں نہ پا کر شاید یہ پوری فوج کو اس صحرا میں پھیلا دیں ۔ اس لئے اب ہمیں انتہائی تیز رفتاری سے سفر کرتے ہوئے [illegible] نخلستان کے قریب پہنچنا ہے ۔۔۔ لیکن ہم نے براہ راست [illegible] نخلستان میں نہیں جانا ۔۔۔ بلکہ راستہ کاٹ کر ہم اس کی سائیڈ سے

ہو کر دوسری طرف پہنچیں گے ۔۔۔ کیونکہ ان کے ذہن میں یہ بات نہیں آ سکتی کہ ہم پیدل نخلستان کے بعد والے صحرا کو بغیر پانی اور سواری کے پار کرنے کا سوچیں گے ۔۔۔ جب یہ لوگ نخلستان سے واپس ہمیں تلاش کرنے کے لئے پلٹیں گے تو ہم اپنی کارروائی پوری کریں گے ۔۔۔ اس لئے اب یہ عاطف صاحب کا کام ہے کہ وہ ہمیں ایسے راستے سے لے جائیں کہ ہم نخلستان کی سائیڈ سے ہو کر دوسری طرف پہنچ جائیں" ۔۔۔ عمران نے صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا ۔

"بالکل جناب ۔ آیئے" ۔۔۔ عاطف نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ عاطف کی رہنمائی میں ٹیلوں کی آڑ لیتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھنے لگے ۔

"یہ لوگ کہاں جا سکتے ہیں" ___ کرنل فرانک نے وائن پیتے ہوئے کہا۔

"جا کہاں سکتے ہیں ___ وہیں صحرا میں چھپے ہوئے ہوں گے اور اس انتظار میں ہوں گے کہ ہم واپس جائیں تو وہ یہاں آئیں" کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے ___ کہ ہم ہیلی کاپٹر پر مسلسل چیکنگ کرتے رہے۔ لیکن پھر بھی وہ غائب ہو گئے ___ بہرحال وہ اب کہیں نہیں جا سکتے۔ اب وہ چوہے دان میں پھنس چکے ہیں" ___ کرنل فرانک نے ایک ہاتھ کی مٹھی دوسرے ہاتھ پر مارتے ہوئے کہا۔

وہ اس وقت الحراب میں کمپنی کے مین آفس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کرنل فرانک نے ٹرانسیٹر پر صوفیہ میں پھیلے ہوئے ریڈ آرمی اور جی۔ فائیو کی تمام نفری کو درمیانی صحرا میں طلب کر لیا تھا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"جناب ! ___ صحرا میں ان لوگوں کی بھرپور انداز میں تلاش شروع ہو چکی ہے ___ تقریباً دو سو آدمی صحرا میں پھیل چکے ہیں" ___ آنے والے نوجوان نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جیری ! ___ جیسے ہی ان کے متعلق کوئی اطلاع ملے مجھے فوراً بتاؤ ___ اور سنو ! تم ہیلی کاپٹر لے جاؤ ___ اور فضا سے بھی نگرانی کرو ___ تم ہم سے ٹرانسیٹر پر رابطہ رکھ سکتے ہو" ___ کرنل فرانک نے کہا اور نوجوان جیری جو کرنل فرانک کا نمبر ٹو تھا، سیلوٹ مار کر تیزی سے واپس مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

ابھی جیری کو واپس گئے آدھا گھنٹہ ہی گذرا ہو گا کہ اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک سپاہی بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا۔

"چیف ___ جناب ! ___ ہیلی کاپٹر ہٹ ہو گئے ہیں ___ دونوں ہیلی کاپٹر جناب" ___ سپاہی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو" ___ کرنل فرانک اور کرنل ڈیوڈ دونوں بے اختیار اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"جناب ! ___ وہ نیچی پرواز کر کے مجرموں کو تلاش کر رہے تھے کہ اچانک ایک ٹیلے کے پیچھے سے ان پر مشین گنوں کا فائر کھول دیا گیا ___ یکے بعد دیگرے دونوں ہیلی کاپٹر ہٹ ہو گئے۔ اور دونوں آگ لگنے سے تباہ ہو گئے ہیں ___ ارد گرد پھیلے ہوئے سپاہیوں نے دوڑ کر اس ٹیلے کو گھیرا ___ لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا"۔

سپاہی نے پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ!۔۔ اوہ !۔۔ جیری نے حماقت کی کہ ۔ یہ جیپ پر واز کرنے
لگا۔۔ اوہ ویری سیڈ"۔۔ کرنل فرانک نے دانت پیستے
ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا کرنل ڈیوڈ
بھی اس کے پیچھے تھا۔ اور چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک جیپ میں
بیٹھ کر اس صحرا کی طرف بڑھنے لگے جدھر ہیلی کاپٹر ہٹ ہوئے
تھے۔ جب ان کی جیپ وہاں جاکر رکی تو انہوں نے ہر طرف
ہیلی کاپٹروں کے پرزے بکھرے ہوئے دیکھے۔ چار جلی ہوئی لاشیں
بھی ریت پر پڑی ہوئی تھیں۔

" ڈھونڈو۔۔ انہیں ڈھونڈو۔۔ یو ڈیم فول۔۔ دو سو آدمی
یہاں موجود ہیں اور تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیلی کاپٹروں پر فائر
ہوئی اور تم انہیں تلاش نہیں کر سکے۔۔ جاؤ ڈھونڈو انہیں
ورنہ میں سب کو گولیوں سے بھون ڈالوں گا"۔۔ کرنل ڈیوڈ نے
بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

" کرنل ڈیوڈ !۔۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں چکر دیا جا رہا ہے۔
لوگ بھی فوجی وردیوں میں ملبوس ہیں۔۔ میرا خیال ہے کہ وہ
ہمارے ساتھیوں سے مل کر اپنے آپ کو تلاش کرنے کا ڈھونگ
رچا رہے ہوں گے"۔۔ کرنل فرانک نے چند لمحے خاموش رہنے
کے بعد کہا۔

" اوہ ہاں !۔۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا
اسی لئے وہ مل نہیں رہے۔۔ وہ شیطان کی اولاد واقعی ایسا

ہے ہوں گے"۔۔ کرنل ڈیوڈ نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا اور
رنل فرانک نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا
ٹن آن کر دیا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔۔ کرنل فرانک کالنگ !۔۔ صحرا میں پھیلے ہوئے
ام افراد اس جگہ اکٹھے ہو جائیں۔۔ جہاں ہیلی کاپٹر ہٹ ہوئے
یں۔۔ جن کے پاس ٹرانسمیٹر ہے اور جو میری کال سن رہے ہیں۔ وہ
وسروں کو بھی بتا دیں۔۔ جلدی پہنچ جاؤ۔۔ فوراً۔۔ جیپیں ہمراہ
ے آئیں۔۔ کوئی پیچھے نہ رہ جائے۔۔ جلدی۔۔ اوور اینڈ آل"۔
رنل فرانک نے چیخ چیخ کر کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے دوبارہ جیب
یں ڈال لیا۔

تھوڑی دیر بعد وہاں جیپیں اور ارد گرد بکھرے ہوئے افراد پہنچنا
روع ہو گئے۔ کرنل فرانک اور کرنل ڈیوڈ نے انہیں قطار میں کھڑے
ونے کے لئے کہا۔ اس طرح جس طرح فوجی پریڈ کرتے وقت قطاریں
نا لیتے ہیں۔ ابھی سپاہیوں اور جیپوں کی آمد جاری تھی۔

" کرنل ڈیوڈ !۔۔ آپ اپنے آدمیوں کو چیک کریں۔۔ اچھی طرح۔
یں ریڈ آرمی کو چیک کرتا ہوں۔۔ اور سیکنڈ کمانڈر آگر اپنے
میوں کو چیک کریگا"۔۔ کرنل فرانک نے کہا۔ اور اس کے بعد
ڈ کا معائنہ شروع ہو گیا۔ وہ ایک ایک آدمی کو اس طرح غور سے دیکھ
ہے تھے جیسے قصائی بکری کو نظروں ہی نظروں میں تولتا ہے فطری
ور پر انہیں اپنے آدمیوں پر بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گمان ہو رہا تھا
ابھی پریڈ کا معائنہ جاری تھا کہ اچانک نخلستان کی طرف سے بے تحاشا

فائرنگ اور بموں کے دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب بری طرح اچھل پڑے۔ اور دھماکے لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتے جا رہے تھے۔

"اوہ! ــــ وہ لوگ نخلستان پہنچ گئے ہیں ــ اوہ! ــ بھاگو! سب ادھر بھاگو! ــ نخلستان کو چاروں طرف سے گھیر لو" ــــ کرنل فرانک نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور اس کے حکم پر تمام سپاہیوں میں افراتفری سی مچ گئی۔ اور چند لمحوں بعد سپاہیوں سے لدی ہوئی جیپیں پوری رفتار سے نخلستان کی طرف دوڑنے لگیں۔ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک ایک ہی جیپ میں تھے اور یہ جیپ سب سے آگے تھی۔

"ان لوگوں نے ہمیں گھن چکر بنا کر رکھ دیا ہے" ــــ کرنل ڈیوڈ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

کرنل فرانک جس کے ہاتھوں میں جیپ کا سٹیرنگ تھا، پاگلوں کے سے انداز میں جیپ کو اڑائے چلا جا رہا تھا اس کی آنکھوں نے وحشت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔ ان کے پیچھے آنے والی جیپیں اب نیم دائرے کی صورت میں پھیلتی ہوئی آگے کی طرف دوڑ رہی تھیں۔ نخلستان میں اب بھی فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

نخلستان کی سائیڈ سے ہوتے ہوتے عمران اور اس کے ساتھی پرلی طرف کے صحرا میں پہنچ گئے۔ لیکن وہ نخلستان سے زیادہ دور نہ گئے تھے۔ ان کے وہاں پہنچتے ہی نخلستان سے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوئے اور دوسری طرف کے صحرا کی طرف بڑھ گئے۔ ان ہیلی کاپٹروں کی بلندی زیادہ نہ تھی۔

"تم لوگ یہیں رکو ــــ میں ان دونوں ہیلی کاپٹروں کو تباہ کر کے ابھی آتا ہوں ــــ ہمارے یہاں سے بچ نکلنے کے لئے ان ہیلی کاپٹروں کی تباہی ضروری ہے" ــــ عمران نے ساتھ موجود جولیا اور صفدر سے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتے۔ عمران مشین گن ہاتھوں میں لئے انتہائی تیز رفتاری سے ٹیلوں کی آڑ لیتا ہوا دوبارہ نخلستان کی دوسری طرف والے صحرا کی طرف بڑھتا گیا۔ ہیلی کاپٹروں کی نیچی پرواز نے اسے موقع فراہم کر دیا تھا کہ وہ ان ہیلی کاپٹروں کو مشین گن

سے تباہ کر سکتا اور وہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عمران نخلستان کو سائیڈ سے عبور کرتا ہوا صحرا میں پہنچ گیا۔ یہاں بے شمار افراد صحرا میں ان کی تلاش پر مامور تھے۔ پیدل افراد کے ساتھ ساتھ جیپیں بھی دوڑ رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اسرائیل کی پوری فوج اسی صحرا میں اکٹھی ہو گئی ہو۔

نخلستان کے قریب کم افراد تھے۔ عمران نے ایک ایسی جگہ تاڑ لی جہاں سے وہ ہیلی کاپٹروں کو ہٹ بھی کر سکتا تھا اور پھر تلاش کرنے والے افراد کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی دوڑ کر صحرا کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے ایسی جگہ منتخب کی تھی جہاں سے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچنے تک ٹیلوں کا ایک طویل سلسلہ موجود تھا اس طرح وہ تلاش کرنے والوں کی نظروں میں آئے بغیر واپس جا سکتا تھا۔ ٹیلے کے پیچھے چھپا ہوا وہ آسمان پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ دونوں ہیلی کاپٹر اس وقت دور اڑ رہے تھے۔ ان کی بلندی بہت کم تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ راؤنڈ لگاتے ہوئے واپس آتے اور عمران نے ہاتھ میں تھامی ہوئی مشین گن اور مضبوطی سے تھام لی۔ اس کی نظریں ہیلی کاپٹروں پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ انہیں اس ٹیلے سے دور ہی تباہ کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ ذہن میں اس رینج کا انتخاب کر رہا تھا جہاں مشین گن سے نکلنے والی گولیاں پوری قوت سے اپنا کام کر سکیں۔

دونوں ہیلی کاپٹر اکٹھے اڑتے ہوئے آہستہ آہستہ ادھر ہی آ رہے تھے۔ چونکہ وہ نیچے ٹیلوں کو چیک کر رہے تھے اس لئے ہیلی کاپٹروں کی رفتار تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ دونوں ہیلی کاپٹروں میں سے ایک

ایک آدمی نے سر باہر نکالے ہوئے تھے۔ اور طاقتور دوربین آنکھوں سے لگائے وہ نیچے دیکھ بھال کر رہے تھے۔ باقی تلاش کرنے والے افراد خاصی دور تھے۔ کیونکہ ان کا نظریہ یہ تھا کہ نخلستان کے قریب یہ لوگ نہیں چھپ سکتے۔ اور عمران جس ٹیلے کے پیچھے تھا وہ نخلستان سے بے حد قریب تھا۔ جب عمران کے ذہن کے مطابق دونوں ہیلی کاپٹر اس کی مشین گن کی رینج میں آئے تو اس نے مشین گن کاندھے سے لگائی اور دوسرے لمحے ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی مخصوص آواز فضا میں گونجی اور دوسرے لمحے دونوں ہیلی کاپٹروں کا رخ ایک جھٹکے سے مڑا اور پھر وہ تیزی سے زمین کی طرف جھکے اور اس کے بعد فضا میں ہی انہیں آگ لگ گئی۔

آگ لگتے ہی خوفناک دھماکے ہوئے اور دونوں ہیلی کاپٹر زمین سے ٹکرانے سے پہلے ہی فضا میں پھٹ گئے۔ عمران نے جان بوجھ کر ہیلی کاپٹروں کی پٹرول ٹینکیوں اور انجن پر فائر کیا تھا۔ کیونکہ وہ دونوں ہیلی کاپٹروں کو ہر صورت میں فضا میں ہی تباہ کرنا چاہتا تھا تاکہ ان میں سوار کرنل ڈیوڈ زندہ نہ بچ سکے۔

ہیلی کاپٹروں کے پھٹتے ہی عمران جنگلی خرگوش کے سے انداز میں مڑ کر بھاگا۔ وہ جھکے جھکے انداز میں بھاگتا ہوا ٹیلوں کی آڑ لیتا ہوا نخلستان کی طرف بڑھتا جا رہا تھا۔ تلاش کرنے والے افراد میں اب شدید افراتفری پھیل چکی تھی۔ اور وہ سب بے تحاشا اور اندھا دھند انداز میں فائرنگ کرتے ہوئے اسی ٹیلے کی طرف بڑھ رہے تھے جہاں سے عمران نے فائرنگ کی تھی۔ لیکن عمران انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا کافی

فاصلے پر پہنچ چکا تھا۔
اور پھر جب وہ نخلستان کی سائیڈ سے ہو کر اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ رہا تھا تو اس نے نخلستان کی طرف سے ایک جیپ کو انتہائی تیز رفتاری سے نکل کر اس طرف کو جاتے دیکھا۔ جہاں ہیلی کاپٹر ہٹ ہوئے تھے۔ جیپ اس کے بالکل قریب سے گذری تھی اس لئے عمران دبک گیا۔ جیپ آگے بڑھ گئی تو وہ ایک بار پھر دوڑ پڑا۔ البتہ اس نے جیپ میں بیٹھے ہوئے کرنل ڈیوڈ کو دیکھ لیا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی اور آدمی تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کرنل ڈیوڈ تباہ ہونے والے ہیلی کاپٹروں میں موجود نہ تھا۔
چند لمحوں بعد عمران واپس اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔ اس بار وہ دوڑتا ہوا اس ٹیلے کے پاس پہنچا جہاں عاطف چھپا ہوا تھا۔
"عاطف صاحب! ___ کمپنی کے ہیلی کاپٹر یہاں موجود ہوں گے"۔ عمران نے اس کے قریب پہنچتے ہی پوچھا۔
"وہ ان کے عارضی طور پر بنائے ہوئے ہیلی پیڈ پر کھڑے رہتے ہیں ان کے گرد ان کی بھاری نفری ہر وقت موجود رہتی ہے" ___ عاطف نے جواب دیا اور عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔
نخلستان اور اس میں موجود مشینری اور کریسٹ سرکل کے افراد دور سے صاف نظر آرہے تھے۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر سب کو اپنی طرف بلایا اور اس کے ساتھی ٹیلوں سے نکل نکل کر اس کے پاس پہنچنے لگے۔
"ڈائرکٹ ایکشن ___ ہم نے فوری طور پر ہیلی پیڈ پر کھڑے ہوئے ہیلی کاپٹروں پر قبضہ کر کے انہیں اڑانا ہے ___ تیز اور ڈائرکٹ ایکشن۔

عاطف صاحب رہنمائی کریں گے" ___ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب مشین گنیں اٹھائے نخلستان کی طرف دوڑنے لگے۔
قریب پہنچ کر سب سے پہلے عمران نے فائر کھولا اور اس کے بعد تو جیسے نخلستان پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ بے تحاشا فائرنگ کرتے اور بم پھینکتے ہوئے وہ سامنے والی ہر چیز کو تباہ کرتے ہوئے تھوڑی ہی دیر میں ہیلی پیڈ پر پہنچ گئے۔ جہاں دو بڑے بڑے ہیلی کاپٹر کھڑے ہوئے تھے۔
عمران نے گھوم گھوم کر چاروں طرف فائرنگ جاری رکھی اور اپنے ساتھیوں کو ہیلی کاپٹروں میں سوار ہونے کا اشارہ کیا۔ چونکہ نخلستان میں موجود تیل کمپنی کے غیر ملکی افراد نہتے تھے اس لئے ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آرہا تھا۔ وہ اپنی جانیں بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ البتہ جو فائرنگ کی زد میں آجاتا اس کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو جاتا۔
چند لمحوں میں ہی عمران کے سب ساتھی ہیلی کاپٹروں میں سوار ہو گئے۔ ایک کی پائلٹ سیٹ عاطف نے اور دوسرے کی صفدر نے سنبھال لی۔ اور عمران بھی فائرنگ بند کر کے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا اور دوسرے لمحے دونوں ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گئے۔ اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے اڑتے ہوئے نخلستان کی دوسری طرف صحرا میں گھستے چلے گئے۔
"یہ صحرا کہاں جا کر ختم ہوتا ہے ___؟" عمران نے عاطف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اس صحرا کا اختتام شطبہ پر ہوتا ہے جو بہت بڑا شہر ہے ۔۔۔ یوں سمجھیے کرنل ایبٹ سے دوسرے نمبر پر ہے ۔۔۔ وہاں پہنچنے کے بعد ہم محفوظ ہو جائیں گے" ۔۔۔ عاطف نے جواب دیا۔

"کتنا فاصلہ ہے" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ہوائی راستہ تقریباً بیس کلو میٹر ہو گا" ۔۔۔ عاطف نے بتایا۔

"کافی طویل راستہ ہے ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ زندہ ہے اور اس نے ٹرانسمیٹر پر لازماً ایئر فورس کی مدد حاصل کر لی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"پھر جناب کیا کیا جائے" ۔۔۔ عاطف نے پریشان لہجے میں کہا۔

"فی الحال پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ بس جس قدر تیز رفتاری سے چل سکتے ہو چلے چلو ۔۔۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

دونوں ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے اڑے چلے جا رہے تھے اور پھر جب انہوں نے تقریباً پندرہ کلو میٹر کا فاصلہ ہی طے کیا ہو گا کہ عمران کو دور افق پر چند دھبے تیرتے ہوئے دکھائی دیئے اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ دھبے لڑاکا ہوائی جہاز ہی ہو سکتے ہیں۔

"عاطف! ۔۔۔ فوراً ہیلی کاپٹر نیچے اتارو ۔۔۔ جلدی ۔۔۔ لڑاکا جہاز آ رہے ہیں" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور عاطف نے نہ صرف ہیلی کاپٹر کو نیچے کرنا شروع کر دیا بلکہ اس نے ٹرانسمیٹر پر دوسرے ہیلی کاپٹر کو بھی اطلاع دی۔ اور چند ہی لمحوں میں دونوں ہیلی کاپٹر ریت پر اتر چکے تھے۔ اب ہوائی جہاز صاف نظر آنے لگ گئے تھے۔

ہیلی کاپٹر نیچے اترتے ہی وہ سب ہیلی کاپٹروں سے اتر کر ریت میں بھاگنے لگے۔ لیکن اسی لمحے جہاز سر پر پہنچ گئے اور پھر صحرا کے اس حصے پر خوفناک قیامت ٹوٹ پڑی۔ تیز رفتار لڑاکا اور بمبار جہازوں نے بغیر کسی توقف کے ہیلی کاپٹروں اور ان کے ارد گرد کے علاقے پر میزائلوں سے حملہ کر دیا تھا۔ اور میزائل پھٹنے کے خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی انسانی چیخوں کی آوازیں بھی شامل ہو گئیں۔ اور ہیلی کاپٹروں کے پرزوں کے ساتھ ساتھ انسانی اعضا بھی فضا میں اڑتے نظر آنے لگے۔

"یس ــــ کم ان" ـــــ خیمے کے اندر سے بھاری آواز سنائی دی اور خیمے کے باہر کھڑا ٹھوس جسم کا مالک شخص پردہ ہٹا کر تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی ایک فائل تھی اس نے فلسطینی گوریلوں کی مخصوص وردی پہنی ہوئی تھی اور سائیڈ ہولسٹروں سے ریوالور بھی لٹک رہے تھے۔ اس نے اندر جا کر فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"بیٹھ جاؤ" ـــــ خیمے کے اندر رکھی ہوئی ایک چھوٹی سی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے فلسطینی لیڈر شاکر سرات نے سنجیدہ لہجے میں آنے والے سے کہا اور وہ شخص بڑے مودبانہ انداز میں میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ میز کی ایک سائیڈ پر جدید قسم کی مشین گن رکھی ہوئی تھی۔ جبکہ ایک فائل میز پہ بند پڑی ہوئی تھی۔

"سر! ـــ رپورٹ حاضر ہے" ـــــ آنے والے نے ہاتھ میں پکڑی

دیٰ سرخ رنگ کی فائل شاکر سرات کے سامنے بڑے مودبانہ انداز میں ھتے ہوئے کہا۔ اور شاکر سرات نے سر ہلاتے ہوئے فائل کو کھولا ا اس کے مطالعے میں مصروف ہو گئے فائل میں آٹھ کاغذ تھے جن ٹائپ شدہ مسودہ تھا۔

شاکر سرات کافی دیر تک ان کاغذات کو پڑھتے رہے۔ پھر ہوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

"رپورٹ تو بے حد امید افزا ہے عثمان! ـــ لیکن ـــــ" کر سرات نے خلائیں گھورتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا سر" ـــــ آنے والے نے جس کا نام عثمان تھا چونکتے ہوئے پوچھا۔

"حالات ہماری توقع سے کہیں زیادہ خراب ہوتے جا رہے ہیں ارے سائنسدانوں کی اس نئی ایجاد کا فائدہ اٹھانے کے لئے ہمارے س وقت بے حد کم ہے" ـــــ شاکر سرات نے کہا۔

"جناب! ـــ یہ ایجاد جسے الیف۔ ایم۔ ون کا نام دیا گیا ہے۔ اسرائیل کے لئے انتہائی تباہ کن ثابت ہو سکتی ہے" ـــــ عثمان نے کہا۔

"میں نے رپورٹ پڑھ لی ہے ـــــ الیف۔ ایم۔ ون واقعی انتہائی تباہ کن اور جدید ایجاد ہے ـــــ لیکن اس کا استعمال کیسے کیا سکتا ہے ـــــ اس ایجاد سے یہ تو فائدہ ضرور ہو گا کہ ہم مستقل طور اسرائیل کو خوف میں مبتلا رکھ سکتے ہیں ـــــ لیکن اس کو انتہائی حساس جگہ پر فٹ کرنا کم از کم ہمارے آدمیوں کے لئے ناممکن

ہے ۔۔۔ اس کا طریقہ کار انتہائی پیچیدہ ہے ۔۔۔ البتہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے اگر چاہیں تو اسے نصب کر سکتے ہیں ۔۔۔ لیکن اس بار معاملات خراب ہوتے جا رہے ہیں ۔۔۔ میرے پاس جو اطلاعات اب تک پہنچی ہیں ان کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس والے صحرائے سینا کی طرف سے اسرائیل میں داخل ہوتے ہیں اور انہیں الحراب کے قریب اسرائیلی خفیہ تنظیموں نے گھیر لیا ہے ۔۔۔ اور شاید اب تک وہ گرفتار بھی ہو چکے ہوں" ۔۔۔ شاکر سرات نے دلگیر لہجے میں کہا۔

"اگر ایسا ہے تو انہیں ان تنظیموں سے چھڑایا بھی جا سکتا ہے" عثمان نے جواب دیا۔

"دیکھو! ۔۔۔ کوشش تو کریں گے ۔۔۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ انہیں فوری طور پر گولی مار کر ہلاک کر دینا زیادہ پسند کریں گے ۔۔۔ بہرحال ٹھیک ہے ۔۔۔ تم جاؤ ۔۔۔ ابھی اس کے استعمال کا وقت نہیں آیا ۔۔۔ جب ایسا موقع آئے گا تو پھر میں تمہیں کال کروں گا" ۔۔۔ شاکر سرات نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عثمان اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دوبارہ فوجی انداز میں سیلوٹ مارا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا خیمے سے باہر نکل گیا۔

عثمان کے جانے کے بعد شاکر سرات نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو خیمے کا پردہ ہٹا اور ایک اور مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔

"سپیشل ٹرانسمیٹر لاؤ" ۔۔۔ شاکر سرات نے اسے تحکمانہ لہجے میں کہا اور نوجوان تیزی سے واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر لا کر شاکر سرات کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ اور خود واپس چلا گیا۔ شاکر سرات نے اس پر فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ۔۔۔ ہیلو ۔۔۔ چیف باس کالنگ ریڈ فائر ۔ اوور" ۔۔۔ شاکر سرات نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ۔۔۔ ریڈ فائر اٹنڈنگ ۔ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

"مشن پی کے متعلق کیا رپورٹ ہے ۔ اوور" ۔۔۔ شاکر سرات نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"مزید کوئی رپورٹ نہیں ملی جناب! ۔۔۔ میں نے عاطف سے لنک کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کال ریسیو ہی نہیں ہو رہی ۔ اوور" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اردگرد کے علاقوں میں اپنے آدمیوں سے بات کرو ۔۔۔ شاید کچھ معلومات مل جائیں ۔ اوور" ۔۔۔ شاکر سرات نے کہا۔

"میں نے بے حد کوشش کی ہے جناب! ۔۔۔ لیکن اس ساری کارروائی کو انتہائی خفیہ رکھا جا رہا ہے ۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"پی ۔ ایم کے متعلق کیا رپورٹ ہے ۔ اوور" ۔۔۔ شاکر سرات نے پوچھا۔

"پی ۔ ایم بدستور ہسپتال میں ہے ۔۔۔ اس کی حالت ٹھیک ہونے کی بجائے خراب ہوتی جا رہی ہے اور کبھی کبھی تو ڈاکٹر مایوس

ہو جاتے ہیں ــــ اب یہ اطلاع ملی ہے کہ اُسے ایکریمیا منتقل کرنے کا پروگرام بنایا جا رہا ہے۔ اوور“ ــــ ریڈ فائر نے جواب دیا۔

”ہوں ــــ اس سے یہ فائدہ تو ہو گا کہ مین مشن مزید ملتوی ہو جائے گا۔ اوور“ ــــ شاکر سرات نے کہا۔

”یس سر ــــ حالات تو اسی نہج پر جا رہے ہیں جناب۔ اوور“۔ ریڈ فائر نے جواب دیا۔

”اچھا مشن پی کے متعلق آخری اطلاع کے لئے کوشش جاری رکھو ــــ جیسے ہی کوئی اطلاع ملے ــــ مجھے فوراً بتاؤ۔ یہ موجودہ وقت میں بے حد اہم ہے ــــ اوور اینڈ آل“ ــــ شاکر سرات نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ان کے چہرے پر امید و بیم کی ملی جلی کیفیت کے آثار نمایاں نظر آ رہے تھے۔ مشن پی سے ان کا مطلب پاکیشیا سیکرٹ سروس تھا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جس طرح گھیر آ گیا تھا اس سے ان کا بچ نکلنا بظاہر ناممکن نظر آتا تھا۔ لیکن پھر بھی ان کے دل کے کسی کونے سے یہ آواز ضرور آتی تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی اس طرح گرفتاری یا ہلاکت ناممکن ہے۔ شاید یہ اس سیکرٹ سروس کے سابقہ کارناموں کا اثر تھا۔

وہ چند لمحے غور کرتے رہے۔ پھر وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

اسرائیلی ایئر فورس کے لڑاکا اور بمبار جہازوں کا پورا اسکواڈرن کافی دیر تک میزائلوں کی بارش کرنے کے بعد واپس مڑ گیا۔ صحرا کی فضا میں دھماکوں کی گونج ابھی تک سنائی دے رہی تھی۔

جب جہاز واپس چلے گئے تو ایک ٹیلے کے پیچھے تقریباً ریت میں دفن عمران تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے انسانی چیخوں کے ساتھ ساتھ انسانی اعضا کو بھی ہوا میں اڑتے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے اس کے چہرے پر شدید دہشت کے آثار نمایاں تھے۔ میزائلوں کے پھٹنے کی وجہ سے ہر طرف ریت کا طوفان آیا ہوا تھا۔ اور اس ریت نے اڑ اڑ کر اسے تقریباً ریت میں دفن کر دیا تھا۔ وہ ٹیلے کے پیچھے سے نکل کر تیزی سے تباہ شدہ ہیلی کاپٹروں کے ملبے کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے اس نے اپنے ساتھیوں کو مختلف جگہوں سے کھڑے ہوتے دیکھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس خوفناک بمباری کا نتیجہ سامنے آ گیا۔ فضا میں اڑنے والے

انسانی اعضا عاطف کے تھے۔ جو سب سے آخر میں ہیلی کاپٹر سے نیچے اترا تھا اور دوڑتے ہوئے میزائل کی زد میں آ گیا تھا۔ جبکہ چوہان خاصا زخمی ہو گیا تھا۔ اس کے دونوں بازوؤں پر میزائلوں کے ٹکڑوں نے خاصے گہرے زخم ڈال دیئے تھے۔ باقی افراد محفوظ تھے۔ معمولی سے زخم البتہ کئی افراد کو آئے تھے۔ لیکن وہ قابل برداشت تھے۔

جولیا اور عمران نے مل کر چوہان کی مرہم پٹی کر دی تھی۔ چوہان بیہوش تھا۔ عمران اس کے سینے کی مالش کر کے اسے ہوش میں لے آنے میں کامیاب ہو گیا اور چوہان کے کراہنے اور پھر آنکھیں کھولنے پر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اس خوفناک بمباری نے عاطف کی قربانی لے لی ـــــ موجودہ حالات میں عاطف کی شہادت ہمارے لئے بہت سے مسائل پیدا کر سکتی ہے ـــــ بہرحال ٹیم بچ گئی ہے یہ اللہ کا شکر ہے۔ لیکن اب یہاں سے نکلنے کی کرو۔ کیونکہ ابھی یہ جیپیں یہاں پہنچ جائیں گی۔" عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اب باقی کتنا فاصلہ رہ گیا ہے ـــــ ہمارے پاس نہ تو خورد و نوش کا سامان ہے اور نہ پانی ـــــ ایسی صورت میں ہم کیسے اس صحرا کو پار کریں گے ـــــ؟" جولیا نے کہا۔

"پانی کی بجائے میرا خون حاضر ہے ـــــ اور خورد و نوش کے لئے میرا گوشت ـــــ بہت نرم اور مزے دار ہو گا ـــــ لیکن صرف جولیا کے لئے یہ سب کچھ حاضر ہے ـــــ باقی تو ظاہر ہے میری خوراک بن سکتے ہیں ـــــ میں ان کی نہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔ اور عمران کا یہ فقرہ گو بالکل بے موقع تھا۔ لیکن اس فقرے کا یہ اثر ضرور ہوا کہ سب کے چہرے پر اس خوفناک بمباری اور عاطف کی ہلاکت کی وجہ سے چھائی ہوئی مردنی یکلخت دور ہو گئی۔ اور وہ سب مسکرا دیئے۔

اس کے بعد وہ سب تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ کیونکہ اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم یہاں پہنچنے والی جیپوں میں سے کوئی ایک جیپ اڑا لیں" ـــــ چند لمحوں بعد جولیا نے کہا۔

"اور اگر وہ جیپیں ہمیں اڑا کر عالم بالا تک چھوڑ آئیں تو" ـــــ عمران نے جواب دیا اور جولیا خفت بھرے انداز میں ہنس پڑی وہ خاصی تیز رفتاری سے سفر طے کر رہے تھے۔ عمران بار بار کسی ٹیلے پر چڑھ کر پیچھے دیکھتا اور پھر انہیں آگے بڑھنے کا اشارہ کر دیتا۔

انہوں نے ابھی تقریباً ایک کلو میٹر کا فاصلہ ہی طے کیا ہو گا کہ اچانک عمران کی نظروں نے دور جاتی ہوئی دو جیپوں کو دیکھ لیا۔ وہ جیپیں شمالاً جنوباً جا رہی تھیں جب کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا رخ مغرب کی طرف تھا۔

"اوہ! ـــــ جلدی کرو ـــــ قدرت نے بچ نکلنے کی سبیل پیدا کر دی ہے ـــــ جلدی کرو۔ دوڑو ـــــ ہم نے ان جیپوں کو روکنا ہے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور عمران کے ساتھیوں کے نڈھال جسموں میں جیسے برقی توانائی کی لہریں سی دوڑ گئیں۔ اور پھر وہ سب بے تحاشا ان جیپوں کی طرف دوڑ پڑے۔ جیپیں بھی اب رک گئی تھیں۔ شاید

جیپوں میں سوار افراد نے بھی انہیں اس طرح صحرا میں پیدل بھاگتے
دیکھ لیا تھا۔

تھوڑی دیر میں عمران سب سے پہلے ان جیپوں تک پہنچ گیا
قریب پہنچنے پر اس نے دیکھا کہ دونوں جیپوں میں دو دو مسلح فوجی تھے
اور پچھلی سیٹوں پر جو سامان لدا ہوا تھا ان پر ترپالیں پڑی ہوئی تھیں
دونوں ملٹری جیپیں تھیں۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسموں پر چونکہ فوجی وردیاں تھیں
اس لئے جیپوں میں مسلح فوجی سپاہیوں نے بھی جیپیں روک لی تھیں
عمران وغیرہ کے قریب پہنچتے ہی وہ چاروں فوجی جیپوں سے اتر
کر دو تین قدم آگے بڑھ آئے۔ ان چاروں کے چہروں پر انتہائی
حیرت کے آثار نمایاں تھے۔ کندھوں پر لٹکی ہوئی مشین گنیں البتہ انہوں
نے اتارنے کی کوشش ہی نہ کی تھی۔

"تم کس رجمنٹ سے متعلق ہو اور اس طرح"۔۔۔ ایک فوجی نے
ایک قدم اور آگے بڑھاتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا تعلق عزرائیل رجمنٹ سے ہے"۔۔۔ عمران نے اس کا
فقرہ ختم ہونے سے پہلے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں
پکڑی ہوئی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ٹیٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ
ہی وہ چاروں فوجی چیختے ہوئے ڈھیر ہو گئے۔ مشین گن سے نکلنے
والی گولیوں کی بوچھاڑ نے ایک لمحے میں ان کے جسموں کو چھلنی کر دیا
تھا۔ اسی لمحے عمران کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔ عمران نے تیزی
سے آگے بڑھ کر جیپوں میں لدے ہوئے سامان پر سے ترپال ہٹائی اور

پھر مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔

"یہ توپوں کے سپیئر پارٹس ہیں۔۔۔ جلدی اتارو ان سب کو۔۔۔
جلدی کرو۔۔۔ وہ لوگ کسی بھی لمحے ہمارے سروں پر پہنچ سکتے ہیں"
عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی جیپوں میں لدے ہوئے
سامان پر پل پڑے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے جیپیں خالی ہو گئیں۔ اور پھر
ایک جیپ کا سٹیئرنگ عمران نے سنبھالا جب کہ دوسری جیپ صفدر
نے سنبھال لی اور باقی ساتھی اچھل اچھل کر سوار ہو گئے۔ سپاہیوں
کی مشین گنیں البتہ انہوں نے اچک لی تھیں۔

دوسرے لمحے دونوں جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑنے لگیں
عمران نے جیپ کا رخ شمالاً جنوباً کی بجائے موڑ کر مغرب کی طرف
کر دیا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کرنل ڈیوڈ کی جیپیں ان کی لاشیں
تباہ شدہ ہیلی کاپٹروں کے قریب نہ دیکھ کر وہ اسی طرف کو جیپیں
بھگائیں گے۔ اور وہ ان کے آنے سے پہلے شط میں داخل ہو جانا
چاہتا تھا۔

دونوں جیپیں خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی گئیں
اور پھر تھوڑی دیر بعد کھجوروں کے جھنڈ کے ایک طویل سلسلہ کو
کراس کر کے وہ کھیتوں کے درمیان ایک کچی سڑک پر پہنچ گئے اب
آبادی کے آثار دور سے نظر آنے لگ گئے تھے۔ اور پھر عمران نے
ایک پرانی وضع کے خاصے بڑے مکان کے سامنے جیپ روک دی۔
اس مکان کا لکڑی کا پرانا پھاٹک بند تھا۔ عمران اچھل کر نیچے اتر آیا۔

"ٹائیگر اور صفدر!۔۔۔ تم دونوں ان جیپوں کو آگے لے جاؤ اور

پھر انہیں اسی طرح موڑ کر خاصے فاصلے پر چھوڑ کر کسی اور راستے واپس آجاؤ ــــ تاکہ اگر کرنل ڈیوڈ پیچھے آئے بھی سہی تو وہ ٹائروں کے نشانات سے مغالطہ کھا کر آگے نکل جائے ــــ ہم اس مکان میں ہوں گے ــــ جاؤ ہری اپ" ــــ عمران نے نیچے اترتے ہی کہا اور ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے سٹیرنگ سنبھال لیا۔ دوسرے لمحے دونوں جیپیں جھٹکے سے آگے بڑھ گئیں۔

عمران نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اس نے لکڑی کے پھاٹک کو دھکیلا۔ پھاٹک اندر سے بند نہ تھا اس لئے کھل گیا اور وہ سب تیزی سے اندر داخل ہو گئے۔ مکان کا احاطہ خاصا بڑا تھا سامنے دو بڑے بڑے کمرے نظر آرہے تھے جن کے سامنے ایک برآمدہ تھا پورا مکان کچی مٹی کا بنا ہوا تھا اور بالکل دیہاتی انداز کا تھا۔

عمران نے چوہان کو پھاٹک بند کرنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ سب ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑے آگے بڑھنے لگے۔

"چوہان! ــ تم یہیں پھاٹک کے قریب ہی رہو ــ ٹائیگر اور صفدر واپس آئیں گے" ــــ عمران نے اندر جاتے ہوئے مڑ کر چوہان سے کہا۔ اور چوہان وہیں رک گیا۔

اور پھر انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ ایک کمرے سے ایک انتہائی موٹے جسم اور چھوٹے قد کا عرب باہر نکلتا نظر آیا۔ اس کی سیاہ رنگ کی داڑھی اس کے آدھے پیٹ پر پھیلی ہوئی تھی۔

"خبردار! ــ ورنہ بھون ڈالیں گے" ــــ عمران نے اسے دیکھتے ہی چیخ کر کہا اور موٹے عرب کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹ گئیں

اس کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا تھا۔ عمران دوڑ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔ اور اس نے مشین گن کی نال اس کے بے تحاشا پھیلے ہوئے اور ابھرے ہوئے پیٹ پر جما دی۔ موٹا عرب بری طرح کانپ رہا تھا۔ عمران کے ساتھی تیزی سے کمروں میں گھس گئے۔ لیکن چند لمحوں بعد ہی وہ باہر آگئے۔

"اور کوئی نہیں ہے" ــــ تنویر نے واپس آکر کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا" ــــ؟ عمران نے سخت لہجے میں موٹے عرب سے پوچھا۔

"مم ــ میں شیخ سالم ہوں" ــــ موٹے عرب نے خوف کی شدت سے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ ٹرانسمیٹر اندر گھاس میں چھپا ہوا تھا" ــــ اچانک جولیا نے اندر سے نکلتے ہوئے عمران سے کہا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک جدید قسم کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس ٹرانسمیٹر کو دیکھتے ہی شیخ سالم کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی۔

"تو تم اسرائیلیوں کے ایجنٹ ہو ــ ہوں" ــــ عمران نے ٹرانسمیٹر دیکھ کر ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اسرائیلیوں کے" ــــ شیخ سالم کے جسم کو عمران کا فقرہ سن کر ایک زوردار جھٹکا لگا۔

"تت ــ تو ــ تم ــ تم اسرائیلی فوجی نہیں ہو" ــــ شیخ سالم نے بری طرح ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارا تعلق ریڈ فائر سے تو نہیں ــــ عاطف کو جانتے

ہو" ___؟ عمران نے پوچھا۔

"ریڈ فائر ___ عاطف ___ نہیں جناب! ___ میں تو غریب دیہاتی ہوں ___ یہ مشین باہر کھیتوں میں پڑی تھی میں اٹھا لایا جناب! میں بالکل بے قصور ہوں ___ بالکل جناب" ___ شیخ سالم نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے پھاٹک کھلا اور صفدر اور ٹائیگر اندر آ گئے۔ لیکن ان کے جسموں پر مقامی عربی لباس تھا۔ فوجی وردیاں نہ تھیں۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے اندر آ گئے۔

"لباس کیسے بدل لیا" ___؟ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"کرنل ڈیوڈ کی جیپیں اس علاقے میں پہنچ چکی ہیں۔ اس لئے ہمیں پہچان لیا جاتا ___ چنانچہ ہم نے دو مقامی عربوں کو یہاں سے دور آبادی کی ایک گلی میں گھیر کر بیہوش کیا اور ان کا لباس اتار کر اوپر پہن لیا ہے" ___ صفدر نے قریب آتے ہوئے جواب دیا۔

"کرنل ڈیوڈ کی جیپیں پہنچ چکی ہیں ___ تمہیں کیسے معلوم ہوا" ___؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"صحرا کی طرف سے دس کے قریب جیپیں مختلف راستوں سے شطہ کی حدود میں داخل ہوئی ہیں ___ اب وہ تلاشی شروع کر رہے ہیں ___ میں نے ایک عرب کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ انہیں روک کر فوجیوں نے ہمارے بارے میں پوچھا تھا" ___ صفدر نے جواب دیا

"آپ لوگ اسرائیلی فوجی نہیں ہیں ___ اوہ! کہیں آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آدمی تو نہیں" ___ شیخ سالم جو خاموش کھڑا صفدر

اور عمران کے درمیان انگریزی میں ہونے والی گفتگو سن رہا تھا بوکھلائے ہوئے انداز میں بول پڑا۔

"تم انہیں کیسے جانتے ہو" ___؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اوہ! ___ ٹھیک ہے ___ اب میں سمجھ گیا کہ کرنل ڈیوڈ کی جیپیں کسی عام آدمی کا تعاقب نہیں کر سکتیں ___ آپ لوگ فوجی وردیوں میں ہیں اس لئے میں آپ کو نہ پہچان سکا ___ سنیں! میرا نام شیخ سالم ہے اور میں شطہ میں ریڈ فائر کا چیف ہوں ___ مجھے چیف کی طرف سے خصوصی ہدایات دی گئی تھیں کہ آپ لوگوں کو صحرا میں جی۔ پی۔ فائیو اور ریڈ آرمی نے گھیر لیا ہے ___ انہوں نے کہا تھا کہ اگر آپ لوگوں میں سے کوئی یہاں تک پہنچے تو اس کی ہر ممکن امداد کی جائے ___ ہمارے آدمی پورے شہر میں آپ کی ٹوہ میں ہیں اور یہ اتفاق ہے کہ آپ براہ راست میرے پاس پہنچ گئے ہیں" ___ شیخ سالم نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"کوئی ثبوت دو کہ تم واقعی ریڈ فائر سے متعلق ہو" ___ عمران نے بے یقینی کے سے انداز میں پوچھا۔ کیونکہ ایسے حالات میں کسی پر اندھا دھند اعتماد کرنا انتہائی خطرناک بھی ثابت ہو سکتا تھا۔

"میں آپ کی باس سے بات کرا دیتا ہوں ___ آپ خود ہی تسلی کر لیں" ___ شیخ سالم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹرانسمیٹر پر ___ ارے نہیں ___ ٹرانسمیٹر مت استعمال کرنا۔ وہ فوراً چیک ہو جائے گا ___ اگر ٹرانسمیٹر کا مسئلہ ہوتا تو میں کب کا بات کر چکا ہوتا ___ ابھی تک ہم اسی لئے محفوظ رہے ہیں کہ ہم نے ٹرانسمیٹر

استعمال نہیں کیا" ـــــ عمران نے زور دے کر کہا۔

"تو پھر میں کیا ثبوت دے سکتا ہوں" ـــــ شیخ سالم نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، اچانک مکان کے باہر دو تین جیپوں کے رکنے کی آواز سنائی دی۔

"اوہ!۔۔ وہ آ گئے" ـــــ عمران نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

"آیئے میرے ساتھ ـــ جلدی" ـــــ شیخ سالم نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ برق رفتاری سے دوڑتا ہوا کمرے کی طرف لپکا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے لپکے۔

شیخ سالم تیزی سے کمرے میں پڑے ہوئے گھاس کے بڑے گھٹڑ کے پاس پہنچا اور اس نے گھاس کے قریب دیوار پر زور سے پیر مارا۔ دوسرے لمحے کچی دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہو گیا۔ جس میں سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔

"نیچے تہہ خانے میں چلے جایئے" ـــــ شیخ سالم نے کہا اور عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور آخر میں خود بھی نیچے اتر گیا۔ شیخ سالم نے دوبارہ پیر مار کر دروازہ بند کر دیا۔ اور پھر تیزی سے واپس مڑا۔ لیکن جیسے ہی وہ کمرے سے باہر نکلا۔ دیوار کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور مشین گن ہاتھ میں پکڑے عمران تیزی سے اُسے کراس کر کے کمرے کے دروازے کی طرف آ گیا۔ وہ اس دروازے کا سسٹم سمجھ گیا تھا اس لئے اُسے باہر آنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ وہ برآمدے میں پہنچ کر دروازے کے پٹ کی اوٹ میں رک گیا۔ دراصل

وہ چوہے دان میں پھنس کر بے بس نہ ہونا چاہتا تھا۔ اُسے ابھی تک شیخ سالم پر مکمل اعتماد نہ ہوا تھا۔ اس لئے وہ خود صورت حال کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔

شیخ سالم اب انتہائی تیز رفتاری سے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا پھاٹک کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پھاٹک کو باہر سے انتہائی بے دردی سے پیٹا جا رہا تھا۔ شیخ سالم نے قریب جا کر جلدی سے پھاٹک کھول دیا۔ دوسرے لمحے بیس کے قریب فوجی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے تیزی سے اندر داخل ہوئے اور ان میں سے ایک نے چیخ کر شیخ سالم کو ہاتھ اٹھانے کے لئے کہا۔ شیخ سالم نے ہاتھ اٹھا لئے۔ باقی فوجی تیزی سے ادھر اُدھر پھیل گئے۔ لیکن وہ کمپاؤنڈ تک ہی محدود رہے۔ وہ برآمدے یا کمروں کی طرف نہ آئے تھے۔

"فوجی وردیوں میں خطرناک لوگ ادھر آتے ہیں ـــ بتاؤ کہاں ہیں وہ لوگ" ـــــ ؟ ایک فوجی نے چیخ کر شیخ سالم سے کہا۔

"خطرناک لوگ ـــ جناب!۔۔ یہاں تو کوئی نہیں آیا ـــ میں اندر سو رہا تھا ـــ غریب دیہاتی ہوں جناب!۔۔ یہاں کون آ سکتا ہے"۔ شیخ سالم نے خوف سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو ـــ سیدھی طرح اُگل دو ـــ کہاں چھپایا ہے انہیں" ـــــ اسی فوجی نے مشین گن کی نال شیخ سالم کے اُبھرے ہوئے پیٹ میں زور سے دباتے ہوئے کہا اور شیخ سالم کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

"سچ ـــ جناب!۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں ـــ آپ دیکھ لیں"۔

شیخ سالم نے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ شیخ سالم صحیح آدمی ہے۔

"مارکر! ___ چیک کرو ___ ایک ایک اینٹ چیک کرو۔ جلدی"۔ اسی آفیسر نے چیخ کر کہا اور فوجی تیزی سے برآمدے اور کمروں کی طرف دوڑ پڑے۔

عمران سانپ جیسی تیزی سے واپس مڑا اور چند ہی لمحوں میں وہ دوبارہ سیڑھیوں پر پہنچ کر دروازہ بند کر چکا تھا۔ البتہ وہ بند دروازے کے ساتھ ہی کان لگائے کھڑا تھا۔ اس کے ساتھی نیچے تہہ خانے میں تھے۔ وہ عمران کو یہاں سے صاف نظر آرہے تھے۔ عمران نے اشارہ کر کے انہیں خاموش رہنے کے لئے کہا۔

چند لمحوں بعد کمرہ بھاری بوٹوں سے گونج اٹھا۔ واقعی فرش اور دیواروں پر مشین گنوں کے بٹ مار مار کر چیک کیا جا رہا تھا۔ کہ کہیں کوئی تہہ خانہ تو نہیں۔

عمران نے اس جگہ پر ہاتھ رکھ کر اسے زور سے دبا رکھا تھا۔ جہاں سے دوسری طرف سے ضرب لگا کر دروازہ کھولا جا سکتا تھا تاکہ اگر عین اس جگہ ضرب لگ بھی جائے تو عمران کی طرف سے دباؤ ہونے کی وجہ سے میکنزم حرکت میں نہ آسکے۔

اور پھر وہی ہوا۔ ایک ضرب عین اس جگہ پر لگی لیکن عمران کے حفظ ماتقدم کی وجہ سے خطرہ ٹل گیا۔ ورنہ یقیناً دروازہ کھل جاتا۔

تھوڑی دیر بعد کمرہ خالی ہو گیا۔ اور عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔ چند لمحوں بعد بھاری بوٹوں کی آوازیں دوبارہ گیٹ کی طرف جاتی سنائی دیں اور عمران دوبارہ دروازہ کھول کر باہر آگیا۔

اور پھر جب عمران برآمدے میں پہنچا تو اس نے شیخ سالم کو پھاٹک بند کر کے تیزی سے واپس آتے دیکھا۔

"چلے گئے یہ لوگ" ___ عمران نے اس کے برآمدے میں پہنچتے ہی پوچھا۔

"اوہ! ___ ہاں جناب! ___ اللہ نے معجزہ دکھایا ہے جناب! ___ ایک فوجی نے عین اس جگہ مشین گن کا بٹ مارا تھا ___ جہاں ضرب لگانے سے دروازہ کھلتا ہے ___ میری تو روح فنا ہو گئی جناب! ___ لیکن جناب معجزہ ہوا کہ اتنی زوردار ضرب لگنے کے باوجود نمودار نہ ہوا ___ واقعی اللہ تعالیٰ جب چاہے اپنے بندوں کو اپنے معجزے دکھا دے"۔ ___ شیخ سالم نے بڑے عقیدت مندانہ لہجے میں آسمان کی طرف منہ کرتے ہوئے کہا۔

"اللہ میاں معجزے دکھانے کے لئے بندے بھی بھیجا کرتا ہے۔ اب دیکھو! ___ اس قدر موٹاپے کے باوجود تمہاری تیز رفتاری ایک معجزہ نہیں ہے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور شیخ سالم ہی ہی کر کے ہنس پڑا۔ ہنسنے کی وجہ سے اس کا پیٹ اس طرح تھرتھرانے لگا جیسے ٹھہرے ہوئے پانی میں پتھر پھینکنے سے لہریں پیدا ہوتی ہیں اور عمران کو اپنا خالہ جاد قاسم یاد آگیا۔ وہ بھی ایسا ہی موٹا اور شیخ سالم کی طرح معصوم ذہن کا مالک ہے۔

"اچھا اب یہ تھرتھرا کر ہنسنا بند کرو ___ پہلے یہ بتاؤ کہ اب یہاں سے تل ابیب جانے کا کیا طریقہ ہوگا" ___ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تل ابیب! ___ جناب! میں نے ایک سادہ سا طریقہ سوچا تھا۔

جب چیف باس نے مجھے کہا کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یا اس کے کسی آدمی کا پتہ چل جائے تو اُسے تل ابیب پہنچا دو ۔۔۔ تو میں نے طریقہ سوچنا شروع کر دیا ۔۔۔ بس میں سوچتا رہا ۔۔۔ سوچتا رہا ۔۔۔" شیخ سالم نے کہا۔

"اور سوچتا ہی رہا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اس کا فقرہ مکمل کیا تو شیخ سالم ایک بار پھر ہنس ہنس کر ہنسنے لگا۔

عمران اُسے ہنستا ہوا چھوڑ کر تہہ خانے کی طرف مڑ گیا۔ پھر اس کے آواز دینے پر اس کے ساتھی تہہ خانے سے واپس کمرے میں آ گئے۔ اور تہہ خانے کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

"ہاں تو شیخ سالم! ۔۔۔ تمہاری سوچ کا کچھ نتیجہ بھی نکلا ۔۔۔ یا ابھی تک سوچ ہی رہے ہو" ۔۔۔ عمران نے شیخ سالم سے ایک بار پھر مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب! ۔۔۔ نتیجہ نکلا تو نہیں ۔۔۔ البتہ میں نے اُسے نکال لیا ہے جناب! ۔۔۔ میں آپ سب کو گشتی قہوہ خانے کی شکل میں تل ابیب لے چلوں گا" ۔۔۔ شیخ سالم نے کہا۔

"گشتی قہوہ خانہ ۔۔۔ وہ کیا ہوتا ہے" ۔۔۔؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔ اور عمران کے ساتھی بھی یہ الفاظ سن کر حیرت سے شیخ سالم کو دیکھنے لگے۔

"جناب! ۔۔۔ ہمارے یہاں قہوہ خانوں کا بڑے قدیم عرصے سے رواج چلا آ رہا ہے ۔۔۔ مخصوص قسم کی بیل گاڑیوں میں ہم قہوہ کی بھری ہوئی صراحیاں لے کر چلتے ہیں اور مخصوص قسم کا لباس پہن کر ایک

عورت بڑے ناز و انداز سے گاہکوں کو قہوہ دیتی ہے ۔۔۔ اور مرد ان بیل گاڑیوں کے آگے مخصوص قسم کا ناچ کرتے ہوئے چلتے ہیں۔ اس طرح سفر طے کر لیا جاتا ہے اور کسی کو شک نہیں ہو سکتا ۔۔۔ میں نے عورت، بیل گاڑیوں، قہوے کی مخصوص صراحیوں اور مخصوص لباسوں کا انتظام کر لیا ہے ۔۔۔ اگر آپ پسند کریں تو ایسا کر لیتے ہیں" ۔۔۔ شیخ سالم نے بڑے معصوم سے انداز میں کہا۔

"کرنل ڈیوڈ بہت شکی مزاج آدمی ہے ۔۔۔ وہ باقاعدہ چیکنگ کرے گا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جناب! ۔۔۔ یہ عربوں کی مخصوص رسم ہے ۔۔۔ اور جناب! ۔۔۔ اس قافلے کو ہمارے ہاں تقدس کا درجہ حاصل ہے اور اسے چیک کرنے کا مطلب ہے ہمارے مقدس رواج کی توہین ۔۔۔ اسرائیلی چاہے کچھ کر لیں وہ ہمارے تقدس کی توہین نہیں کر سکتے۔ ورنہ سارے عرب ان کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں گے" ۔۔۔ شیخ سالم نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا اور عمران اس موٹے شخص کی معصومیت پر دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ اسرائیل پوری دنیا کے مسلمانوں کے مقدس مقامات کی توہین کرنے پر تلا ہوا ہے اور یہ موٹا اس گشتی قہوہ خانے کو اتنا مقدس بتا رہا ہے۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ آزمانے میں کوئی حرج نہیں ۔۔۔ اور ساتھ ایک عورت ہوتی ہے یا دو تین" ۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"جتنی بیل گاڑیاں اتنی ہی عورتیں ۔۔۔ ہر بیل گاڑی کے ساتھ چار مرد ہوتے ہیں" ۔۔۔ شیخ سالم نے بتایا۔

"زیادہ سے زیادہ کتنی بیل گاڑیاں ہوتی ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"چار جناب"۔۔۔ شیخ سالم نے جواب دیا۔

"اس طرح ہم کتنے مہینوں میں تل ابیب پہنچیں گے"۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر مہینوں پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"جناب!۔۔۔ ہم بیل گاڑیوں پر صرف اطاکیہ تک جائیں گے۔ وہاں سے ہم کاروں کے ذریعے بڑی آسانی سے آگے سفر کر سکتے ہیں۔ اور اطاکیہ یہاں سے صرف بارہ کلومیٹر ہے اور یہ فاصلہ ہم زیادہ سے زیادہ چار ساعتوں میں طے کر لیں گے جناب"۔۔۔ شیخ سالم نے کہا اور عمران نے اس بار زیادہ مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ شیخ سالم ذہنی طور پر اتنا معصوم بھی نہیں ہے جتنا وہ اسے سمجھ رہا ہے۔

"جناب!۔۔۔ میرے منصوبے کے مطابق ہم یہاں سے اطاکیہ جائیں گے۔۔۔ وہاں سے میرے آدمی آپ کی جگہ لے لیں گے جو اس گشتی قہوہ خانے کو تل ابیب لے جائیں گے تاکہ اگر کسی کو شک بھی ہو تو دور ہو جائے"۔۔۔ شیخ سالم نے کہا۔

"گڈ!۔۔۔ واقعی یہ اچھا آئیڈیا ہے۔۔۔ سادہ اور معصوم سا۔۔۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ تم انتظام کرو۔۔۔ چار بیل گاڑیاں تیار کر دو۔ دس آدمی ہم ہیں۔۔۔ چار آدمی تمہارے بیل گاڑیاں ہانکیں گے۔۔۔ ایک تم ساتھ ہو جانا اور تین عورتیں ساتھ لے لینا"۔۔۔ عمران نے شیخ سالم کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"تین عورتیں۔۔۔ چار مرد اور ایک میں۔۔۔ مگر جناب! ہر بیل گاڑی پر ایک عورت کا ہونا لازمی ہے۔۔۔ اور پھر جناب!۔۔۔ ناچنے والے بھی ضروری ہیں۔۔۔ دو قافلے بنا لیتے ہیں"۔۔۔ شیخ سالم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے ساتھ ایک عورت ہے جس کے ناز نخرے تمہاری تین عورتوں سے بھی زیادہ ہیں۔۔۔ باقی رہے ناچنے والے۔۔۔ تو تم فکر نہ کرو۔ ہم ناچنا بھی جانتے ہیں اور نچانا بھی"۔۔۔ عمران نے مسکرا کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔

"لیکن عمران صاحب!۔۔۔ یہ کوئی مخصوص رقص ہوگا جو ہمیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"موت کے رقص سے مشکل کوئی رقص نہیں ہوتا کیپٹن!۔۔۔ اور جو لوگ موت کا رقص جانتے ہوں۔ وہ سب کچھ کر لیتے ہیں۔۔۔ زیادہ آدمیوں سے مسئلہ خراب بھی ہو سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ ہم تیار ہیں"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

یہ واقعی ان سب کے لئے ایک نیا تجربہ تھا۔

ختم شد

سرزمینِ اسرائیل پر موت اور خون میں ڈوبا ہوا یادگار ایڈونچر

ہیکلِ سلیمانی

حصہ دوم

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

- عمران اور سیکرٹ سروس کے اسرائیل میں داخلے کے ساتھ ہی آسمان سے برسنے اور زمین سے اُبلنے والی موت نے سب کو گھیر لیا۔
- اسرائیل کا سپیشل ٹاور — جسے ہر لحاظ سے ناقابلِ تسخیر بنا دیا گیا تھا۔ لیکن جب عمران اور اس کے ساتھی اس سے ٹکرائے تو —؟
- ریڈ آرمی کا نیا سربراہ کرنل فرانک اور جی۔ پی۔ فائیو کا کرنل ڈیوڈ دیوانے کتوں کی طرح عمران اور اس کے ساتھیوں پر جھپٹ پڑے اور —؟
- کرنل ڈیوڈ — جو آخر کار عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالنے میں کامیاب ہوگیا — کیسے —؟
- وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو موت کے کٹہرے میں بند کرکے اسرائیل کے صدر نے فوری موت کی سزا سنا دی اور پھر —؟
- کرنل بالڈون اور عمران کے درمیان چیلنج مقابلہ — جسے پوری دنیا کے ٹیلی ویژن سیٹوں پر دیکھا جا رہا تھا۔
- کیا عمران اور اس کے ساتھی یہودی سازش کا توڑ کرنے میں کامیاب ہوگئے یا —؟ موت وحشت اور تباہی میں لپٹا ہوا ایک یادگار ایڈونچر۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا دلچسپ ناول

فاؤل پلے

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

- پاکیشیا اور گریٹ لینڈ کے درمیان انتہائی سنسنی خیز کرکٹ میچ کا انعقاد۔
- مجرموں کی تنظیم آرگنائزیشن جس نے پاکیشیا ٹیم کو ہرانے کے لئے سازشوں کا جال پھیلا دیا۔ کیوں؟
- پاکیشیا ٹیم کے معروف ترین کھلاڑیوں نے بغیر کسی وجہ کے کھیلنے سے انکار کر دیا۔
- پاکیشیا ٹیم کے کھلاڑیوں کے اعصاب مفلوج کر دیئے گئے۔ کیسے اور کیوں؟
- پاکیشیا ٹیم کے کپتان نے عین میچ کے موقعہ پر کھیل سے ریٹائر ہونے کی دھمکی دے دی۔ کیا کپتان مجرموں سے مل گیا تھا یا......؟
- عمران اور سیکرٹ سروس کا مشن کیا تھا۔ کیا پاکیشیا ٹیم کے کھلاڑیوں کی جگہ انہوں نے لے لی یا......؟
- بین الاقوامی کھیلوں کے پس منظر میں ہونے والی حیرت انگیز اور سنسنی خیز کارروائی جس سے تماشائی ہمیشہ لاعلم رہتے ہیں۔
- انوکھا پس منظر۔ حیرت انگیز کہانی۔ دلچسپ واقعات۔ انتہائی منفرد انداز میں لکھی گئی تحریر۔

ناشران: **یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان**

چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون ! ہیکل سلیمانی کا دوسرا حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ آپ آدھی کتاب پڑھ چکے ہوں ۔ بقیہ آدھے حصے کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت ہیں اس لئے بھی محسوس نہیں کرتا کہ اس ناول کی کہانی نے یقیناً اپنے متعلق آپ کو اب تک بہت کچھ خود ہی بتا دیا ہوگا ۔ مجھے یقین ہے کہ جب آپ اس کہانی کے اختتام پر پہنچیں گے تو اس کہانی کا سحر آپ کو کافی عرصے تک اپنی گرفت میں لئے رکھے گا ۔ تو پھر قارئین کے خطوط کی طرف توجہ کر لیتے ہیں ۔ قارئین کے یوں تو تقریباً روزانہ ہی کئی خطوط مجھے موصول ہوتے رہتے ہیں جن میں تعریف کے ساتھ ساتھ کچھ سوالات بھی ہوتے ہیں لیکن ان سوالات میں سے زیادہ تعداد میرے ذاتی کوائف پوچھنے پر ہی مبنی ہوتی ہے اس لئے ان خطوط کا میں دانستہ پیش لفظ میں ذکر نہیں کرتا ۔ البتہ ایک خط ایسا موصول ہوا ہے جس کا ذکر میں کرنا چاہتا ہوں ۔

پرنس آفتاب پل بازار میاں چنوں سے لکھتے ہیں کہ میں نے پہلے بھی آپ کو خط لکھا تھا جس میں آپ سے میں نے ایسے میک اپ کے سامان کی تفصیل پوچھی تھی جس سے جلد کی رنگت تبدیل ہو جاتی ہو ۔ کیونکہ مجھے جلدی بیماری ہے اور جلد پر سفید دھبے ہیں ۔ میں نے بہت علاج کرایا ہے لیکن مکمل آرام نہیں آیا ۔ آپ کے ناولوں میں میک اپ سے جلد کی رنگت بھی بدل جاتی ہے ۔ اس لئے آپ مجھے اس سامان کی تفصیل بتائیں تاکہ میں بھی میک اپ کے ذریعے اپنی جلد کی رنگت درست کر سکوں ۔ اور اس خط میں انہوں نے لکھا ہے کہ اگر آپ ہمیں

میک اَپ کا سامان مہیا کردیں تو ہم آپ کو اس کا پورا معاوضہ دیں گے۔

تو برادرم پرنس آفتاب صاحب! یہ تو درست ہے کہ میک اَپ کے ایسے جدید ترین فارمولے ایجاد ہوچکے ہیں جن سے جلد کی رنگت حسب منشا تبدیل ہوجاتی ہے اور ان فارمولوں پر مبنی سامان بڑی دکانوں پر دستیاب بھی ہے اور اسے فلموں۔ ٹی وی اور سٹیج ڈراموں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے اور انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس کے افراد بھی استعمال کرتے ہیں۔ لیکن یہ میک اَپ عارضی نوعیت کا ہوتا ہے اسے بہرحال ختم کرنا پڑتا ہے آپ اسے مستقل طور پر استعمال نہیں کرسکتے۔ کیونکہ بہرحال کیمیکلز ہوتے ہیں جنہیں اگر مسلسل استعمال کیا جائے تو یہ اُلٹا جلد کی اصل رنگت کو بھی خراب کر دیتے ہیں۔ آپ اپنی بیماری کا کسی اچھے ڈاکٹر یا حکیم سے علاج کرائیں اور شرط یہ ہے کہ مستقل مزاجی سے علاج کرائیں کوئی ایسی بیماری نہیں سوائے موت کے جس کا علاج نہ ہوسکتا ہو۔ اور ظاہر ہے کہ یہ علاج مستقل نوعیت کا ہوگا۔ میں تو یہی مشورہ دے سکتا ہوں۔ باقی اگر آپ میک اَپ پر ہی مُصر ہیں تو پھر ایسا ہے کہ میں عمران تک آپکی خواہش پہنچا دونگا باقی آپ دعا کریں کہ عمران کسی مجرم کا تعاقب کرتا ہوا میاں جنوں پہنچ جائے اور آپ عمران سے ٹکرا جائیں تو ہوسکتا ہے۔ وہ مجرم کا تعاقب چھوڑ کر آپ کا میک اَپ کردے۔ تب ہی آپ کی جلد کی رنگت درست ہوسکتی ہے۔ ورنہ اگر آپنے خود میک اَپ کرنے کی کوشش کی تو یہ بھی ممکن ہے کہ فی الحال تو لوگ آپ کو صرف بیمار سمجھتے ہوں لیکن میک اَپ کے بعد کہیں ـــــ اب میں مزید کیا کہوں۔ آپ خود ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں اس لئے سوچ لیجئے ـــ تب تک مجھے اجازت دیجئے۔

والسّلام :۔ مظہر کلیم ایم اے

" حد ہوگئی ہے حد! ـــ اب ہمیں طریقہ کار بدلنا چاہیئے ـــ اس طرح بات نہیں بنے گی" ـــ کرنل ڈیوڈ نے زور سے جیپ کے ڈیش بورڈ پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ جذبات کی حدت سے سُرخ پڑگیا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کرنل فرانک بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی فراخ پیشانی پر سوچ کی لکیریں نمایاں تھیں۔

" واقعی کرنل! ـــ ہمیں اپنا طریقہ کار بدلنا چاہیئے ـــ اب صورتحال بے حد سنگین ہوچکی ہے ـــ یہ لوگ واقعی ہماری توقع سے کہیں زیادہ خوش قسمت ثابت ہورہے ہیں" ـــ کرنل فرانک نے کہا اور پھر وہ جیپ سے نیچے اتر آیا۔

اس وقت وہ سب شط شہر کے قریب صحرا میں اس جگہ کھڑے تھے جہاں چار اسرائیلی نوجیوں کی لاشیں اور بہت سا سامان بکھرا ہوا تھا نخلستان سے ایکریمی کیمپ پر حملے کے بعد جیسے ہی عمران اور

اس کے ساتھی وہاں موجود ہیلی کاپٹروں کو لے کر اُڑے۔ کرنل فرانک نے ٹرانسمیٹر پر فوری طور پر ایئر فورس کے نزدیکی اڈے سے رابطہ قائم کیا اور انہیں تمام تفصیلات بتائیں۔ اس کے بعد وہ سب جیپوں کا قافلہ لے کر چل پڑے۔ پھر انہیں دُور سے لڑاکا اور بمبار جہاز آتے بھی دکھائی دیتے اور دُور سے ان کی خوفناک بمباری کی آوازیں بھی انہوں نے سنیں پھر سکواڈرن لیڈر نے انہیں ٹرانسمیٹر پر بتایا کہ دونوں ہیلی کاپٹروں کو تباہ کر دیا گیا ہے اور تمام لوگ مر چکے ہیں۔ کیونکہ انسانی اعضا انہوں نے شعلوں میں اچھلتے ہوئے خود دیکھے ہیں جس پر کرنل فرانک نے ان کا شکریہ ادا کیا اور انہیں واپس جانے کے لئے کہا۔ لیکن جب وہ اس مقام پر پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دونوں ہیلی کاپٹر واقعی تباہ ہو چکے تھے۔ ایک آدمی کے جسم کے ٹکڑے بھی وہاں موجود تھے جو بری طرح جل گئے تھے۔ اس لئے اُسے پہچانا نہ جا سکتا تھا کہ یہ کون ہے۔ باقی کسی آدمی کی لاش وغیرہ وہاں کچھ نہ تھی نہ ہی کوئی آدمی تھا۔ چنانچہ وہ سمجھ گئے کہ اس خوفناک بمباری میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا صرف ایک ہی آدمی ہلاک ہوا ہے اور چونکہ وہاں سے کسی سواری کے ملنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ لوگ پیدل ہی شط شہر کی طرف گئے ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے شط شہر کا رُخ کیا اور پھر وہ شہر کے نزدیک اس مقام تک پہنچ گئے جہاں چار اسرائیلی فوجیوں کی لاشیں اور فوجی سامان ریت پر بکھرا ہوا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی وغیرہ سب غائب تھے۔

"یہ تمام سامان لازماً دو جیپوں پر ہو سکتا ہے ــــ وہ ان جیپوں کو لے اُڑے ہیں" ــــ کرنل ڈیوڈ نے بھی فرانک کے پیچھے جیپ سے اُترتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ــــ اور وہ ان جیپوں کے ذریعے لازماً شط شہر میں داخل ہوتے ہیں" ــــ کرنل فرانک نے کہا اور پھر اس نے جیپ سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر فریکوئنسی سیٹ کرنا شروع کر دی۔

"یس ــــ ریڈ۔ آرمی شط پوائنٹ۔ اوور" ــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"کرنل فرانک سپیکنگ۔ اوور" ــــ کرنل فرانک نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر! ــــ یس سر! ــــ میں رابی بول رہا ہوں ــــ میں شط پوائنٹ کا انچارج ہوں سر۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"سنو رابی! ــــ ہم اس وقت شط شہر کے قریبی صحرا میں ہیں۔ انتہائی خطرناک مجرموں کا ایک گروہ جو کہ فوجی وردیوں میں ملبوس ہے۔ دو فوجی جیپوں میں جو یقیناً انجینئرنگ کور کی ہوں گی، شہر میں داخل ہوا ہے تم ایسا کرو کہ اپنے آدمیوں کو شہر کے گرد پھیلا دو ــــ شہر سے باہر جانے والے تمام راستے بند کر دو ــــ جب تک میں اجازت نہ دوں کوئی کار ــــ کوئی سائیکل ــــ کوئی بھی چیز باہر نہ جائے ــــ اور اگر شہر میں کوئی ہیلی کاپٹر وغیرہ ہوں تو ان پر قبضہ کر لو ــــ جی۔ پی۔ فائیو کے کرنل ڈیوڈ میرے ساتھ ہیں ــــ وہ اپنے آدمیوں کو حکم دے کر ان لوگوں کو تلاش کریں گے ــــ تم ناکہ بندی کر لو ــــ سخت اور مکمل ناکہ بندی۔

اوور اینڈ آل" ـــــ کرنل فرانک نے کہا۔

"یس سر ـــ حکم کی تعمیل ہو گی سر ـــ اوور" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل فرانک نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر بند کیا اور اُسے کرنل ڈیوڈ کی طرف بڑھا دیا۔

کرنل ڈیوڈ نے شطہ میں موجود جی۔ پی۔ فائیو کے سب ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا اور انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرنے کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد وہ سب جیپوں میں بیٹھ کر شہر میں داخل ہو گئے۔

ریڈ۔ آرمی کا ہیڈ کوارٹر ایک خاصی بڑی عمارت میں تھا۔ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک نے اس عمارت میں اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لیا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں ملٹری کی خالی جیپوں کے ملنے کی اطلاع مل گئی۔ اور پھر یہ اطلاع بھی مل گئی کہ ایک گلی میں دو عربوں کو بیہوش کر کے ان کا لباس اتار لیا گیا ہے۔

"مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ عربوں کے روپ میں اب لازماً تل ابیب جائیں گے ـــ اور تل ابیب جانے کے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے ہمیں خود اس راستے کی کڑی نگرانی کرنی چاہیئے" ـــــ کرنل فرانک نے کرنل ڈیوڈ سے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ ہمارا وہاں ہونا ضروری ہے ـــ اور شہر میں اس قدر سخت ناکہ بندی سے حالات خراب ہو رہے ہیں۔ اس لئے وہاں خود چیکنگ کر کے ہمیں ٹریفک کھول دینا چاہیئے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

اور پھر وہ دونوں ایک جیپ میں بیٹھ کر شہر سے گزرتے ہوئے اس چوکی پر پہنچ گئے جو تل ابیب جانے والے راستہ پر بنی ہوئی تھی اور لوگ اس طرح کی ناکہ بندی کے خلاف سخت احتجاج کر رہے تھے۔

کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں نے اپنی نگرانی میں چیکنگ شروع کر دی اور چیکنگ کے بعد ٹریفک چلنا شروع ہو گیا۔ ٹریفک کو معمول پر آنے میں دو گھنٹے لگ گئے۔

پہلے پہلے تو کرنل فرانک اور کرنل ڈیوڈ دونوں چیکنگ میں خود بھی شامل رہے۔ لیکن بعد میں وہ تھک گئے تو ایک طرف کرسیاں بچھوا کر بیٹھ گئے اور چیکنگ ہوتی دیکھتے رہے۔ ان دونوں کی تیز نظریں ایک ایک آدمی پر جمی ہوئی تھیں۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ یہ شیطان اب یہاں سے کیسے نکلیں گے" ـــ کرنل ڈیوڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ظاہر ہے میک اپ کے ذریعے ہی نکل سکتے ہیں ـــ اور وہ بھی سڑک کے ذریعے ـــ ہیلی کاپٹر تو یہاں موجود نہیں ہیں۔ جہازوں کا سلسلہ ہی نہیں ہے ـــ ٹرین بھی یہاں سے نہیں گزرتی۔ اور سڑک بھی ایک ہی جاتی ہے" ـــــ کرنل فرانک نے جواب دیا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ دس پندرہ روز یہیں کسی مکان میں چھپے رہیں ـــ آخر ہم کب تک چیکنگ کرتے رہیں گے" ـــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"پورے شہر کی تلاشی ہو رہی ہے ـــ اگر یہاں سے وہ نکل نہ سکے تو پھر لازماً پکڑے جائیں گے ـــ اب وہ چوہے دان میں پھنس چکے ہیں" ـــ کرنل فرانک نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور وہ اٹھ

کر چیکنگ پارٹی کی طرف بڑھ گیا۔

صرف باہر جانے والوں کی چیکنگ ہو رہی تھی اور اب اکا دکا بس کاریں اور ٹرک گذر رہے تھے۔ چیکنگ اسکواڈ پیدل جانے والوں کی بھی سختی سے تلاشی لے رہا تھا۔ کاروں، بسوں اور ٹرکوں کو اچھی طرح چیک کیا جا رہا تھا۔ مشکوک افراد کی میک اپ واشر سے بھی چیکنگ کی جاتی تھی۔

اسی طرح چیکنگ میں مزید ایک گھنٹہ گذر گیا۔ اس دوران شہر سے بھی چیکنگ کی وقفے وقفے سے اطلاعات ملتی رہیں۔ ایک ایک گھر ایک ایک دکان، ایک ایک عمارت کی پوری طرح چھان بین کی جا رہی تھی۔ لیکن ابھی تک کوئی نتیجہ نہ نکلا تھا۔

کرنل فرانک دوبارہ آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور ابھی اسے وہاں بیٹھے چند ہی لمحے ہوئے تھے کہ اس کے ہاتھ میں موجود وسیع حیطہ عمل کے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلیں۔ کرنل فرانک نے جلدی سے اس کی فریکوئنسی دیکھی اور پھر وہ بری طرح چونک پڑا۔

فریکوئنسی صدر مملکت سے مخصوص تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ صدر مملکت کی طرف سے کال کی جا رہی ہے۔

"صدر مملکت کی کال ہے" ۔۔۔ کرنل فرانک نے پاس بیٹھے ہوئے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور کرنل ڈیوڈ بھی چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"یس ۔۔۔ کرنل فرانک اٹنڈنگ فرام شطہ۔ اوور" ۔۔۔ کرنل فرانک نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"پی اے ٹو پریذیڈنٹ سپیکنگ ۔۔۔ جناب صدر صاحب سے بات کیجئے۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد صدر مملکت کی آواز ٹرانسمیٹر پر ابھری۔

"ہیلو کرنل فرانک! ۔۔۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ۔۔۔ صدر مملکت کا لہجہ خاصا تلخ تھا۔

"جناب! ۔۔۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کو شہر شطہ میں گھیر لیا گیا ہے شہر کی مکمل ناکہ بندی کی جا چکی ہے اور ان کی تلاش جاری ہے ۔۔۔ جلد ہی ان کی گرفتاری کی رپورٹ آپ کو پیش کی جائے گی۔ اوور" ۔۔۔ کرنل فرانک نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ شہر شطہ تک کیسے پہنچ گئے۔ اوور" ۔۔۔ صدر مملکت کا لہجہ اور زیادہ تلخ ہو گیا۔

اور کرنل فرانک نے شروع سے لے کر اب تک کے تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

"اوہ! ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ تمہارے بس سے باہر ہیں۔ مجھے ان کا کوئی اور بندوبست کرنا ہو گا۔ اوور" ۔۔۔ صدر مملکت کا لہجہ بے حد تلخ ہو گیا۔

"سر! ۔۔۔ بس اتفاق ہے کہ یہ لوگ اب تک زندہ ہیں ۔۔۔ ویسے سر! ۔۔۔ اب وہ بری طرح پھنس گئے ہیں۔ اب وہ یہاں سے نہیں نکل سکتے۔ اوور" ۔۔۔ کرنل فرانک نے جواب دیا۔

"اگر وہ کسی طرح وہاں سے غائب ہو کر تل ابیب پہنچ گئے تو پھر تم تو انہیں وہیں تلاش کرتے رہو گے۔ اوور" ۔۔۔ صدر مملکت نے کہا۔

"اس کا میں نے بندوبست کر لیا ہے جناب! ــــ ان کے تل ابیب پہنچتے ہی مجھے فوری اطلاع مل جائے گی۔ اوور" ــــ کرنل فرانک نے جواب دیا

"ٹھیک ہے ــــ میں مزید دو روز تمہاری رپورٹ کا انتظار کروں گا ــــ اگر دو روز تک تم انہیں گرفتار یا ہلاک نہ کر سکے تو پھر تمہارے سمیت کرنل ڈیوڈ کو بھی اپنے عہدوں سے مستعفی ہونا ہوگا۔ سمجھے یہ میری آخری وارننگ ہے ــــ اوور اینڈ آل" ــــ صدر مملکت نے سرد لہجے میں کہا اور کرنل فرانک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

کرنل ڈیوڈ بھی یہ کال سُن رہا تھا۔ صدر مملکت کی وارننگ میں اس کا نام بھی تھا۔ اس لئے وہ بھی ہونٹ کاٹنے لگا۔

"اب اس کے سوا اور ہم کیا کر سکتے ہیں ــــ علم نجوم تو ہم جانتے نہیں کہ زائچہ بنا کر پکڑ لیں" ــــ کرنل فرانک نے ٹرانسمیٹر بند کرتے ہوئے کہا۔

"تل ابیب میں واقعی تم نے کوئی بندوبست کر رکھا ہے یا صرف صدر کو ٹالنے کے لئے ایسا کہہ دیا تھا" ــــ؟ کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"بالکل کر رکھا ہے ــــ فلسطینی گوریلوں کا ایک اہم آدمی میری نظروں میں ہے ــــ اور مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ یہاں سے سیدھے وہیں جائیں گے ــــ اور اگر سیدھے وہاں نہ گئے تو بہرحال اُسے اطلاع ضرور دی جائے گی اور ہمیں فوراً اطلاع مل جائے گی" ــــ کرنل

فرانک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"گڈ! ــــ میرا سیکشن بھی وہاں پوری طرح فعال ہے ــــ ویسے مجھے یقین ہے کہ یہ کسی صورت بھی یہاں سے نہیں نکل سکتے" کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

چیکنگ بدستور جاری تھی کہ اچانک دُور سے گھنٹیوں کی مخصوص آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یہ آوازیں آہستہ آہستہ نزدیک آ رہی تھیں۔ اور اس کے ساتھ ہی کسی عورت کے گانے کی آواز بھی تھی۔

"اوہ! ــــ یہ گشتی قہوہ خانے کی گھنٹیوں کی آوازیں ہیں" کرنل فرانک نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ــــ یہ دیہاتی علاقہ ہے ــــ یہاں ابھی تک یہ رواج موجود ہے ــــ کبھی کبھی تو تل ابیب میں بھی ایسے قہوہ خانے نظر آجاتے ہیں" ــــ کرنل ڈیوڈ نے ہنستے ہوئے کہا اور کرنل فرانک نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد موڑ پر سے گشتی قہوہ خانے کی بیل گاڑیاں نظر آنے لگیں۔ قافلے کے ساتھ ساتھ بہت سے لوگ تھے۔ جو چھوٹے چھوٹے پیالوں میں قہوہ خرید خرید کر پی رہے تھے۔ چار بیل گاڑیاں تھیں جن کے آگے باقاعدہ رقص ہو رہا تھا۔ اور چاروں بیل گاڑیوں پر عرب عورتیں بڑے ناز و انداز سے قہوہ فروخت کر رہی تھیں۔ جبکہ ایک عورت ساتھ ہی لہک لہک کر گا رہی تھی۔

پہلی بیل گاڑی پر ایک بہت موٹا اور لمبی داڑھی والا عرب سر پر عجیب ساخت کی ٹوپی پہنے بڑے مغرورانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا

مخصوص ٹوپی کا مطلب تھا کہ یہ موٹا اس گشتی قہوہ خانے کا مالک ہے۔

"میری چھٹی حس بتا رہی ہے کہ گڑبڑ کہیں قریب ہی ہے۔ انہیں میں خود چیک کروں گا" ___ کرنل فرانک نے یکلخت کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے کیا غضب کر رہے ہو ___ یہ مقدس قافلہ ہے اس کی چیکنگ سے پورے عرب میں طوفان اٹھ کھڑا ہوگا" ___ کرنل ڈیوڈ نے بوکھلاتے ہوئے انداز میں اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ___ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسی صورت حال میں انہیں بغیر چیکنگ کے جانے دیا جائے" ___ کرنل فرانک نے غصیلے انداز میں اپنا بازو چھڑاتے ہوئے کہا اور تیزی سے گشتی قہوہ خانے کی طرف بڑھا جو اب خاصا نزدیک آچکا تھا۔ چیکنگ کرنے والے سپاہی بھی بڑی دلچسپی سے اسے آتا دیکھ رہے تھے۔

"ٹھہرو ___ رک جاؤ ___ میں ریڈ آرمی کا کرنل فرانک تمہیں حکم دے رہا ہوں" ___ کرنل فرانک نے آگے بڑھ کر زور سے چیختے ہوئے کہا۔

"جناب یہ مقدس ___" ایک آفیسر نے کہنا چاہا۔

"شٹ اپ ___ ایسے موقع پر کوئی چیز مقدس نہیں ہے ___ ان سب کی مکمل چیکنگ کی جائے گی" ___ کرنل فرانک نے تیز لہجے میں کہا۔

قافلہ اس کی دھاڑ سن کر آہستہ ہوگیا اور چیکنگ کرنے والے بھی اسلحہ سنبھالے تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔

"کوئی نہ رکے ___ یہ مقدس قافلہ ہے ___ کس کی جرأت ہے کہ اسے روک سکے ___ چلو چلو ___ آگے بڑھو" ___ موٹے عرب نے اٹھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"میں کہتا ہوں رک جاؤ ___ ورنہ میں سب کو بھون ڈالوں گا۔ میں کرنل فرانک ہوں ___ ریڈ آرمی کا سربراہ ___ میں کہتا ہوں رک جاؤ" ___ کرنل فرانک نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"قافلہ نہیں رکے گا ___ نہیں رکے گا" ___ موٹے عرب نے بھی غصے سے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"فائر ___ بھون ڈالو ___ گولی مار دو ان سب کو" ___ کرنل فرانک نے اس قدر غصے سے چیختے ہوئے کہا کہ اس کی آواز پھٹ گئی اور ریڈ آرمی کے آدمیوں نے مشین گنیں سیدھی کر لیں۔

مخصوص عربی لباس اور ٹوپیاں پہن کر وہ سب عجیب ہونق سے لگ رہے تھے۔ لباس انتہائی بھڑکدار تھا۔ اور عام عربی لباس سے بالکل ہٹ کر تھا۔ وہ سب ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہے تھے خاص طور پر جولیا کی حالت تو دیکھنے والی تھی۔ اس قافلے کی عورتوں کا لباس ایسا تھا کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ انتہائی بھڑکدار اور بے حد عجیب و غریب۔ چہروں پر بہت سے رنگ تھوپ دیئے گئے تھے اور سر پر اونچی چونچ والی ٹوپی تھی۔ جس کے ساتھ سُرخ کپڑے کا بنا ہوا دل لٹک رہا تھا۔

شیخ سالم نے انہیں ناچنے کا طریقہ سکھا دیا تھا۔ اور عمران نے چند ہی لمحوں میں اس ناچ میں مہارت حاصل کر لی تھی اور اب وہ اپنے ساتھیوں کو اس کے بھاؤ بتا رہا تھا۔ اس وقت صفدر ریہرسل کر رہا تھا۔

"ہم اسلحہ کہاں رکھیں گے" ___ صفدر نے ناچتے ہوئے انداز میں پوچھا اور سب اُسے ناچتا دیکھ کر بُری طرح ہنس رہے تھے۔

"اسلحے کی کیا ضرورت ہے ___ جولیا اس روپ میں جدھر بھی نظریں اٹھائے گی ___ خوفناک میزائلوں کی بارش شروع ہو جائے گی" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا اس بار غصے ہونے کی بجائے بے اختیار ہنس پڑی۔

"یہ واقعی میری زندگی کا انوکھا تجربہ ہے" ___ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد شیخ سالم اپنے ساتھیوں سمیت بیل گاڑیاں لے کر وہاں پہنچ گیا۔ بیل گاڑیوں پر پیتل کے چمکتے ہوئے مخصوص قسم کے بڑے بڑے حمام موجود تھے۔ اس کے ساتھ جولیا جیسا لباس پہنے اور میک اپ کئے تین عورتیں تھیں جب کہ چار مرد بھی تھے جنہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں جیسے لباس پہن رکھے تھے۔

شیخ سالم نے آخری ہدایات دیں اور پھر وہ سب بیل گاڑیوں میں سوار ہو گئے۔ اور بیل گاڑیاں گلیوں سے نکل کر جیسے ہی سڑک پر پہنچیں شط شہر کے لوگ ان پر ٹوٹ پڑے۔ اور قہوے کے فنجان تیزی سے بکنے لگے۔ اس قافلے میں یہ خاصیت تھی کہ یہ رُکتا نہ تھا بلکہ مسلسل سفر کرتا تھا اور خریداری بھی چلتے چلتے ہوتی تھی۔ ظاہر ہے رفتار آہستہ ہی تھی۔ ہر بیل گاڑی کے سامنے دو دو افراد ناچ رہے تھے اور دو دو بیل گاڑی پر سوار تھے۔ جب وہ دونوں تھک جاتے تو بیل گاڑی پر سوار افراد نیچے اتر کر ناچنا شروع کر دیتے اور ناچنے والے آرام کرنے کے لئے بیل گاڑی پر چڑھ جاتے۔

عمران، کیپٹن شکیل، صدیقی اور چوہان پہلی بیل گاڑی پر تھے۔ شیخ سالم سالارِ قافلہ کی حیثیت سے پہلی بیل گاڑی پر بیٹھا ہوا تھا۔ دوسری بیل گاڑی پر جولیا موجود تھی اور اس پر تنویر، ٹائیگر، نعمانی اور صفدر تھے۔ تیسری بیل گاڑی پر پاکیشیا سیکرٹ سروس میں سے صرف خاور تھا۔ باقی شیخ سالم کے اپنے آدمی تھے۔ اور آخری بیل گاڑی پر تمام تر شیخ سالم کے آدمی تھے۔

بازاروں سے گذرتے ہوئے وہ آہستہ آہستہ تل ابیب کی طرف جانے والی سڑک پر بڑھے جا رہے تھے۔ شیخ سالم بڑے اکڑے ہوئے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ قافلے کے ساتھ ساتھ عرب بھی ناچنے لگتے اور پھر قہوہ پی کر چلے جاتے۔

تھوڑی دیر بعد قافلہ آخری چوکی کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت عمران کا ناچ دیکھنے والا تھا۔ وہ سب سے آگے والی بیل گاڑی کے سامنے بڑے ماہرانہ انداز میں ناچ رہا تھا۔ اور زیادہ تر لوگ اسی کو دیکھ رہے تھے۔

چوکی کے ساتھ کرسیوں پر دو افراد بیٹھے ہوئے تھے اور عمران نے ان میں سے ایک کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ وہ کرنل ڈیوڈ تھا۔ اس کے ساتھ ایک اور آدمی تھا۔

کرنل ڈیوڈ کو دیکھتے ہی عمران کے ناچ میں اور تیزی آ گئی اور وہ دل ہی دل میں ہنس رہا تھا کہ جس سیکرٹ سروس کی دہشت پورے اسرائیل پر چھائی ہوئی ہے وہ اس وقت سڑکوں پر ناچنے میں مصروف ہے

"ٹھہرو ۔۔۔ رک جاؤ ۔۔۔ میں ریڈ آرمی کا سربراہ کرنل فرانک نہیں

حکم دے رہا ہوں" ۔۔۔ اچانک کرنل ڈیوڈ کے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی نے کرسی سے اٹھ کر قافلے کی طرف بڑھتے ہوئے چیخ کر کہا اور عمران سمجھ گیا کہ یہ کرنل مارگن کی جگہ ریڈ آرمی کا سربراہ بنا ہوگا۔

"جناب یہ مقدس ۔۔۔" ایک آفیسر نے کرنل فرانک سے کہنا چاہا۔

"شٹ اپ ۔۔۔ ایسے موقع پر کوئی چیز مقدس نہیں ہے۔ ان سب کی مکمل چیکنگ کی جائے گی" ۔۔۔ کرنل فرانک نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔ اور کرنل فرانک کی آواز سن کر چیکنگ کرنے والے قافلے کی طرف بڑھنے لگے۔

"کوئی نہ رکے ۔۔۔ یہ مقدس قافلہ ہے ۔۔۔ کس کی جرأت ہے کہ اسے روک سکے ۔۔۔ چلو چلو ۔۔۔ آگے بڑھو" ۔۔۔ شیخ سالم نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"میں کہتا ہوں ۔۔۔ رک جاؤ ۔۔۔ ورنہ میں سب کو بھون ڈالوں گا ۔۔۔ میں کرنل فرانک ہوں ۔۔۔ ریڈ آرمی کا سربراہ ۔۔۔ میں کہتا ہوں ۔ رک جاؤ" ۔۔۔ کرنل فرانک نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"قافلہ نہیں رکے گا ۔۔۔ نہیں رکے گا" ۔۔۔ شیخ سالم نے چیختے ہوئے کہا۔

"فائر ۔۔۔ بھون ڈالو ۔۔۔ گولی مار دو ان سب کو" ۔۔۔ کرنل فرانک اس قدر غصے سے چیخا کہ اس کی آواز پھٹ گئی۔ اور مسلح افراد نے مشین گنیں سیدھی کر لیں۔

"سنو — سنو! — رُک جاؤ — گولی مت چلانا — میں کرنل ڈیوڈ تم سب کو حکم دے رہا ہوں — گولی مت چلانا" — اچانک کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا۔

"خاموش رہو کرنل! — اگر یہ لوگ نہ رُکے تو زندہ نہیں رہیں گے" کرنل فرانک نے کہا۔

"تم گولی چلا کر دیکھو! — تم ہمارے مقدس قافلے کو روکنا چاہتے ہو — تمہیں ہمارے مقدس قافلے کی توہین کرنے کی جرأت کیسے ہوئی" — اچانک ارد گرد موجود عربوں نے چیخ کر کہا اور پھر وہ سب گریبان کھولے یکدم قافلے اور مسلح سپاہیوں کے درمیان آ گئے۔ ان کی تعداد پچاس کے قریب تھی اور ان کے چہرے شدت جذبات سے سُرخ ہو رہے تھے۔

"نہیں — اگر انہوں نے تلاشی نہ دی تو میں پورے قافلے کو اڑا دوں گا — میں اس شہر میں موجود ہر عرب کو گولی مارنے کے لئے تیار ہوں — لیکن بغیر چیکنگ کے اس قافلے کو شہر سے باہر نہیں جانے دوں گا — یہ میرا آخری فیصلہ ہے — اور کرنل ڈیوڈ! — پلیز آپ خاموش رہیں — ورنہ مجھے صدر مملکت سے آپ کے متعلق بات کرنی ہوگی" — کرنل فرانک نے چیختے ہوئے کہا۔

"جناب! — حضور! — میں شیخ سالم کا بیٹا شیخ طلحہ ہوں۔ آپ بے شک چیکنگ کریں — تلاشی لیں — ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے — لیکن قافلہ رُکے گا نہیں۔ کیونکہ یہ تقدس کے خلاف ہے — ہم ایک ایک کر کے تلاشی دینے کے لئے تیار ہیں — ہم

رفتار آہستہ کر لیتے ہیں — آپ باری باری ہر شخص کی تلاشی لیتے جائیں آپ کی چیکنگ پارٹی ساتھ ساتھ چلتی رہے — ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے" — یکلخت عمران نے آگے بڑھ کر کرنل فرانک سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ خالصتاً عربی تھا۔ اور وہ بڑے اعتماد بھرے لہجے میں بات کر رہا تھا۔

"شیخ طلحہ! — یہ تم کیا کہہ رہے ہو" — اچانک بیل گاڑی میں کھڑے ہوتے شیخ سالم نے چیخ کر کہا۔

"خاموش رہیں آپ — یہ حکومت کے سب سے بڑے افسر ہیں — اور حکومت کے ساتھ تعاون ہمارا پہلا فرض ہے — پھر ہم کوئی چور نہیں — غلط آدمی نہیں — جو ہم تلاشی دینے سے گھبرائیں — جناب! آپ پہلے مجھے اچھی طرح چیک کر لیجئے" — عمران نے پلٹ کر موٹے شیخ سالم سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر دو قدم آگے بڑھ کر خود کو چیکنگ کے لئے پیش کر دیا۔

"اس کی چیکنگ کرو — میک اپ واشر استعمال کرو" — کرنل فرانک نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا اور پھر سپاہیوں نے آگے بڑھ کر عمران کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ لیکن ان کا انداز رسمی تھا۔ میک اپ واشر سے اس کا چہرہ بھی چیک کیا گیا۔ لیکن عمران نے ایسے حربوں کا توڑ پہلے ہی کر رکھا تھا۔ اس لئے یہ عام سا میک اپ واشر بھلا اُسے کب چیک کر سکتا تھا۔

چند لمحوں میں ہی عمران کو او کے قرار دے دیا گیا۔ اور عمران جا کر دوبارہ ناچنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر باری باری ہر فرد کو چیک

کیا جانے لگا۔ اس وقت تک قافلہ چوکی کی رکاوٹ تک پہنچ چکا تھا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ رہنے دو ۔۔۔ میری تسلی ہو گئی ہے ۔۔۔ قافلہ جا سکتا ہے"۔۔۔ پانچ افراد کی چیکنگ کے بعد کرنل فرانک نے اعلان کر دیا۔ اور چیکنگ کرنے والے مسلح سپاہی کرنل کا حکم سنتے ہی پیچھے ہٹ گئے۔

"جناب! ۔۔۔ آپ کا بے حد شکریہ! ۔۔۔ ہم آپ کی مہربانی کو ہمیشہ یاد رکھیں گے"۔۔۔ عمران نے آگے بڑھ کر کرنل فرانک سے کہا اور پھر مڑ کر واپس ناچنے والی پارٹی میں شامل ہو گیا۔

اب قافلے کی رفتار میں تیزی پیدا ہو گئی تھی اور پھر وہ شہر کی حدود سے باہر نکل گیا۔

"تم نے خواہ مخواہ انہیں چیک کیا ۔۔۔ ان لوگوں کا بھلا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق ۔۔۔ وہ غیر عربی لوگ ہیں ۔۔۔ انہیں تو یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ اس قافلے کا مخصوص ناچ کیسے ہوتا ہے۔ اور پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس بھلا سڑکوں پر ناچتی پھرتی ہے ۔۔۔" کرنل ڈیوڈ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہونے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے کرنل! ۔۔۔ بہرحال میری تسلی تو ہو گئی ہے ۔۔۔ لیکن میری چھٹی حس ۔۔۔ اس کا میں کیا کروں۔ مجھے اب بھی یہی محسوس ہو رہا ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی چال کھیلی جا چکی ہے"۔۔۔ کرنل فرانک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تم ابھی نئے نئے سربراہ بنے ہو ۔۔۔ اس لئے تمہارے ذہن پر دباؤ ہے ۔۔۔ اور پھر صدر مملکت کی کال نے اس دباؤ کو اور زیادہ

بڑھا دیا ہے ۔۔۔ اپنے آپ کو نارمل رکھو ۔۔۔ مجرم یہاں سے نکل کر نہیں جا سکتے ۔۔۔ اس قافلے کی فکر چھوڑ دو۔ اسے تو تل ابیب تک پہنچنے میں کم از کم دو ماہ لگ جائیں گے"۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ واقعی اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ اب میں نارمل ہوں ۔۔۔ ورنہ اس قافلے نے میرے ذہن کو ٹیسٹ کر کے رکھ دیا تھا ۔۔۔ اچھا کرنل! ۔۔۔ تم یہیں ٹھہرو! ۔۔۔ میں شہر کی اندرونی صورت حال کو خود چیک کر لوں"۔۔۔ کرنل فرانک نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو کمرے میں بیٹھے ہوئے یعقوب کانڈی نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ وہ اس وقت ایک یہودی لڑکی کے ساتھ بڑے رومانی انداز میں گفتگو کرنے میں مصروف تھا اور اس نے خاص طور پر کسی کو کمرے میں آنے سے منع کر دیا تھا۔ اس لئے کمرے کا دروازہ کھلتے ہی اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"جناب! — ریڈ صاحب آپ سے فوری طور پر ملنا چاہتے ہیں — وہ اپنا نام مست ملنگ بتاتے ہیں" — دروازے پر کھڑے ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ! — تمہیں جرأت کیسے ہوئی مداخلت کرنے کی — جب میں نے کہا تھا کہ مجھے ڈسٹرب نہ کیا جائے" — یعقوب کانڈی نے حلق پھاڑ کر چیختے ہوئے کہا۔

"مست ملنگ! — یہ کیسا نام ہے — اور کس زبان کا نام ہے" — لڑکی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہاں نجانے کون کون سے ملک کے پاگل آتے رہتے ہیں — ہوگا کوئی — جاؤ دفعہ ہو جاؤ — میں کسی سے نہیں ملنا چاہتا" — یعقوب کانڈی نے ایک بار پھر گلا پھاڑتے ہوئے کہا۔

"جب مست ملنگ کسی سے ملنا چاہے تو پھر اُسے ملنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی" — اچانک ملازم کے پیچھے سے کسی کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے دروازے پر موجود ملازم کو دھکیلتا ہوا ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ وہ عرب تھا۔ لیکن اس نے خوبصورت تراش خراش کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر حماقتیں جلوہ گر تھیں۔

"کون ہو تم — اور بغیر اجازت اندر کیسے آئے" — یعقوب کانڈی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے پھٹنے لگا تھا۔

"مسٹر ملازم! — میں آپ کا نام تو نہیں جانتا — بہرحال جا کر تین کوک لے آؤ — جلدی — مسٹر جھانڈی بہت غصے میں ہیں" — آنے والے نے بڑے اطمینان سے ایک کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔

"تم — تم — میں تمہیں گولی مار دوں گا" — یعقوب کانڈی نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

"کانڈی کیا ہو گیا ہے تمہیں — اگر کوئی شریف آدمی آ ہی گیا ہے تو اس میں اتنے غصے کی کیا بات ہے — آرام سے بیٹھ جاؤ" — لڑکی

نے یعقوب کانڈی کا بازو پکڑ کر اُسے بٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" واہ! — واہ! — ایک عقل رہ گئی تھی مردوں کے پاس — وہ بھی عورتوں کے پاس چلی گئی — اور مرد بیچارے اب بھانڈی بن کر رہ گئے ہیں" — آنے والے نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

" تم ہو کون — اور کیا چاہتے ہو" — ؟ یعقوب کانڈی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ آنے والے کی پُراعتماد شخصیت نے اس کے غصے کو لگام دے دی تھی۔ اور اس کے شاطرانہ کاروباری ذہن نے فوراً ہی یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ اس قدر پُراعتماد آدمی یقیناً کوئی خاص آدمی ہی ہو سکتا ہے۔

" میرا نام مست ملنگ ہے — اور میں تمہیں چاہتا ہوں جب کہ تم شاید اس لڑکی جس کا نام —" مست ملنگ نے مسکراتے ہوئے کہا

" ازبیلا — میرا نام ازبیلا ہے" — لڑکی نے ہنستے ہوئے اپنا نام بتا دیا۔

" اور تم ازبیلا کو چاہتے ہو — اس طرح ثابت ہو گیا کہ میں بھی ازبیلا کو چاہتا ہوں" — مست ملنگ نے فقرہ مکمل کر دیا۔ اور ازبیلا کھل کھلا کر ہنس پڑی۔ اس کی آنکھوں میں آنے والے کی شخصیت کی پسندیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

" شکریہ — شکریہ! — آپ کے چاہنے کا بے حد شکریہ" — ازبیلا نے ہنس کر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا — "مگر یہ مست ملنگ کیا نام ہے اور کس زبان کا لفظ ہے یہ" — ؟ ازبیلا نے پوچھا۔

" میری زیادہ عمر کافرستان میں گذری ہے — اور یہ کافرستانی زبان

کا لفظ ہے — اس کا مطلب ہے کہ بغیر کسی طمع اور لالچ کے زندگی گذارنے والا — اس لئے آپ کی چاہت بذریعہ بھانڈی بغیر لالچ کے ہے — البتہ بھانڈی صاحب کو کوئی لالچ ہو تو میں کہہ نہیں سکتا" — مست ملنگ نے مسکراتے ہوئے اپنے نام کی مکمل وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" میرا نام یعقوب کانڈی ہے — بھانڈی نہیں — اور میں اس بار کا مالک ہوں سمجھے — اور دوسری بات یہ کہ میں اس قسم کی بدتمیزی کرنے والے کی ہڈیاں توڑ دیتا ہوں" — یعقوب کانڈی نے غراتے ہوئے کہا۔

" مس ازبیلا! — آپ سے انہوں نے کوئی بدتمیزی کی ہو تو انہیں ہی بتا دیں — میں دیکھوں گا کہ یہ اپنی ہڈیاں کتنی جلدی توڑتے ہیں۔ اور جہاں تک میرا تعلق ہے — میں ہڈیاں توڑنے کی بجائے انہیں سرخ آگ میں جلانا زیادہ پسند کرتا ہوں — سرخ آگ میری کمزوری ہے" مست ملنگ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے الفاظ سن کر یعقوب کانڈی یکلخت چونک پڑا۔ وہ اب غور سے آنے والے کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت حیرت کے تاثرات اُبھر آئے تھے۔

" سرخ آگ! — کیا مطلب — کیا کہنا چاہتے ہو تم" — یعقوب کانڈی نے چونک کر پوچھا۔

" انگریزی میں اسے ریڈ فائر کہتے ہیں — اور جاننے والی بات کی وضاحت پہلے ہی ہو چکی ہے" — مست ملنگ نے کہا۔

" ریڈ فائر — اوہ یعقوب! — یہ تو شاید فلسطینی گوریلوں کی کسی تنظیم کا نام ہے" — ازبیلا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — اسی لئے تو میں چونکا تھا — تمہارا تعلق ریڈ فائر سے ہے" — یعقوب کانڈی نے مست ملنگ کو گھورتے ہوئے کہا۔ اس کا ہاتھ ایک بار پھر جیب کی طرف رینگنے لگا تھا۔

"جس طرح اس لڑکی ازبیلا کا تعلق ریڈ آرمی سے ہے — اسی طرح میرا تعلق بھی ریڈ فائر سے ہو سکتا ہے — اب ہاں اور ناں کا جواب تو مس ازبیلا ہی دے سکتی ہیں" — مست ملنگ نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"کک — کیا — تم کیا کہہ رہے ہو" — ازبیلا یکلخت جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ ازبیلا! — مجھے معلوم ہے کہ تمہارے گریبان میں لیڈی پسٹل موجود ہے — اور بھانڈی کا ہاتھ بھی اس جیب میں داخل ہو چکا ہے جس میں ریوالور ہے — لیکن اطمینان رکھو۔ میرا کسی تنظیم سے کوئی تعلق نہیں ہے" — مست ملنگ نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"یعقوب! — یہ خطرناک شخص ہے — مجھے اب اس سے خوف آنے لگا ہے — میں جا رہی ہوں" — ازبیلا نے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی۔

"خبردار! — حرکت نہ کرنا — ورنہ گولی مار دوں گا" — یعقوب کانڈی نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور لڑکی نے مڑ کر حیرت سے دیکھا تو یعقوب کانڈی کے ریوالور کا رخ مست ملنگ کی بجائے ازبیلا کی طرف ہی تھا۔ جبکہ مست ملنگ بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا مسکرا رہا تھا۔

"تت — تت — تم — یہ کیا حرکت ہے" — ازبیلا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اپنا پسٹل نکالنے کی کوشش نہ کرنا — اس میں میگزین نہیں ہے یعقوب کانڈی ایسا آدمی نہیں ہے جو مسلح لڑکی سے پیار کرے" — یعقوب کانڈی نے بھیڑیئے جیسے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

"تم غلط سمجھ رہے ہو — یہ تو میں اپنی حفاظت کے لئے —" ازبیلا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ مگر دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح ازبیلا کا بازو حرکت میں آیا اور یعقوب کانڈی کا نہ صرف ریوالور اڑتا ہوا دور جا گرا۔ بلکہ یعقوب کانڈی بھی چیختا ہوا ایک طرف گرا۔ اور لڑکی بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے سے باہر نکلتی، اس بار وہ خود چیختی ہوئی اچھل کر واپس اندر آ گری۔ دروازے پر ایک اور عرب نوجوان کھڑا تھا۔

ازبیلا نیچے گرتے ہی چیختی ہوئی اٹھی۔ لیکن اسی لمحے اس نوجوان نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کا ایک بازو پکڑا اور پھر کسی لٹو کی طرح گھوم گیا۔ ازبیلا کے حلق سے خوفناک چیخ نکلی اور دوسرے لمحے وہ فرش پر گر کر بری طرح تڑپنے لگی۔ نوجوان عرب نے اسے گھما کر یکلخت چھوڑ دیا تھا۔ اس کا بازو کندھے کے جوڑ سے الگ ہو چکا تھا۔

اسی لمحے مست ملنگ اٹھا اور اس نے فرش پر تڑپتی ہوئی ازبیلا کے کانوں میں لٹکے ہوئے چمکدار رنگ بڑی پھرتی سے اتارے اور پھر واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

"بھانڈی صاحب! — اس بیچاری کی مرہم پٹی کرا دو — آخر

"یہ تمہاری محبوب ہے" ـــــ مست ملنگ نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مرہم پٹی ـــ میں اسے گولی ماردونگا ـــ مجھے معلوم ہوتا کہ اس کا تعلق ریڈ آرمی سے ہے تو میں اسے منہ نہ لگاتا ـــ میں تو اسے عام جرائم پیشہ لڑکی سمجھتا رہا تھا" ـــ یعقوب کانڈی نے ایک کونے میں پڑے ہوئے اپنے ریوالور کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

لڑکی اب اٹھ کر کھڑی ہونے میں کامیاب ہوگئی تھی اس کا چہرہ تکلیف سے بگڑا ہوا تھا۔ اور آنکھوں سے انتہائی دہشت کے آثار نمایاں تھے۔ اس کا دایاں بازو کندھے سے اکھڑ کر بے جان حالت میں پہلو سے لٹک رہا تھا۔

"ب ـــ ب ـــ بچاؤ ـــ فار گاڈ سیک ـــ مجھے مت مارو" ـــ لڑکی نے دہشت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو بھانڈی! ـــ اگر یہ دو چار باتیں ہم سے بھی کرلے تو کیا حرج ہے" ـــــ مست ملنگ نے کہا۔

"نہیں ـــ میں اسے ـــــ" یعقوب کانڈی نے ریوالور اٹھا کر تیزی سے پلٹتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ لڑکی کو گولی مارتا، بعد میں آنے والے عرب نوجوان کا ہاتھ گھوما اور یعقوب کانڈی چیختا ہوا سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے ہاتھ سے ایک بار پھر ریوالور نکل کر دور جا گرا تھا۔

"باس کے حکم کی تعمیل ہوگی ـــ سمجھے ـــ ورنہ اس لڑکی سے پہلے تم اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے" ـــــ عرب نوجوان نے تلخ لہجے

میں کہا۔

"تم ـــ تم ریڈ فار سے متعلق ہو کر میری توہین کر رہے ہو ـــ جانتے ہو میرا نام یعقوب کانڈی ہے" ـــــ یعقوب کانڈی نے اٹھ کر غراتے ہوئے کہا۔

"صبر ـــ صبر ـــ تم سے کس نے کہہ دیا کہ ہمارا تعلق ریڈ فار سے ہے ـــ یہ غلط فہمی اپنے ذہن سے نکال دو" ـــــ مست ملنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو ـــ تو تم کون ہو" ـــــ؟ یعقوب کانڈی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بتایا تو ہے کہ میرا نام مست ملنگ ہے ـــ اور یہ میرا ساتھی درویش ہے ـــ مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔ بس الفاظاً الگ ہیں ـــ یہ اس لئے بتا رہا ہوں کہ کہیں تم پھر یہ پوچھنے نہ بیٹھ جاؤ کہ درویش کے کیا معنی ہوتے ہیں ـــ اب تم خاموشی سے کرسی پر بیٹھ جاؤ ـــ کسی کو بلانے کی ضرورت نہیں ـــ درویش بڑا روحانی قسم کا آدمی ہے اس نے تمہارے ذہن میں ابھرنے والے خیالات بھی پڑھ لیتے ہیں" ـــــ مست ملنگ نے بڑے بااعتماد اور مطمئن لہجے میں کہا اور یعقوب کانڈی ہونٹ چباتا ہوا ایک طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم بھی بیٹھ جاؤ از بیلا! ـــ کھڑے کھڑے تھک گئی ہوگی ـــ اور سنو! ـــ اگر تم میرے سوالوں کے صحیح جواب دے دو تو میرا وعدہ ہے کہ نہ صرف تمہاری مرہم پٹی ہوگی ـــ بلکہ تمہاری جان بھی بچ

جائے گی" ___ مست ملنگ نے کہا۔

" میں بتاؤں گی ___ بالکل درست بتاؤں گی ___ میں مرنا نہیں چاہتی" ___ ازبیلا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے تقریباً نیم ہذیانی لہجے میں جواب دیا۔ وہ یعقوب کانڈی سے نظریں چرا رہی تھی۔

" پہلے تو یہ بتاؤ کہ تمہیں یہاں کرنل مارگن نے متعین کیا تھا ___ یا کرنل فرانک نے " ___ ؟ مست ملنگ نے پوچھا۔

" میجر فرانک نے ___ وہ میرا باس ہے ___ اب وہ کرنل ہو گیا ہے کرنل مارگن مر چکا ہے" ___ ازبیلا نے جلدی سے جواب دیا۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا۔

" تم کیسے رپورٹ دیتی ہو ___ اور کسے " ___ ؟ مست ملنگ نے دوسرا سوال پوچھا۔

" کرنل فرانک کے ہیڈ کوارٹر میں رات کو جا کر رپورٹ دیتی ہوں۔ اس کا نمبر ٹو کیپٹن ریمنڈ ہے اُسے " ___ ازبیلا نے جواب دیا۔

" یہ کانوں والے رنگ روزانہ بدلے جاتے ہیں" ___ مست ملنگ نے ہاتھ میں تھامے ہوئے رنگوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں! ___ روزانہ نئے ملتے ہیں" ___ ازبیلا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" کہاں ہے یہ ہیڈ کوارٹر ___ ؟ سنو! ___ اس سوال کے صحیح جواب پر میرے وعدے کا انحصار ہے" ___ مست ملنگ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

" روز ویلے ہاؤس ___ شاہراہ عتیق پر" ___ ازبیلا نے جواب دیا۔

" گڈ! ___ تم نے صحیح جواب دیا ہے ___ یعقوب کانڈی کی چیکنگ کے لئے یہاں اور کیا انتظامات ہیں" ___ مست ملنگ نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

" اس کا ٹیلیفون ٹیپ کیا جاتا ہے ___ ٹرانسمیٹر کال ٹیپ ہوتی ہے ___ چار آدمی نگرانی کرتے ہیں" ___ ازبیلا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کرنل فرانک آجکل کہاں ہے " ___ ؟ مست ملنگ نے پوچھا۔

" وہ یہاں سے باہر گیا ہوا ہے ___ مجرموں کو پکڑنے کے لئے " ___ ازبیلا نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ___ سمجھو تمہاری زندگی بچ گئی ___ درویش! ___ اس کی مرہم پٹی کر دو ___ بیچاری کو بہت تکلیف ہو رہی ہے" ___ مست ملنگ نے کہا اور درویش سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ قریب آ کر اس کا دایاں بازو اچانک گھوما اور ازبیلا کی کنپٹی پر پٹاخہ سا چھوٹا۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر فرش پر پہلو کے بل گری اور بے حس و حرکت ہو گئی۔ وہ کنپٹی پر لگنے والی مخصوص ضرب سے بیہوش ہو چکی تھی۔

" ہاں تو یعقوب کانڈی صاحب! ___ اب ہمارا تمہارا تعارف ہو جائے ___ حارث تو تمہاری بڑی تعریف کر رہا تھا ___ لیکن تم تو بالکل ہی دھوپ میں بیٹھے ہوئے اُلو لگ رہے ہو" ___ مست ملنگ نے مسکراتے ہوئے یعقوب کانڈی سے مخاطب ہو کر کہا جو آنکھیں پھاڑے بیٹھا ہوا تھا۔

" حارث! ___ اوہ تم چیف کی بات کر رہے ہو ___ مگر تم تو کہہ رہے

تھے کہ تمہارا ریڈ فائر سے کوئی تعلق نہیں" ــــ یعقوب کانڈی نے چونک کر کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال تھا کہ میں ریڈ آرمی کی اس ایجنٹ کے سامنے ہی کھل جاتا ــــ اب میرا صحیح تعارف سن لو ــــ میرا نام علی عمران ہے۔ اور پاکیشیا سے میرا تعلق ہے ــــ اور یہ ٹائیگر ہے میرا ساتھی"۔ مست ملنگ نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــ اوہ! ــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران صاحب! اوہ آپ یہاں پہنچ گئے ــــ اوہ! ــــ" یعقوب کانڈی حیرت کی شدت سے اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"یہ اوہ ــ اوہ کی گردان بند کرو ــــ حالات بے حد سنجیدہ ہیں۔ ہم نے یہاں پہنچتے ہی محسوس کر لیا تھا کہ تمہارے بار کی نگرانی ہو رہی ہے ــــ اس لئے ازبیلا کو کریدنا پڑا ــــ ازبیلا کے کانوں میں موجود رنگوں کی وجہ سے یہاں کی مکمل فلم کرنل فرانک تک پہنچتی رہتی ہے اگر یہ رنگ واپس پہنچ جاتے تو پھر اسے پتہ چل جاتا کہ ہم یہاں پہنچ چکے ہیں ــــ حالانکہ وہ ہمیں شط شہر میں تلاش کر رہا ہو گا ــــ بہرحال تم ہمارے مطلب کے آدمی نہیں ہو ــــ لیکن تمہارے پاس آنے کا صرف ایک مقصد ہے ــــ تم صرف یہ بتا دو کہ ڈیفنس لیبارٹری اور ڈیفنس سٹور نمبر ون کا نقشہ کہاں ہے" ــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"نقشہ ــــ" یعقوب کانڈی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں نقشہ! ــــ حارش نے بتایا تھا کہ وہ نقشہ تم نے تیار کرا رکھا ہے ــــ تم حارش سے بات کر کے تسلی کر لو" ــــ عمران نے انتہائی

سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں بات کر لیتا ہوں" ــــ یعقوب کانڈی نے کہا اور اٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر ایک ٹرانسمیٹر نکالا ہی تھا کہ عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"یہاں نہیں ــــ تم نے ازبیلا کی بات نہیں سنی تھی ــــ تمہاری ٹرانسمیٹر کال چیک ہو رہی ہے۔ اسی لئے تو مجھے خود آنا پڑا ہے" ــــ عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں! ــــ اچھا ٹھیک ہے ــــ میرے پاس ایک وائرلیس فون ہے۔ اسے کسی صورت چیک نہیں کیا جا سکتا" ــــ یعقوب کانڈی نے ٹرانسمیٹر واپس الماری میں رکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک اور الماری کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے الماری کھول کر اس کی سائیڈ پر مخصوص انداز میں ہاتھ پھیرا تو ایک خفیہ خانہ کھل گیا۔ اس خانے میں سرخ رنگ کا ایک نئی ساخت کا فون موجود تھا۔ یعقوب کانڈی نے وہ فون اٹھا کر میز پر رکھا اور پھر اس کا رسیور اٹھا کر مختلف ہندسے دبانے لگا۔

"ہیلو ریڈ فائر چیف" ــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے حارش کی آواز سنائی دی۔

"نمبر ٹو بول رہا ہوں جناب! ــــ کوئی حکم سر" ــــ یعقوب کانڈی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس کوئی آدمی پہنچا ہے" ــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"یس سر ــــ ایک صاحب آئے تو ہیں" ــــ یعقوب کانڈی

نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ اپنا تعارف کرائیں گے ــــ ان کا نام علی عمران ہے۔ اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس گروپ کے چیف ہیں ــــ انہیں تم نے ڈلفینس لیبارٹری اور ڈلفینس سٹور کے نقشے دے دینے ہیں" ــــ حارث نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ــ کیا اس مشن میں ہم نے ان کی مزید امداد نہیں کرنی" ــــ؟ یعقوب کانڈی نے پوچھا۔

"یہ ان کی مرضی پر ہے کہ وہ ہمیں کیا احکام دیتے ہیں ــ لیڈر کا حکم ہے کہ ان کے احکامات کی مکمل طور پر تعمیل کی جائے" ــ حارث نے تحکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ــ ایسا ہی ہوگا" ــــ یعقوب کانڈی نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے فون بند کر کے واپس الماری میں رکھا اور پھر اپنا منہ کھول کر اس میں انگلی ڈال کر ایک دانت کو جھٹکا دیا۔ دوسرے لمحے ایک چھوٹی سی بٹن نما مائیکرو فلم اس کے ہاتھ میں تھی۔

"یہ لیجئے جناب! ــ ڈلفینس لیبارٹری اور ڈلفینس سٹور نمبر ون کے نقشے اس میں موجود ہیں" ــــ یعقوب کانڈی نے بٹن عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ــــ عمران نے بٹن لے کر جیب میں ڈالا اور کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیے" ــــ یعقوب کانڈی نے

مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"تم واقعی ہماری خدمت کرنا چاہتے ہو" ــــ؟ عمران نے تیز نظروں سے یعقوب کانڈی کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"بالکل جناب! ــ جب چیف کا حکم ہے تو ہم ــــ" یعقوب کانڈی نے عمران کی تیز نظروں سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"تو صرف اتنا بتا دو کہ ہمارے متعلق اب تم رپورٹ کرنل فرانک کو کہاں اور کیسے دو گے" ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"کک ــ کیا مطلب ــــ؟ کیا کہہ رہے ہیں آپ" ــــ؟ یعقوب کانڈی نے بُری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔

"نہیں بتاتے ــــ اچھا تو پھر مجھ سے سُن لو ــــ یہ بٹن جو تم نے مجھے دیا ہے اس میں مائیکرو چیکنگ سسٹم نصب ہے۔ اور تم نے صرف اشارہ دینا ہے ــــ اور جب چیکنگ سسٹم آن کیا جائے گا تو ہمارا پتہ وہ اس بٹن سے خود بخود معلوم کر لیں گے ــــ بس اتنا بتا دو کہ واقعی اس میں ــــ" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ عمران کا فقرہ مکمل ہوتا، یعقوب کانڈی نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا آستین جھٹکا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ریوالور آگیا، مگر اسی لمحے ہلکا سا دھماکا ہوا اور یعقوب کانڈی چیختا ہوا اچھل کر نیچے فرش پر جا گرا۔ عمران نے جیب کے اندر سے ہی اس پر فائر کر دیا تھا۔

گولی ٹھیک نشانے پر لگی تھی۔ اس لئے یعقوب کانڈی چند لمحوں سے زیادہ نہ تڑپ سکا۔ اور اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔

"عمران صاحب! ـــــ کیا یہ ریڈ آرمی سے ملا ہوا تھا" ـــــ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ملا ہوا نہیں تھا ـــــ بلکہ بذاتِ خود ریڈ آرمی سے متعلق تھا ـــــ ازبیلا نے اس کے پستول نکالنے پر جس طرح حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا ان نظروں نے اس کی ساری قلعی کھول دی تھی ـــــ باقی ریڈ فائر کو یقین دلانے کے لئے ڈرامہ کھیلا جا رہا تھا" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر تیزی سے اس الماری کی طرف بڑھ گیا جس میں وائرلیس فون تھا۔ اس نے وہ خفیہ خانہ کھولا اور اس میں سے وائرلیس فون نکال کر وہی نمبر ڈائل کئے جو اس سے پہلے یعقوب کانڈی نے کئے تھے۔

"یس ـــــ ریڈ فائر چیف سپیکنگ" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے حارث کی آواز سنائی دی۔

"میں عمران بول رہا ہوں ـــــ یعقوب کانڈی کب سے تمہاری تنظیم میں شامل تھا" ـــــ؟ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"تھا ـــــ کیا مطلب عمران صاحب! ـــــ وہ تو گذشتہ پانچ برس سے کام کر رہا ہے ـــــ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ اس کے بے شمار کارنامے ہیں ـــــ وہ دارالحکومت میں میرا نمبر ٹو ہے ـــــ کیا ابھی تک آپ کا شک دور نہیں ہوا" ـــــ حارث نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ گذشتہ پانچ سالوں سے وہ آپ سب کو ڈاج دے رہا تھا ـــــ تھا اس لئے کہہ رہا ہوں کہ وہ مر چکا ہے۔ اور وہ ریڈ آرمی کا خاص آدمی تھا ـــــ اور جہاں تک اس کے ثبوت کا تعلق ہے وہ آپ

اس کے خاص دفتر کی تلاشی سے حاصل کر سکتے ہیں ـــــ بہرحال اس نے اپنا اعتماد بٹھانے کے لئے ڈیفنس لیبارٹری اور ڈیفنس سٹور کا نقشہ تیار کیا تھا وہ میں نے حاصل کر لیا ہے ـــــ اور میرا مقصد بھی یہی تھا۔ خدا حافظ" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے کوئی بات سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"آؤ ٹائیگر! ـــــ اب یہاں سے نکل چلیں" ـــــ عمران نے رسیور رکھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یہ لڑکی ـــــ اس کا کیا کرنا ہے" ـــــ؟ ٹائیگر نے فرش پر بیہوش ازبیلا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"اسے چھوڑو ـــــ یہ معمولی مہرہ ہے" ـــــ عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

شط شہر کی تلاش مکمل ہو چکی تھی۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کا کہیں سے کھوج نہ نکل سکا تھا۔ اور اس وقت دفتر میں بیٹھے ہوئے کرنل فرانک اور کرنل ڈیوڈ دونوں کے چہرے قابل دید تھے۔ ہر طرف سے یہی رپورٹیں آ رہی تھیں کہ ان کا سراغ کہیں موجود نہیں ہے

"آخر انہیں زمین کھا گئی ہے ۔۔۔ یا آسمان نگل گیا ۔۔۔ سمجھ میں نہیں آ رہا" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مجھے اب بھی یہی شک ہے کہ دو روز پہلے وہ کشتی قہوہ خانے کی آڑ میں یہ لوگ نکل گئے ہیں" ۔۔۔ کرنل فرانک نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ کہ تم نے خود ان کی چیکنگ کی ۔۔۔ پھر دوسری بات یہ کہ تم نے راستے میں بھی انہیں چیک کیا اور رپورٹ کے مطابق یہ قافلہ ابھی چل رہا ہے ۔۔۔ اس کے بعد شک والی کونسی بات رہ گئی ہے" کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ کرنل فرانک کوئی تبصرہ کرتا، میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس کرنل ڈیوڈ سپیکنگ" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھا کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سر ۔۔۔ میں تل ابیب سے کیپٹن ریمنڈ بول رہا ہوں ۔۔۔ کرنل فرانک صاحب سے بات کرنی ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تل ابیب سے کوئی کیپٹن ریمنڈ تم سے بات کرنا چاہتا ہے" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے رسیور کرنل فرانک کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن ریمنڈ ۔۔۔ اوہ یقیناً وہ لوگ تل ابیب پہنچ چکے ہیں" ۔۔۔ کرنل فرانک نے بری طرح چونکتے ہوئے رسیور کرنل ڈیوڈ کے ہاتھ سے جھپٹتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے جذبات ابھر آئے تھے۔

"ہیلو ۔۔۔ کرنل فرانک سپیکنگ" ۔۔۔ کرنل فرانک نے کہا۔

"سر ۔۔۔ یہاں گولڈن بار میں عجیب حالات پیش آئے ہیں ۔۔۔ یعقوب کانڈی کے دفتر میں دو عرب نوجوان آئے ۔۔۔ اس وقت ازبیلا یعقوب کانڈی کے پاس موجود تھی ۔۔۔ ان میں سے ایک نے اپنا عجیب سا کافرستانی نام بتایا ۔۔۔ یعقوب کانڈی بھی ان سے واقف نہ تھا ۔۔۔ انہوں نے ازبیلا سے پوچھ گچھ کی اور اس کے کانوں سے مرکری رنگ اتروا لئے اور پھر ازبیلا کو بیہوش کر دیا ۔۔۔ جب ازبیلا کو ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ کمرہ خالی تھا ۔۔۔ دونوں عرب نوجوان

جا چکے تھے ـــــ یعقوب کانڈی کے دل میں گولی مار دی گئی تھی۔ ایک خصوصی وائرلیس فون بھی میز پر پڑا تھا" ـــــ کیپٹن ریمنڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان عربوں کے حلیے کیا تھے" ـــــ کرنل فرانک نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔ اور کیپٹن ریمنڈ نے ازبیلا سے پوچھے ہوئے عرب نوجوانوں کے حلیے دوہرا دیئے۔

"ان کی چیکنگ اور نگرانی کا کیا ہوا" ـــــ ؟ کرنل فرانک نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"جناب! ـــــ ازبیلا کے کانوں سے اتارے گئے رنگوں کی وجہ سے وہ ہماری نظروں میں ہیں ـــــ وہ شاہراہ طالع کی چوتھی عمارت میں موجود ہیں۔ ٹیلی مائیکرو چیکنگ کے ذریعے میں نے معلوم کرلیا ہے۔ وہ صرف دو آدمی ہیں اور اس عمارت میں کوئی اور موجود نہیں ہے۔ اور یہ عمارت کرایہ پر حاصل کی گئی ہے" ـــــ کیپٹن ریمنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ان کی مکمل اور بھرپور نگرانی کرو ـــــ لیکن مداخلت کرنے ـــــ یا سامنے آنے کی ضرورت نہیں ہے ـــــ میں خود وہیں آرہا ہوں ان میں سے ایک کا جو قدوقامت تم نے بتایا ہے وہ ہمارا مطلوبہ آدمی ہے۔ میرے پہنچنے تک انتہائی ہوشیاری سے نگرانی کرنا" ـــــ کرنل فرانک نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر! ـــــ آپ بے فکر رہیں ـــــ میں نے پہلے ہی مکمل اور بھرپور نگرانی کے انتظامات کرلئے ہیں" ـــــ کیپٹن ریمنڈ نے جواب دیا۔

"اوکے! ـــــ میں آرہا ہوں" ـــــ کرنل فرانک نے تیز لہجے میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"وہی ہوا کرنل ڈیوڈ! ـــــ جو میری چھٹی حس بتا رہی تھی ـــــ وہ لوگ تل ابیب پہنچ گئے ہیں ـــــ یعقوب کانڈی پر آج تک کسی کو شک نہ ہوسکا تھا ـــــ لیکن ان لوگوں نے جاتے ہی اسے ٹریس کرلیا ـــــ اور یہ قدوقامت اور انداز سو فیصد اس علی عمران کا ہے ہمیں فوراً وہاں پہنچنا ہے ـــــ اگر تم چاہو تو یہیں رہو۔ میں بہرحال جارہا ہوں" ـــــ کرنل فرانک نے کہا۔

"اگر وہ واقعی وہاں پہنچ گئے ہیں تو میں نے یہاں بیٹھ کر انڈے دینے ہیں ـــــ ویسے بھی یہاں سے تو ہم مایوس ہو ہی چکے ہیں"۔ کرنل ڈیوڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر کے ذریعے تل ابیب کی طرف پرواز کر رہے تھے۔

"اب مجھے یقین آرہا ہے کہ تمہاری بات درست ہوگی ـــــ لیکن وہ چیکنگ" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ میری حماقت تھی کرنل! ـــــ میرے ساتھ داؤ کھیلا گیا ہے۔ اب مجھے یقین آرہا ہے کہ جس نوجوان نے پہلے پہل بات کی تھی اور جس نے تلاشی دی تھی وہ بالکل اس علی عمران کے قدوقامت کا تھا ـــــ اس نے ہم پر نفسیاتی داؤ استعمال کیا ـــــ پہلے انکار کرا کر مجھے جوش میں لے آیا اور پھر خود ہی پہلے چیکنگ کرالی ـــــ جوش میں ظاہر ہے آدمی باریک بینی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ـــــ بہرحال اب بھی

مجھے یقین ہے کہ یہ مجھ سے بچ کر نہیں جا سکیں گے" ——— کرنل فرانک نے جواب دیا۔ اور کرنل ڈیوڈ سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ اس کا شعور اب بھی تذبذب کی کیفیت کا شکار تھا کہ یہ غیر ملکی لوگ آخر کس طرح عربوں کے مخصوص انداز میں ناچ کر سکتے ہیں۔ اس کے خیال سے مطابق یہ ناچ مخصوص قسم کا تھا۔ اور اسے باقاعدہ سیکھنے کے لئے کافی عرصہ کی ریاضت چاہیے تھی۔ جبکہ بل گارڈوں کے سامنے ناچنے والے افراد اس مہارت سے ناچ رہے تھے کہ جیسے صدیوں سے وہ یہی کام کرتے آ رہے ہوں۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی مسلسل اور تیز رفتار پرواز کے بعد ان کا ہیلی کاپٹر تل ابیب میں ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر میں اتر گیا۔

کرنل فرانک نیچے اتر کر دوڑتا ہوا اپنے دفتر کی طرف بڑھا۔ دفتر کے قریب ہی ایک لمبا تڑنگا نوجوان کھڑا تھا۔

"کیا ہوا کیپٹن ریمنڈ" ——— کرنل فرانک نے اس نوجوان کے قریب پہنچتے ہی تیز لہجے میں پوچھا۔

"سر! ——— مکمل رپورٹ موجود ہے" ——— کیپٹن ریمنڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کرنل فرانک پردہ ہٹا کر اپنے دفتر میں داخل ہو گیا۔ کیپٹن ریمنڈ اس کے پیچھے تھا۔

"کہاں ہے رپورٹ ——— جلدی دکھاؤ" ——— کرنل فرانک نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بے چین لہجے میں کہا اور کیپٹن ریمنڈ نے میز پر رکھی ہوئی ایک فائل اٹھا کر سامنے رکھ دی۔

"یہ کرنل ڈیوڈ کہاں چلے گئے ——— انہیں بلاؤ" ——— کرنل فرانک

نے فائل اپنی طرف کھسکاتے ہوئے پوچھا۔

"میں معلوم کرتا ہوں سر" ——— کیپٹن ریمنڈ نے جواب دیا اور مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ جب کہ کرنل فرانک فائل کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ فائل میں ٹائپ شدہ تین کاغذات تھے۔

"وہ اپنے ہیڈ کوارٹر چلے گئے ہیں سر" ——— کیپٹن ریمنڈ نے چند لمحوں بعد اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کون چلے گئے ہیں ——— کس کی بات کر رہے ہو" ——— کرنل فرانک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کرنل ڈیوڈ سر ——— آپ نے کہا تھا کہ ———" کیپٹن ریمنڈ نے کرنل فرانک کی بوکھلاہٹ پر حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ! ——— اچھا اچھا" ——— کرنل فرانک نے کہا اور پھر دوبارہ فائل کے مطالعے میں گم ہو گیا۔ اور کیپٹن ریمنڈ میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہوں! ——— اس کا مطلب ہے کہ وہ ابھی تک اس عمارت کے اندر ہیں ——— ان کا فون وغیرہ ٹیپ کیا ہے" ——— کرنل فرانک نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر! ——— لیکن انہوں نے اس دوران فون ہی نہیں کیا۔ جہاں جہاں وہ آتے جاتے رہے ہیں اس کی مکمل رپورٹ موجود ہے" کیپٹن ریمنڈ نے جواب دیا۔

"وہ میں نے پڑھ لی ہے ——— اس سے تو کوئی نئی بات سامنے نہیں آئی ——— بہر حال ہمیں فوری چیک کرنا ہے ——— انہیں زیادہ ڈھیل

نقصان دہ بھی ہو سکتی ہے ——— ریڈ پارٹی تیار کرو، جلدی ——— اور کوٹھی کے گرد اپنے آدمیوں کو چوکنا کر دو ——— جلدی ——— مجھے رپورٹ کرو" ——— کرنل فرانک نے کہا اور کیپٹن ریمنڈ لیس سر کہتا ہوا کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

کرنل فرانک چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— سی۔ جی۔ ون سپیکنگ" ——— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"کرنل فرانک" ——— کرنل فرانک نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر! ——— حکم سر" ——— دوسری طرف سے لہجہ یکلخت مؤدبانہ اور نرم ہو گیا۔

"تمام حساس تنصیبات اور خاص طور پر ڈیفنس لیبارٹری اور ڈیفنس سٹور نمبر ون کی چیکنگ سخت کر دو ——— پاکیشیا سیکرٹ سروس تل ابیب پہنچنے میں کامیاب ہو چکی ہے ——— گو ان کے دو افراد ہی ابھی ہماری نظروں میں آتے ہیں ——— لیکن باقی گروپ غائب ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی بڑی واردات کریں" ——— کرنل فرانک نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر! ——— آپ بے فکر رہیں سر! ——— مکمل چیکنگ اور بھرپور نگرانی ہو رہی ہے ——— جناب! ——— ہم پوری طرح ہوشیار ہیں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او۔ کے! ——— کسی مشتبہ آدمی سے پوچھ گچھ کی ضرورت نہیں۔ دیکھتے ہی گولی مار دو ——— یہ میرا آرڈر ہے" ——— کرنل فرانک نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر! ——— بے فکر رہیں سر" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل فرانک نے ——— او۔ کے ——— کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد کیپٹن ریمنڈ اندر داخل ہوا۔

"ریڈ پارٹی تیار ہے جناب" ——— کیپٹن ریمنڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— آؤ تم بھی ساتھ آؤ" ——— کرنل فرانک نے جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر تقریباً دوڑنے کے سے انداز میں وہ دفتر سے باہر نکلا۔ باہر برآمدے میں چار جیپیں موجود تھیں۔ جن میں مسلح افراد تھے۔ کرنل فرانک اور کیپٹن ریمنڈ پہلی جیپ کی طرف بڑھ گئے۔

رات چاند نہ نکلنے کی وجہ سے انتہائی تاریک تھی۔ لیکن اسرائیل کا مین مواصلاتی ٹاور اور اس کے ارد گرد کا علاقہ جگہ جگہ نصب سرچ لائٹوں کی وجہ سے دن سے بھی زیادہ روشن نظر آرہا تھا۔ یہ ٹاور تل ابیب سے بیس کلومیٹر شمال کی طرف ایک اونچی سی پہاڑی کے اوپر بنایا گیا تھا۔ ٹاور ایک ہزار فٹ بلند تھا۔ اور دُور دُور سے صاف نظر آتا تھا۔

اس ٹاور کی تنصیب جدید ترین سائنس کا ایک حیرت انگیز کارنامہ تھا۔ اور اسے تعمیر کرنے میں اسرائیلی اور ایکریمی ماہرین نے پورے پانچ سال محنت کی تھی۔ اس بلند و بالا ٹاور کے ذریعے اسرائیل کا نہ صرف مواصلاتی رابطہ پوری دنیا سے قائم ہوا تھا۔ بلکہ اس پر ایسے جدید ترین راڈار لگائے گئے تھے کہ ان کی مدد سے دُور دراز کے ممالک میں ہونے والی فوجی نقل و حرکت بھی صاف طور پر چیک کی جا سکتی تھی۔ اور اسی

ٹاور کی وجہ سے اسرائیل اپنے گرد پھیلے ہوئے عرب ممالک اور تقریباً تمام دشمن ممالک پر کڑی نگاہ رکھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ عرب اور فلسطینی ایجنٹوں نے اس ٹاور کو تباہ کرنے کے لئے کئی بار منظم حملے کرنے کی کوشش کی لیکن اس ٹاور کی ساخت اور اس کا حفاظتی نظام اس قدر جدید تھا کہ ایک مکھی بھی اس علاقے میں بغیر اجازت داخل نہ ہو سکتی تھی۔ خصوصی حفاظتی انتظامات کے لئے اس ٹاور کے گرد سو فٹ کے دائرے تک زمین سے لے کر ٹاور کی بلندی تک جی۔ ایکس ریز کا ایک دائرہ قائم کیا گیا تھا۔ یہ ریز انسانی آنکھ سے نظر نہ آتی تھیں لیکن ان ریز کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں وجود رکھنے والی ہر چیز ایک لمحے میں جل کر راکھ ہو جاتی تھی۔ اسی وجہ سے ان ریز کے گرد چاروں طرف خاردار تاروں کی باڑ لگا دی گئی تھی جن پر جگہ جگہ خطرے کے نشانات کی پلیٹیں جڑی ہوئی تھیں۔ اس خاردار تار کے گرد مزید سو فٹ کا فاصلہ چھوڑ کر بیرک نما گول عمارت بنائی گئی تھی۔ اس ساری عمارت کے اندر کوئی دیوار نہ تھی۔ یہ ایک گول اور مسلسل ہال سا بن گیا تھا جس میں داخلے اور باہر نکلنے کا صرف ایک دروازہ تھا جس پر چیکنگ کمپیوٹر نصب تھا۔ ہال کے اندر بھی جگہ جگہ چیکنگ کمپیوٹر نصب تھے۔ اس گول ہال کمرے میں انتہائی جدید ترین مشینری نصب تھی جو اس ٹاور کی مدد سے دُور دراز تک کی رپورٹیں تیار کر کے اسرائیل کی ڈیفنس کونسل کو براہ راست بھجواتی تھی۔

اس ہال نما کمرے میں موجود تمام مشینری آٹومیٹک تھی۔ صرف دروازے کے اندر شیشے کا بنا ہوا ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ اس کمرے میں

چیف کنٹرولر بیٹھتا تھا۔ اس کمرے کے اندر ایسی کمپیوٹر مشینری نصب تھی جن کی مدد سے ہال کمرے میں موجود مشینری کو نہ صرف آپریٹ کیا جاتا تھا بلکہ اگر کسی مشین میں خرابی ہو جاتی، تب بھی اُسے یہیں بیٹھے بیٹھے مرمت کیا جا سکتا تھا۔

اس کمرے کی عقبی دیوار میں ایک خفیہ دروازہ تھا جس کو کھولنے کے لئے مخصوص الفاظ کمپیوٹر میں فیڈ کرنے پڑتے تھے، تب کمپیوٹر یہ دروازہ کھولتا تھا۔ اور اس دروازے سے گذر کر اصل ہال میں داخل ہوا جا سکتا تھا۔ لیکن سوائے چیف کنٹرولر کے اور کوئی شخص اس دروازے کو کراس نہ کر سکتا تھا۔

چیف کنٹرولر اس ساری مشینری کا انچارج تھا۔ اس کا نام راجر میک تھا اور اس کا تعلق فوج سے تھا۔ کمپیوٹر ہر لمحے نہ صرف اُسے بھی چیک کرتا رہتا تھا بلکہ اس کے ذہن میں اُبھرنے والے خیالات تک بھی مسلسل چیک کئے جاتے تھے۔ اس پوری عمارت کو بم پروف بنایا گیا تھا اس پر اگر ایٹم بم بھی پھینک دیا جاتا، تب بھی اس پر کوئی اثر نہ ہو سکتا تھا۔ اس عمارت سے اوپر جانے کے لئے ایک مخصوص سیڑھی استعمال کی جاتی تھی اور اس سیڑھی میں بھی خصوصی طور پر چھوٹے کمپیوٹر نصب کئے گئے تھے اور یہی وجہ تھی کہ سوائے چیف کنٹرولر کے اور کوئی شخص اس سیڑھی کے ذریعے اوپر نہ جا سکتا تھا۔

چیف کنٹرولر کی رہائش کے لئے نیچے ایک چھوٹا سا بنگلا تھا جس میں وہ اکیلا رہتا تھا۔ اُسے صرف ہفتے میں ایک روز کے لئے شہر جانے کی اجازت تھی تاکہ وہ چند گھنٹے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ گذار سکے۔

ٹاور کی بلندی سے لے کر نیچے تک اس گول عمارت کے اوپر چاروں طرف اور نیچے فوجی بیرکوں کے اندر اور باہر جگہ جگہ تیز اور بلٹ پروف سرچ لائٹیں نصب تھیں، جو کہ خصوصی اٹیمک جنریٹر سے جلتی تھیں۔ بیرک کے چاروں کونوں میں چھوٹے چھوٹے ٹاور بنائے گئے تھے جن میں مسلح فوجی باری باری پہرہ دیتے تھے۔ وہاں سے تقریباً پانچ سو گز کے فاصلے تک بالکل صاف میدان تھا جس میں ایک جھاڑی یا درخت تک نہ تھا تاکہ کوئی شخص ان کی آڑ میں چھپ نہ سکے۔ اس میدان کے پار چاروں طرف اونچی خار دار تار کے جنگلے نصب کئے گئے تھے۔ صرف ایک جگہ پھاٹک تھا۔ جسے اندر کمپیوٹر سے کھولا اور بند کیا جا سکتا تھا۔ ان تاروں میں ہر وقت بجلی کی طاقتور رو دوڑتی رہتی تھی۔ اس قدر طاقتور رَو کہ باہر سے وہ دس فٹ کے فاصلے تک ہر چیز کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔ اور اس خار دار تار کے گرد مخصوص تربیت یافتہ کتے سارا دن اور ساری رات گھومتے رہتے تھے۔ انہیں ایسی تربیت دی گئی تھی کہ وہ اپنی ڈیوٹی دے کر خود ہی واپس اپنے جنگلے میں پہنچ جاتے تھے۔ تمام کام بالکل آٹومیٹک انداز میں ہوتا رہتا تھا۔ غرضیکہ اس ٹاور اور اس کے گرد موجود مشینری کو ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ شروع شروع میں فلسطینی گوریلوں اور عرب ایجنٹوں نے اس پر حملے کی کوششیں کیں۔ لیکن پھر وہ اسے ناقابل تسخیر سمجھ کر چھوڑ گئے۔ اور اب کوئی میلی آنکھ سے بھی ادھر دیکھنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی کی آواز سنتے ہی بستر پر لیٹا ہوا چیف کنٹرولر

راجر میک چونک کر اٹھ بیٹھا۔ وہ ابھی ابھی تمام چیکنگ کر کے اپنے کمرے میں آکر دراز ہوا تھا۔ رات کے اس وقت ٹیلیفون کی گھنٹی نے اسی وجہ سے اُسے چونکا دیا تھا کہ اس وقت اُسے کسی ٹیلیفون کال کی آمد کی یکسر توقع نہ تھی۔

"یس — چیف کنٹرولر ٹیلی کمیونیکیشن ٹاور سپیکنگ" — راجر میک نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں سی۔ جی۔ ون بول رہا ہوں — آپ کو اطلاع دینی تھی" — دوسری طرف سے ایک کرخت آواز ابھری۔

"کیسی اطلاع — فرمایئے" — راجر میک نے چونکتے ہوئے کہا۔ وہ نئے قائم کردہ سی۔ جی ڈیپارٹمنٹ سے اچھی طرح واقف تھا۔ یہ نیا ڈیپارٹمنٹ ابھی حال ہی میں صدر مملکت کے خصوصی احکامات کے تحت قائم کیا گیا تھا اور اس کے ذمے پورے ملک کے حساس مراکز کی نگرانی اور چیکنگ تھی۔ یہ ڈیپارٹمنٹ براہ راست ریڈ آرمی کے تحت تھا۔ چونکہ ٹاور کے حفاظتی انتظامات پہلے ہی ایسے تھے کہ مزید نگرانی اور انتظامات کی قطعی کوئی گنجائش نہ تھی۔ اس لئے اس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہاں کوئی ٹیم تو نہ بھیجی گئی تھی لیکن صدر مملکت اور ڈیفنس کونسل کی طرف سے اُسے سی۔ جی کے احکامات کی تعمیل کا پابند ضرور کر دیا گیا تھا۔ اس لئے سی۔ جی۔ ون کی کال سُن کر اس نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا تھا۔ ورنہ راجر میک اپنے حلقے میں بھوکی بلی کے نام سے مشہور تھا۔ وہ بات بات پر کاٹنے کو دوڑتا تھا۔ اور بڑے سے بڑے آفیسر کی پرواہ نہ کرنے کا عادی تھا۔

"ابھی ریڈ آرمی کے چیف کرنل فرانک نے اطلاع دی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تل ابیب پہنچنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ اس لئے تمام حساس مراکز کی نگرانی سخت کر دی گئی ہے — آپ بھی مزید محتاط ہو جائیں" — سی۔ جی۔ ون نے کہا۔

"آپ بھی کمال کرتے ہیں جناب! — پاکیشیا سیکرٹ سروس اس ٹاور کا کیا بگاڑ سکتی ہے — ہاں! — اگر انہوں نے خودکشی کرنی ہے تو ضرور ادھر آجائیں — آپ بے فکر رہیں جناب! — یہاں تو ہوا بھی اندر داخل نہیں ہو سکتی — انسان تو ایک طرف رہا" — راجر میک نے عادت کے مطابق سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اُسے درحقیقت سی۔ جی۔ ون کی اس اطلاع پر بے حد غصہ آیا تھا۔ لیکن عہدے کی مجبوری کی وجہ سے اس نے خون کے گھونٹ بھر لئے تھے۔

"وہ ناممکن کو ممکن بنا دینے میں ہی پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ مسٹر راجر میک! — اگر ٹاور کے گرد کسی بھی مشکوک حرکت کی آپ کو اطلاع ملے — تو آپ نے فوراً ہمیں اطلاع دینی ہے اِٹ اِز ڈیوٹی سمجھے — گڈ بائی" — دوسری طرف سے سی۔ جی۔ ون نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ہونہہ! — ناممکن کو ممکن — پتہ نہیں حکومت ایسے ڈرپوک اور جاہل آدمیوں کو ایسے عہدے کیوں دے دیتی ہے — احمق کہیں کا — نانسنس" — راجر میک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور رسیور رکھ کر دوبارہ ایک طرف رکھی کتاب اٹھا کر پڑھنے میں مصروف

ہوگیا۔ اور ابھی اُسے پڑھتے ہوئے آدھا گھنٹہ ہی گذرا ہو گا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"پھر کیا مصیبت آگئی ــــ ان کے اعصاب پر تو پاکیشیا سیکرٹ سروس سوار ہوگئی ہے" ــــ راجر میک نے غصیلے انداز میں کتاب ایک طرف رکھتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس ــ راجر میک" ــــ اس بار اس نے عہدہ بتانے کی بجائے صرف نام ہی بتلانے پر اکتفا کیا تھا۔

"سر! ــ میں لوٹنی بول رہا ہوں چیکنگ پوسٹ نمبر ون سے۔ جناب! ــ دو سیاہ رنگ کی جیپیں دُور جھاڑیوں کے پیچھے آکر رُکی ہیں ــ ان میں سے کچھ افراد نکل کر جھاڑیوں کے پیچھے چھُپ گئے ہیں۔ ان کی حرکات انتہائی مشکوک لگ رہی ہیں" ــــ چیکنگ پوسٹ نمبر ون کے انچارج لوٹنی کی آواز سنائی دی۔

"کتنے فاصلے پر یہ لوگ موجود ہیں" ــــ ؟ راجر میک نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"تقریباً آدھے کلومیٹر کا فاصلہ ہے جناب" ــــ لوٹنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے شراب تو نہیں پی رکھی احمق آدمی ــ نانسنس ــ اُلّو۔ تمہیں معلوم ہے کہ ادھر آدھے کلومیٹر پر ملٹری آپریشن فیلڈ ہے جہاں اکثر ملٹری فیلڈ پروگرام کرتی رہتی ہے" ــــ راجر میک نے گلا پھاڑتے ہوئے کہا۔

"لیکن جناب! ــ ملٹری کے افراد کی حرکات تو ہم دیکھتے رہتے ہیں ــ یہ ان سے مختلف ہیں" ــــ لوٹنی نے دبے لہجے میں کہا۔

"تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے ــــ وہاں نقل و حرکت کرنے سے اگر وہ مشکوک بھی ہیں تب بھی ہمارا کیا بگاڑ لیں گے ــ آئندہ مجھے اس طرح ڈسٹرب کرنے کی کوشش کی تو گولی مار دونگا" ــــ راجر میک نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"سب لوگ احمق ہوتے جا رہے ہیں ــ ڈرپوک ــ بزدل" ــ راجر میک نے کہا اور کتاب ایک طرف پھینک کر اس نے ٹیبل لیمپ بند کیا اور آنکھیں بند کرلیں۔ چند بار پہلو بدلنے کے بعد اس کی آنکھ لگ گئی اور کمرہ خراٹوں سے گونج اٹھا۔

تھوڑی دیر تک اس کے خراٹوں سے کمرہ گونجتا رہا پھر یہ خراٹے یکلخت رُک گئے اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ انتہائی ہوشیار نیند سونے کا عادی تھا۔ حالانکہ طبعی طور پر خراٹے گہری نیند کا نتیجہ ہوتے ہیں لیکن راجر میک کی شروع سے یہی عادت تھی کہ وہ خراٹے لینے کے باوجود ہوشیار نیند سوتا تھا۔ اور ذرا سی آہٹ پر جاگ پڑتا تھا۔ اب بھی اسے باہر کسی کے قدموں کی ہلکی سی آواز سنائی دی تھی اور اس کے حساس ذہن نے فوراً اسے بیدار کر دیا تھا۔ قدموں کی چاپ اب سنائی نہ دے رہی تھی۔ ہر طرف سکوت طاری تھا۔ لیکن راجر میک جانتا تھا کہ اس کے ذہن نے اُسے غلط سیچوایشن نہیں دی ہوگی۔ اس نے بڑی احتیاط سے ہاتھ بڑھایا اور پھر سائیڈ ٹیبل پر رکھے ہوئے ریوالور کے دستے پر اس کی گرفت مضبوط ہوگئی۔ نائٹ بلب کی نیلی روشنی میں

کمرے کی ہر چیز صاف دکھائی دے رہی تھی۔

راجر میک کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ چونکہ اُسے کسی قسم کے خطرے کا کوئی احساس نہ تھا اس لئے وہ دروازہ اندر سے بند کرنے کا عادی نہ تھا۔ اور اب بھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ قدموں کی چاپ کس کی ہو سکتی ہے۔ کوئی غیر آدمی تو یہاں تک پہنچ ہی نہ سکتا تھا۔ لیکن کسی اپنے کو بھی یہ جرأت کبھی نہ ہو سکتی تھی کہ وہ اس طرح چوروں کی طرح اندر داخل ہو۔

"کیا یہاں کوئی بک چکا ہے" ——— راجر میک نے دل ہی دل میں سوچا اور اسی لمحے اس نے دروازے کے پٹ آہستہ سے کھلتے دیکھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی انتہائی احتیاط سے دروازہ کھول رہا ہو۔

راجر میک نے ہونٹ بھینچ لئے۔ چند لمحوں بعد دروازے کا ایک پٹ کھلا اور دوسرے لمحے ایک نسوانی آواز سنائی دی اور راجر میک یہ آواز سنتے ہی بوکھلاہٹ بھرے انداز میں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"سنو! ——— تم دونوں نے یہاں ایسی حرکات کرنی ہیں جیسے تم مشکوک افراد ہو ——— ریڈ آرمی لازماً تمہیں چیک کرے گی اور ہو سکتا ہے کہ ریڈ بھی کرے۔ جیسے ہی اس کا ریڈ ہو تم نے نکل جانا ہے۔ لیکن اس وقت تک تم دونوں نے انہیں الجھائے رکھنا ہے" ——— عمران نے اپنی اور ٹائیگر کی قد و قامت کے دو عرب نوجوانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ ازبیلا کے کانوں سے اترے ہوئے رنگ اس کے ہاتھ میں تھے۔

"جناب! ——— اب بھی تو چیکنگ ہو رہی ہو گی" ——— ایک عرب نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ——— جب تک میں ان رنگوں میں موجود مائیکرو ٹیلی سسٹم آن نہیں کروں گا انہیں یہاں کے بارے میں معلومات نہیں ہوں گی۔ بے فکر رہو ——— میں چاہتا ہوں کہ تم ریڈ آرمی کو اس طرح الجھائے رکھو کہ وہ کسی اور طرف متوجہ ہی نہ ہو سکے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران اور ٹائیگر نے گولڈن بار سے نکلنے کے بعد حارث کے نائب الورزاق کی مدد سے یہ کوٹھی حاصل کی اور ریڈ فائر کے دو ایسے نوجوانوں کو طلب کیا جو بالکل عمران اور ٹائیگر کی قدوقامت کے ہوں۔ جولیا اور اس کے ساتھی دوسرے مقام پر تھے۔ اور عمران نے یہاں پہنچتے ہی حارث کے نائب الورزاق کی مدد سے اپنا پہلا ٹارگٹ منتخب کر لیا تھا۔

تل ابیب پہنچتے ہی عمران نے شاکر سرات کے کہنے کے مطابق براہ راست حارث سے بات کی اور اس نے عمران کو بتایا کہ گولڈن بار کا یعقوب کانڈی یہاں اس کا نمبر دو ہے۔ وہ سارے انتظامات بھی کرے گا اور اس کے پاس ڈیفنس لیبارٹری اور ڈیفنس سٹور نمبر ون کے نقشے بھی موجود ہیں۔

عمران نے حارث سے کہہ کر ایک خفیہ کوٹھی کا بندوبست براہ راست کرایا جس کا تعلق یعقوب کانڈی سے نہ تھا۔ کیونکہ باتوں باتوں میں حارث نے اُسے بتایا تھا کہ ریڈ آرمی کا کرنل مارگن ایک بار یعقوب کانڈی سے مشکوک ہو چکا ہے۔ لیکن یعقوب کانڈی نے اپنی عیاری سے اُسے ڈاج دے دیا تھا۔ اس وقت کرنل فرانک بھی کرنل مارگن کے ساتھ تھا۔ اسی بات سے عمران ذہنی طور پر کھٹک گیا تھا۔ کیونکہ وہ ریڈ آرمی کے اصولوں کو اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ مشکوک افراد کو ڈھیل دینا تو جانتے ہی نہ تھے یہی وجہ تھی کہ اس نے یعقوب کانڈی سے ہٹ کر اپنی رہائش کا بندوبست کیا تھا۔ اور اس نے حارث کو کہہ دیا تھا کہ وہ یعقوب کانڈی کو پہلے چیک کرے گا پھر اس سے مزید بات چیت ہو گی۔ حارث نے اُسے بہت یقین دلایا کہ یعقوب کانڈی ان کا خاص آدمی ہے۔ لیکن

ہے کہ عمران اس کی بات اتنی آسانی سے کہاں ماننے والا تھا اس ب تک کی کامیابی کا راز تو اسی طرح کی احتیاطوں میں ہی تھا چنانچہ ہی ہوا۔ عمران صرف ٹائیگر کو ہمراہ لے کر گولڈن بار پہنچا اور پھر اس کی بز نظروں نے چند ہی لمحوں میں بار کی نگرانی پر موجود افراد کو چیک کر لیا۔ اس کے بعد از بیلا کی نظروں نے سارا بھانڈا پھوڑ دیا۔ لیکن عمران بہرحال اس سے نقشے حاصل کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے اس وقت تک یعقوب کانڈی پر شک ظاہر نہ کیا جب تک وہ نقشے اس کے پاس نہ پہنچ گئے۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ نقشے کسی حد تک درست ہوں گے کیونکہ اعتماد تمام کرنے کے لئے ایسے حربے اختیار کئے جاتے ہیں۔ خطرہ انہیں اس لئے نہ تھا کہ وہاں تک کسی کے پہنچنے سے پہلے ہی یعقوب کانڈی کی مدد سے وہ گروپ کو ختم کر دیتے۔ اس طرح ان نقشوں کے استعمال کی نوبت ہی آتی۔

عمران اور ٹائیگر بار سے اس طرح نکلے کہ کسی کو ان پر شک نہ ہو سکا۔ د پھر عمران نے پبلک بوتھ سے حارث کو فون کر کے ساری صورت حال سکس کی تو حارث کی آواز بُری طرح کانپنے لگ گئی۔ اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ یعقوب کانڈی جیسا آدمی بھی غدار ہو سکتا ہے۔ بہرحال رث نے اُسے دوسرے آدمی کا پتہ دیا۔ یہ الورزاق تھا۔ ریڈ فائر کے یک اور گروپ کا انچارج۔ جو یعقوب کانڈی سے بھی خفیہ تھا اور پھر ورزاق کی مدد سے عمران نے یہ کوٹھی اور دو عرب نوجوان حاصل کئے ور اب انہیں اپنی جگہ چھوڑ کر وہ ریڈ آرمی کو اس وقت تک الجھانا چاہتا تھا جب تک وہ اپنا پہلا مشن نہ مکمل کر لیتا۔ اس پہلے مشن کے متعلق

جی باتوں باتوں میں لُسے ابوزراق سے پتہ چلا تھا۔ اور یہ ٹارگٹ اُ
بے حد پسند آیا۔ چنانچہ اب یہاں سے نکل کر اس کا پروگرام ابوزراق
ذاتی طور پر مل کر اس ٹارگٹ کے متعلق مزید تفصیلات حاصل کرنا تھا
چنانچہ ان دونوں نوجوانوں کو رنگز کا سسٹم آن کرنے کے متع
سمجھا کر عمران اور ٹائیگر کوٹھی سے باہر آگئے۔ عمران نے انہیں بتا دیا
کہ جب تک وہ فون نہ کرے وہ اس رنگ کا سسٹم آن نہ کرے
زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کرنا چاہتا تھا۔

کوٹھی سے نکلنے کے بعد ٹائیگر اور عمران اس کار میں بیٹھ کر جس
دونوں نوجوان آئے تھے ابوزراق کے پاس پہنچ گئے۔ ابوزراق کا
بظاہر جنرل سٹور کی ایک بہت بڑی دکان تھی۔ وہ اپنے قدوقامت
حلیئے سے صرف کاروباری آدمی نظر آتا تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں
تیز چمک اور فراخ پیشانی بتا رہی تھی کہ وہ بے حد پڑھا لکھا اور ذہین آدمی

ہاں تو ابوزراق! ـــ اب تم تفصیل سے بتاؤ کہ یہ ٹاور کیا ہے
اور اس کی تفصیلات کیا ہیں" ـــــــ عمران نے دکان کے پیچھے
بنے ہوئے ابوزراق کے دفتر میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ ابوزراق سے
پہلے بھی اس کی ملاقات ہو چکی تھی جب وہ پہلی مہم[1] کے سلسلے میں تل ابیب
آیا تھا۔ اس وقت فلسطینی تنظیم کا لیڈر ابوصالح تھا اور ابوزراق اس
نائب تھا۔

"عمران صاحب! ـــ یہ ٹاور ناقابلِ تسخیر ہے ـــ آپ اس
خیال چھوڑ دیں ـــ ہم اس ٹاور کی وجہ سے اب تک سینکڑوں قیمتی
آدمی ضائع کر بیٹھے ہیں" ـــــــ ابوزراق نے سنجیدہ لہجے میں کہا

[1]: اس کے لئے انتہائی دلچسپ ناول "ناقابلِ تسخیر مجرم" پڑھیئے۔

چلو اب اگر بے قیمت آدمی ضائع ہو جائیں گے تو کوئی فرق نہیں
ـے گا ـــ تم تفصیل بتاؤ ـــ اور سنو! ـــ میرے پاس اتنا وقت
ہے کہ میں یہاں آکر ہدایت نامہ کی چیزیں سُنتا رہوں" ـــ عمران
جہ قدرے تلخ ہو گیا تھا۔

ٹھیک ہے جناب! ـــ جیسا آپ مناسب سمجھیں" ـــــــ ابوزراق
مزید سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز سے ایک پیڈ
ور اس کے خالی کاغذ پر اس نے باقاعدہ نقشہ بنا کر ٹاور کے متعلق
ن تفصیلات عمران کو سمجھانا شروع کر دیں۔ عمران اور ٹائیگر خاموش
ے غور سے یہ سب باتیں سُن رہے تھے۔ ٹائیگر کے چہرے اور
وں سے شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے جب کہ عمران کا چہرہ بالکل
ٹ تھا۔

حیرت ہے ـــ اس قدر حفاظتی انتظامات ـــــ" ٹائیگر نے
تے ہوئے کہا۔ ابوزراق اس وقت تفصیلات بتا کر خاموش ہو چکا تھا
"یہ سب تفصیلات تمہیں کیسے معلوم ہوئیں" ـــ ـــ عمران نے
ذ اٹھا کر اُسے تہہ کرتے ہوئے پوچھا۔

سب سے پہلے میں نے اسے تسخیر کرنے کے لئے مشن ترتیب دیا
در میں نے اس کے لئے بڑی بھاگ دوڑ کر کے تفصیلات جمع کی تھیں
یہ مشن کیا، اس کے بعد بے شمار مشن بری طرح ناکام ہو گئے اور آخر کار
نے اسے تسخیر کرنے کا خیال تک ذہن سے نکال دیا ـــ یہ تو ٹھیک ہے
ترح باتوں باتوں میں آپ سے اس ٹاور کا ذکر آگیا" ـــ ابوزراق نے کہا۔
تم نے اچھا کیا کہ مجھ سے ذکر کر دیا ـــــ یہ ٹاور اسرائیل کے لئے

ڈیفنس لیبارٹری اور ڈیفنس سٹور نمبر وَن سے بھی زیادہ اہم ہے۔ ای
ان دونوں مقامات کے متعلق چونکہ وہ پہلے ہی خبردار ہو چکے ہیں۔ اس
لئے ظاہر ہے کہ وہاں انہوں نے مزید اقدامات کر رکھے ہوں گے اس
لئے اگر ہم پہلے ٹاور اڑا دیں تو پوری اسرائیلی انتظامیہ شدید بوکھلاہٹ کی زد
میں آجائے گی" ــــــ عمران نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے
جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب! ــــ یہ ہوگا کیسے" ــــ؟ ابوزراق نے
حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ اس کا شاید خیال تھا کہ تفصیلات سننے کے
بعد عمران لازماً اس کا ارادہ ترک کر دے گا۔

"جیسے ہوگا ــــ تمہارے سامنے ہوگا ــــ یہ بتاؤ اگر میں کچھ سامان
حاصل کرنا چاہوں تو مل جائے گا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"جو میسر ہوگا جناب! ــــ وہ تو لازماً مل جائے گا" ــــ ابوزراق
نے کہا۔

عمران نے پیڈ اپنی طرف کھسکا کر اس پر سامان کی فہرست لکھنا شروع
کر دی۔ جب اس نے فہرست کے نیچے لکیر ڈالی تو ابوزراق بول پڑا۔
"بالکل جناب! ــــ یہ سامان مل جائے گا ــــ لیکن یہ سدھایا
لنگور" ــــ ابوزراق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"یہ منصوبے کے لئے بیحد ضروری ہے۔ اس کا ٹرینر بھی ساتھ
چاہیئے ــــ اور سنو! ــــ چیف کنٹرولر کی بیوی اور بچوں کے متعلق تمہارے
پاس کوئی تفصیلات ہیں" ــــ عمران نے کہا۔
"بالکل جناب" ــــ ابوزراق نے کہا اور پھر وہ ان کے متعلق تفصیلات

بتانے لگا۔

"اوکے! ــــ تم یہ سامان کوٹھی لے آؤ ــــ ہم لوگ وہیں جا رہے
ہیں" ــــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور ابوزراق نے سر ہلا دیا اور پھر وہ
انہیں باہر تک چھوڑنے آیا۔

"عمران صاحب! ــــ آخر آپ نے سوچا کیا ہے ــــ سامان سے
تو کوئی خاص بات ظاہر نہیں ہو رہی" ــــ ٹائیگر نے کار چلاتے ہی کہا۔
"تو تمہارا خیال تھا کہ میں سامان کی فہرست میں دو چار جن بھوت بھی
درج کروں گا ــــ تاکہ ان کی مدد سے ٹاور تباہ کیا جا سکتا" ــــ عمران
نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر جھینپ کر خاموش ہو گیا۔
تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی پہنچ گئے جہاں جولیا اور اس کے ساتھی
موجود تھے۔

"یہ تم کہاں سیریں کرتے پھر رہے ہو ــــ کچھ ہمیں بھی بتاؤ کہ اب
کیا پروگرام ہے" ــــ جولیا نے جاتے ہی عمران کو آڑے ہاتھوں لیا۔
"بھئی مجھے تو اس گشتی قہوہ خانے نے بڑا لطف دیا ہے۔ اس لئے
میں تو اب مستقل طور پر یہی دھندہ کروں گا ــــ ناچو گاؤ اور نوٹ کماؤ۔
واہ واہ! ــــ جولیا کے ہاتھ سے قہوہ لینے کے لئے تو پورا اسرائیل امڈ
پڑے گا" ــــ عمران نے کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔
"بکواس مت کرو ــــ سیدھی طرح بتا دو عمران ورنہ ــــ" جولیا
نے دانت پیستے ہوئے کہا۔
"ورنہ میں تنویر کو بلا لونگی ــــ یہی کہنا چاہتی ہو ــــ بے شک
بلا لو ــــ وہ بھی ناچنے میں بڑا ماہر ہے ــــ تنویر کے آنے سے گاہکی

بڑھ جائے گی ــــ ویسے بھی تنویر سے ڈبل کام لیا جا سکتا ہے ــ جب
تم قہوہ بیچتے بیچتے تھک جاؤ گی تو تنویر آسانی سے تمہاری جگہ لے سک
ہے ــ کسی عرب کو مجال ہے شک پڑ جائے" ــــ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ــ اب تک میں نے آپ سے کوئی بات نہیں کی
صرف اس لئے کہ یہ مشن میرے نقطہ نظر سے انتہائی اہم ہے اس لئے
پلیز ــ آپ میرے منہ نہ لگیں ورنہ ــــ" تنویر نے تلخ لہجے میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ــ یعنی مشن کی اہمیت یہی ہے کہ تنویر خاموش رہے ــ
تمہارے بولنے سے مشن کی اہمیت ختم ہو جائے گی ــ لوسن لومس جولیا
تم خوامخواہ مجھ سے ناراض ہو جاتی ہو" ــــ عمران نے مضحکہ اڑانے
کے سے انداز میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی عمران کی بات کا جواب دیتا۔ پاس پڑے
ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس مسٹ منگ سپیکنگ" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں
کہا اور اس کا نام سن کر غصے میں بھری بیٹھی جولیا بھی بے اختیار
مسکرا دی۔

"یہاں عمران صاحب ہوں گے ــ میں نے ان سے بات کرنی ہے"
دوسری طرف سے حارث کی آواز عمران کو سنائی دی۔

"عمران صاحب! ــ سوری صاحب تو یہاں کوئی نہیں ــ سارے
ہی دیسی لوگ ہیں ــ صاحبوں سے ملنے کے لئے تمہیں ولایت جانا پڑے

گا" ــــ عمران نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ! ــــ میں حارث بول رہا ہوں۔
مجھے ابھی ابھی ابو رزاق نے بتایا ہے کہ آپ ٹاور پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔
عمران صاحب! ــ وہ تو قطعی ناممکن ٹارگٹ ہے اور ان حالات میں
ہم آپ کو ضائع نہیں کرنا چاہتے ــــ اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ
کوئی اور ٹارگٹ منتخب کر لیں" ــــ حارث نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ میرا خیال ہے کہ میں اپنے گروپ سمیت یہاں
کے کسی بینک کا لاکر توڑ کر رقم نکال لاؤں ــــ یا پھر کسی دکاندار کو ریوالور
دکھا کر اس کا کیش بکس اٹھا لاؤں ــ کیا خیال ہے ــــ کیسے ٹارگٹ
ہیں یہ دونوں" ــــ عمران نے انتہائی طنزیہ لہجے میں بات کرتے
ہوئے جواب دیا۔

"اوہ عمران صاحب! ــ میرا یہ مطلب نہ تھا بلکہ ــــ" حارث
نے عمران کا طنز محسوس کرتے ہوئے بوکھلا کر کہنا چاہا۔

"ریڈ فائر چیف صاحب! ــ آپ اپنے قیمتی مشورے اپنے پاس
رکھیں ــ سمجھے ــــ آئندہ مجھے مشورہ دینے پر اپنا قیمتی وقت ہرگز
ضائع نہ کیا کریں ــ اگر میں اس طرح مشورے ماننے کا عادی ہوتا، تو
اب تک شادی کر کے بچوں کی کتابیں اور کاپیاں خریدتا پھرتا" ــــ عمران
کا لہجہ یکلخت انتہائی تلخ ہو گیا۔

"اوہ سوری سر! ــ ویری سوری سر! ــ واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی
میں آئندہ محتاط رہوں گا سر" ــــ دوسری طرف سے حارث نے معذرت
بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ابورزاق سے کہیں کہ سامان مجھ تک پہنچا دے ــــ اور بس ــ اس کے بعد کیا ہوتا ہے کیا نہیں ہوتا ــــ یہ میرا مسئلہ ہے" ــــ عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"یہ ٹاور کا کیا مسئلہ ہے" ــــ جولیا نے پوچھا۔ اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ابورزاق والا کاغذ نکالا اور ان کے سامنے بچھا کر ساری تفصیلات بتانے لگا۔

"اوہ! ــ پھر تو یہ حارث صاحب ٹھیک کہہ رہے تھے ــ یہ مشن نہیں ــ خودکشی ہے" ــــ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سنو جولیا! ــ آئندہ ایسی بات کم ازکم میرے سامنے منہ سے نہ نکالنا ــ تم ایکسٹو کی نائب اور سیکرٹ سروس کی سیکنڈ چیف ہو۔ میں تو بہرحال باہر کا آدمی ہوں ــــ لیکن مجھے اتنا معلوم ہے کہ ایکسٹو اگر تمہاری یہ بات سن لیتا تو پھر شاید تنویر بھی تمہیں اس کے عتاب سے نہ بچا سکتا ــــ ہم یہاں گڑیاں کھیلنے نہیں آتے ــــ اسرائیل کو ناک ڈاؤن کرنے آئے ہیں ــــ اسرائیل کو اپنی طاقت پر گھمنڈ ہے اور ہم نے اس کی طاقت کے اس گھمنڈ کو توڑنا ہے ــــ پہلے تو شاید میں کچھ اور کرتا ــــ لیکن اب یہ مشن تم نے پورا کرنا ہے۔ تم اس مشن کی انچارج ہو ــ جو پروگرام جی چاہے بناؤ ــــ بس اس ٹاور کو تباہ ہونا چاہیئے" ــــ عمران نے یکلخت بدلے ہوئے لہجے میں کہا اور جولیا حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھتی رہ گئی۔

"آئی ایم سوری! ــــ یہ کام مجھ سے نہ ہو سکے گا ــــ ایکسٹو نے تمہیں ہمارا لیڈر بنا کر بھیجا ہے اس لئے تم ہی ہمیں لیڈ کرو گے" ــــ جولیا

نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"مطلب یہ کہ بینڈ ماسٹر میں ہی بنوں ــــ تم صرف بس باجے بجاتے رہ جاؤ" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کے اس طرح گرگٹ سے بھی زیادہ تیزی سے رنگ بدلنے پر عمران کے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"رقم بھی تو بینڈ ماسٹر ہی جمع کرتا ہے ــــ میرا مطلب ہے تعریف سے" ــــ صفدر نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"چلو اس بار تعریف تم لے جانا ــــ رقم مجھے دے دینا ــ بس پھر تو تم خوش ہو" ــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ــــ آخر آپ نے اس مشن کے لئے کوئی منصوبہ تو بنایا ہوگا" ــــ کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بالکل بنایا ہے ــــ اسی منصوبے کے تحت تو سامان منگوایا ہے ٹائیگر تو کہہ رہا تھا کہ فہرست میں دو چار جن بھوت بھی لکھ دو ــــ مگر میں دراصل جن بھوتوں سے بہت ڈرتا ہوں ــــ سنا ہے خوبصورت عورتوں کو فوراً چمٹ جاتے ہیں ــــ کیوں تنویر" ــــ عمران نے ایک بار پھر شرارت بھرے لہجے میں کہا اور تنویر بجائے غصہ کرنے کے بے اختیار ہنس پڑا۔

"بات سے بات نکالنا تو کوئی تم سے سیکھے ــــ وہ منصوبہ تو بتاؤ" ــ تنویر نے کہا۔

"منصوبہ بندی تو اصل مسئلہ ہے ــ کم بچے خوشحال گھرانہ ٹائپ کا منصوبہ ــ اگر چاہیئے تو پھر اس کے ــــ" عمران کی

زبان ایک بار پھر چل پڑی۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں دو مختلف سمتوں سے اس ٹاور پر حملہ کرنا چاہیے تاکہ محافظوں کی توجہ بٹ جائے" ___ صفدر نے عمران کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک تجویز آرہی ہے ___ کیوں نہ ہم ایک بڑی سی پتنگ لے کر اس کے ساتھ خوفناک قسم کا بم باندھ کر اسے اڑا دیں ___ اور پھر پتنگ کو غوطہ دے کہ یہ بم ٹاور کے عین اوپر ٹکرا دیں" چوہان نے کہا۔

"واہ! ___ کیا ذہن پایا ہے تم نے ___ پہلے تو ایسی پتنگ ہونی چاہیے جو ایک ہزار فٹ کی بلندی تک اُڑ سکے ___ پھر اس قدر بڑی ہو کہ اس کے ساتھ بم بندھا ہو ___ پھر ہوا کا رُخ ٹاور کی طرف ہو ___ اور آخری بات یہ کہ ___" عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آئیڈیا بُرا نہیں عمران صاحب! ___ آپ نے خوامخواہ چوہان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا ہے" ___ صفدر نے کہا۔

"اگر اچھا آئیڈیا ہے تو بسم اللہ! ___ جا کر اڑاؤ پتنگیں ___ اور لڑاؤ پیچ" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کو کوئی جواب دیتا، ایک عرب نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ اس کوٹھی میں بطور محافظ رکھا گیا تھا۔

"سر! ___ ابورزاق صاحب نے سامان بھجوایا ہے ___ باہر برآمدے میں ہے" ___ عرب نوجوان نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اتنی جلدی آگیا ___ چلو ٹھیک ہے۔ یہیں لے آؤ۔ اور سنو!

چار جیپوں کا بندوبست کرو" ___ عمران نے کہا۔

"ہو جائے گا سر" ___ عرب نوجوان نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد دو اور عرب نوجوان دو بڑے بڑے تھیلے اٹھائے اندر داخل ہوئے۔ جب کہ تیسرے نے ایک پنجرہ اٹھایا ہوا تھا جس میں سیاہ رنگ کا ایک بڑا سا لنگور بیٹھا ہوا تھا۔

"ارے یہ لنگور ___ یہ کیوں منگوایا ہے" ___ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تقریباً سارے ممبران نے ہی بیک زبان ہو کر پوچھا۔

"میں نے سوچا کہ بس اسی کی کمی رہ گئی ہے ٹیم میں ___ وہ پوری ہو جائے" ___ عمران نے کہا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"ابورزاق کہاں ہے" ___؟ عمران نے پوچھا۔

"وہ آرہے ہیں جناب! ___ کچھ تھوڑا سا سامان رہ گیا ہے، وہ خود لے کر آرہے ہیں" ___ عرب نوجوان نے جواب دیا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ سامان وہیں کمرے میں رکھ کر باہر نکل گئے۔

"سنو دوستو! ___ اب میرا منصوبہ سن لو ___ شاید تمہیں پسند آجائے ___ ٹاور کے گرد جی۔ ایس ریز کا دائرہ قائم کیا گیا ہے ___ یہ ایسی ریز ہیں جو انسانی آنکھ سے نظر نہیں آتیں اور جو بھی ان ریز کے دائرے میں داخل ہو جاتے وہ فوراً جل جاتا ہے ___ لیکن اسے جانور بالکل آسانی سے دیکھ سکتے ہیں ___ جی۔ ایس ریز کا مرکز ٹاور کے اوپر والے حصے پر رکھا گیا ہوگا۔ کیونکہ یہ ریز عمودی یعنی نیچے سے

اوپر تک جانے کی بجائے اوپر سے نیچے کی طرف آتی ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے ان ریز کا مرکز ٹاور کی چوٹی ہوگی ـــــ اب مسئلہ یہ ہے کہ ان ریز کو کراس کیسے کیا جائے تو اس کا سائنسی طور پر ایک ہی حل ہے ـــ یہ ریز باقی ہر چیز کو جلا دیتی ہیں ـــ صرف ایک چیز ایسی ہے جس پر یہ اثر نہیں کرتیں ۔ اور وہ ہے مالغم اور شہد کا مکسچر"۔ عمران نے جواب دیا۔

"شہد تو خیر سمجھ میں آگئی ـــ لیکن یہ مالغم کیا چیز ہے" ـــ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مالغم ایک مخصوص قسم کی خوشبو کا سائنسی نام ہے ـــ جس طرح ہر انسان اور جانور کے جسم سے ایک مخصوص قسم کی بُو یا خوشبو نکلتی ہے اسی طرح دنیا میں ایک جانور ایسا ہے جس کے جسم سے نکلنے والی خوشبو کو مالغم کہتے ہیں" ـــ عمران نے اس طرح سمجھانا شروع کر دیا جس طرح پروفیسر کلاس میں کھڑے ہو کر لیکچر دیتے ہیں۔

"اور وہ تو اس لنگور کے جسم سے نکلتی ہوگی" ـــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"صرف لنگور ہی نہیں ـــ بلکہ ہر بندر کے جسم سے نکلنے والی خوشبو کو مالغم کہتے ہیں ـــ سیاہ لنگور کے جسم سے نکلنے والی مالغم باقی بندروں کی نسبت بے حد تیز ہوتی ہے ـــ اس لئے اگر ہم اس سیاہ لنگور کے جسم پر شہد کو اچھی طرح مل دیں تو یہ لنگور بڑی آسانی سے جی۔ ایس ریز سے صحیح سلامت نکل جائے گا ـــ اور پھر جس قدر پھرتی اور تیزی سے یہ ٹاور پر چڑھ سکتا ہے اتنی پھرتی سے کوئی انسان نہیں چڑھ سکتا" ـــ

عمران نے کہا۔

"گڈ آئیڈیا ـــ لیکن اس کے لئے تو کوئی سدھایا ہوا لنگور چاہئے" ـــ جولیا نے تعریفی لہجے میں کہا۔

"یہ سدھایا ہوا لنگور ہے ـــ ابو رزاق اس کے ٹرینر کو ساتھ لیکر آئے گا" ـــ عمران نے کہا۔

"لیکن یہ لنگور ٹاور تک پہنچے گا کیسے" ـــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"بس یہی ایک مسئلہ ہے ـــ جس نے اس ٹاور کو سب کے لئے ناقابل تسخیر بنا رکھا ہے" ـــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ تمہاری زنبیل میں اس کا بھی کوئی حل موجود ہوگا" جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہے تو سہی ایک حل ـــ لیکن ـــ" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا حل ہے بتاؤ" ـــ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"تمہیں اس ٹاور کے چیف کنٹرولر راجر میک کی بیوی بننا پڑے گا" عمران نے کہا۔

"راجر میک کی بیوی ـــ کیا مطلب" ـــ جولیا کے ساتھ ساتھ باقی سب ممبر بھی چونک پڑے۔

"ابو رزاق نے بتایا ہے کہ راجر میک کو ہفتے میں صرف چند گھنٹے کی رخصت ملتی ہے ـــ جب وہ شہر میں جا کر اپنی بیوی اور بچوں سے ملتا ہے ـــ ابو رزاق نے راجر میک کی بیوی کے متعلق جو کچھ بتایا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی بیوی انتہائی سخت بلکہ مشتعل مزاج

ے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ باقی سامان" ___؟ عمران نے پوچھا۔

"وہ بھی پہنچ گیا ہے ___ مجھے بتایا گیا تھا کہ آپ نے چار جیپیں ڈیمانڈ کی ہیں ___ وہ بھی آ گئی ہیں" ___ ابوزراق نے جواب دیا۔

"گڈ ___ اچھا اب ایک کام اور کرنا ہے ___ راجر میک کی بیوی کو اغوا کر کے یہاں لے آؤ ___ اس کے بچے کتنے ہیں" ___ عمران نے کہا۔

"دو بچے ہیں جناب! ___ دونوں ہوسٹل میں رہتے ہیں۔ وہ اکیلی اپارٹمنٹ میں رہتی ہے" ___ ابوزراق نے جواب دیا۔

"اوکے! ___ اُسے لے آؤ ___ لیکن خیال رکھنا کسی کو علم نہ ہو ___ میں اس کے میک اپ میں مس جولیا کو لانا چاہتا ہوں ___ بلکہ ٹھہرو ___! میرا خیال ہے کہ ہمیں خود وہیں چلنا چاہئے تاکہ جولیا ایک نظر اس کے اپارٹمنٹ کو بھی دیکھ لے" ___ عمران نے کہا۔

"جناب! ___ آپ کا منصوبہ کیا ہے ___ کیا آپ بتانا پسند کریں گے ___ یقین کیجئے میں کوئی مداخلت نہ کروں گا" ___ ابوزراق نے کہا۔

"چلو کر لیا یقین ___ بہرحال اب بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے ___ مس جولیا راجر میک کی بیوی کے رُوپ میں ٹاور پہنچے گی ___ وہاں وہ راجر میک کے کمرے میں پہنچے گی ___ وہاں موجود ہر شخص کو ایک جگہ اکٹھا کرے گی ___ اس کے بعد بلیو بم وہاں پھینک دے گی اور جب سب بیہوش ہو جائیں گے تو جولیا ٹرنچ فائر کرے گی اور کمپیوٹر کے ذریعے پھاٹک کھول دے گی ___ ہم پہلے ہی جیپوں میں وہاں موجود ہوں گے ہم جیپوں کے ذریعے اندر پہنچ جائیں گے" ___ عمران نے مبہم اور گول مول

عورت ہے اور راجر میک اس سے ڈرتا ہے ___ یہی وجہ ہے کہ وہ جان بوجھ کر صرف چند گھنٹوں کے لئے بیوی بچوں کے پاس جاتا ہے اور اس کی بیوی کی سخت مزاجی سے ٹاور کا تمام عملہ نہ صرف واقف ہے ___ بلکہ وہ بھی اس کے غصے سے بے حد ڈرتے ہیں اور اکثر رات کو اس کی بیوی خود ٹاور پہنچ جاتی ہے ___ اُسے شک ہے کہ راجر عیاش آدمی ہے اور اس نے وہاں ٹاور میں عورتیں رکھی ہوئی ہیں اور جب بھی راجر میک کی بیوی وہاں پہنچتی ہے ___ وہ لوگ اُسے ڈر کے مارے خود ہی راجر میک کے کمرے میں بھیج دیتے ہیں تاکہ وہ خود چھاپہ مار کر دیکھ سکے کہ راجر میک کیا کر رہا ہے ___ راجر میک کی بیوی کے متعلق تفصیلات معلوم ہونے سے پہلے میرا منصوبہ کچھ اور تھا لیکن ان تفصیلات کے سامنے آنے کے بعد میں نے اپنا منصوبہ بدل لیا ہے ___ کمپیوٹر چیکنگ وغیرہ سب پہاڑی پر موجود عمارت اور ٹاور تک ہی محدود ہے ___ نیچے سخت چیکنگ نہیں ہے۔ بس کمپیوٹر سے کھلنے والا گیٹ ___ بجلی کی طاقت ور رو ___ اور کتے ہیں ___ اس لئے تم آسانی سے راجر میک تک پہنچ جاؤ گی" ___ عمران نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ پہنچ گئی پھر ___؟" جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اس عمارت میں پچاس مسلح افراد ہیں ___ جن میں سے سولہ افراد چیکنگ ٹاورز پر ___ اور باقی چونتیس بیرکوں میں رہتے ہیں ___ تم نے راجر میک پر جا کر چڑھائی کر دینی ہے اور اُسے بتانا ہے کہ تمہارا

سے انداز میں تفصیل بتائی ۔

" مگر جناب ! ۔۔۔ اس ٹاور کے گرد ریز ۔۔۔ اور وہ ناقابلِ تسخیر عمار
اس کا کیا ہوگا " ۔۔۔ ابورزاق نے کہا ۔

وہی ہوگا ابورزاق صاحب ! ۔۔۔ جو مدعی چاہے گا ۔۔۔ کیونکہ
پچھلے زمانے کی بات تھی کہ مدعی لاکھ بُرا چاہنے کے باوجود کچھ نہ کر سکتا
آجکل تو وہی ہوتا ہے جو مدعی چاہتا ہے ۔۔۔ بس ذرا وسائل کی ضرو
ہے ۔۔۔ بہرحال تم مجھے اور جولیا کو راجر میک کے اپارٹمنٹ میں لے چل
عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ابورزاق بھی ہونٹ بھینچے اٹھ
ہوا ۔ وہ کسی طور پر بھی اس منصوبے سے مطمئن نظر نہ آتا تھا ۔ لیکن ظا
ہے کچھ کہہ نہ سکتا تھا ۔

تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم مارگریٹ ۔۔۔ یہ تم ہو ۔۔۔ یہاں اور اس
ت " ۔۔۔ راجر میک نے انتہائی بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا کیونکہ
واز اس نے سنی تھی وہ اس کی بیوی مارگریٹ کی تھی ۔ لیکن اس کا ذہن
بات کو تسلیم نہ کر رہا تھا کہ اس وقت اچانک اس کی بیوی یہاں کیسے
پہنچ سکتی ہے ۔

" ہاں ! ۔۔۔ میں ہوں راجر ! ۔۔۔ تم یہاں مزے سے سوئے پڑے ہو ۔
ر تمہارے ماتحت تمہاری بیوی کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کے درپے ہیں
میرے چیخنے پر ۔ لوگ نہ آجاتے تو وہ مردود ۔۔۔ حرامی ۔۔۔ نجانے کیا
ر دیتا " ۔۔۔ مارگریٹ نے دروازے سے داخل ہوتے ہوئے انتہائی
ھیلے انداز میں چیخ کر کہا ۔

" اوہ ! ۔۔۔ کس نے ۔۔۔ کس نے یہ حرکت کی ہے ۔۔۔ کس کی جرأت
ہے کہ وہ راجر میک کی عزت پر ہاتھ ڈالے ۔۔۔ کون ہے ۔ بتاؤ مجھے " ۔۔۔ ؟

راجر میک نے بُری طرح بوکھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔ مارگریٹ نے بات ہی ایسی کی تھی کہ اس کا یہاں اس طرح اچانک پہنچنا اور باقی سب باتیں اُسے بھول گئیں۔

"وہ تمہارا ہی ماتحت تھا —— سُرخ چہرے والا بندر —— تمہارا پیغام لے گیا تھا کہ میں آج رات آرہا ہوں —— کہہ رہا تھا کہ ٹیلیفون خراب ہے۔ پھ اس نے مجھے پکڑ کر چومنے کی کوشش کی اور میرے کپڑے پھاڑنے لگا اس بندر کو خیال نہ آیا کہ میں راجر میک کی بیوی ہوں۔ کسی ایرے غیر نتھو خیرے کی بیوی نہیں ہوں" —— مارگریٹ نے غصے سے پھ پھنکتے ہوئے کہا۔

"اوہ! —— میں اس کا خون پی جاؤں گا —— میں اس کی بوٹیاں اُ دونگا —— کیا نام ہے اس کا —— کون ہے وہ" —— راجر میک ک غصہ اپنے پورے عروج پر پہنچ گیا۔

"مجھے اس حرامی بندر سے نام پوچھنے کی کیا ضرورت تھی —— م اس کی شکل پہچانتی ہوں —— وہ ہے یہاں کا بندر —— میں اُسے پہ بھی یہاں دیکھ چکی ہوں —— تم ان سب کو اکٹھا کرو —— میں تمہ فوراً بتا دوں گی کہ وہ بندر کون ہے —— میں خود اس کا خون پینے آئی ہوں —— اس نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے" —— مارگریٹ ن غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی ان سب کو اکٹھا کرتا ہوں —— ان سب حرامیوں ک ابھی اور اسی وقت —— اور تم دیکھنا کہ میں اس کی بوٹیاں کیسے اڑا ہوں" —— راجر میک نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے ٹیلیفون کی

بڑھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس سر! —— ہیرلیس سپیکنگ" —— دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیرلیس! —— ٹاور میں جس قدر آدمی موجود ہیں —— ان سب کو ہال میں جمع کرو —— چیکنگ پوسٹوں والے بھی اور نیچے والے بھی۔ اور تم بھی وہیں آؤ —— کوئی آدمی باہر نہ رہ جائے —— سمجھے —— فوراً —— ابھی اور اسی وقت" —— راجر میک نے انتہائی غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"مگر جناب! —— وہ سکیورٹی —— جناب بات کیا ہے" —— ؟ دوسری طرف سے ہیرلیس یقیناً اس عجیب و غریب حکم پر بُری طرح بوکھلا گیا تھا۔

"شٹ اپ! —— حکم کی تعمیل کرو —— جلدی اور فوراً" —— راجر میک نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"آؤ میرے ساتھ —— بس مجھے ایک بار بتا دو کہ وہ ہے کون حرامی"۔ راجر میک نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں اس کمرے سے نکل کر راہداری میں سے ہوتے ہوئے ہال کمرے کی طرف بڑھے۔

"تم مجھے فون کر دیتیں —— میں اس کی لاش لے آتا —— تمہیں یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی" —— راجر میک نے ہال کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اور اس حرامی کو پہچانتا کون —— تمہارا باپ" —— مارگریٹ نے

کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں ہاں — اچھا اچھا — ٹھیک ہے" — راجر میک نے حسب عادت فوراً ہی شکست تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

ہال کمرے میں ان کے پہنچنے تک بیس کے قریب افراد جمع ہو چکے تھے جبکہ باقی افراد ابھی آ رہے تھے۔

"کیا ان میں سے تو کوئی نہیں" —؟ راجر نے اندر داخل ہوتے ہی مارگریٹ سے کہا۔

"نہیں۔ اور ابھی مت پوچھو — میرا خون کھول رہا ہے — ابھی خاموش رہو — اس حرامی کو آنے دو سامنے ایک بار" — مارگریٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اور راجر میک سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

"جناب! — کیا بات ہے — کچھ ہمیں بھی تو بتائیے کیا مسئلہ ہے" —؟ ایک نوجوان نے پوچھا۔

"شٹ اَپ! — خاموش رہو" — راجر نے بیوی کا غصہ اس پر نکالا اور وہ نوجوان منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔

چند لمحوں بعد ہال کمرے میں پچاس کے قریب افراد جمع ہو گئے ان سب کے چہروں پر حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

"اب بولو! — کون ہے ان میں" —؟ راجر نے مارگریٹ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"سب آگئے ہیں — کوئی رہ تو نہیں گیا" — مارگریٹ نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"نہیں — یہاں اتنے ہی افراد ہیں" — راجر نے ایک نظر سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ — میں تمہیں بتاتی ہوں" — مارگریٹ نے راجر کا بازو پکڑا اور اسے ان پچاس افراد کی طرف لے کر بڑھی جو کچھ فاصلے پر اکٹھے تھے۔ اس کا دوسرا ہاتھ سکرٹ کی جیب میں تھا۔

جب مارگریٹ قریب پہنچی تو اس نے راجر کا بازو چھوڑا اور دوسرے لمحے جیب سے ایک چھوٹا سا کیپسول نکال کر فرش پر زور سے پھینک دیا۔

"یہ کیا ہے — یہ کیا پھینکا ہے" — راجر نے حیرت سے کہنا چاہا لیکن فقرہ مکمل کرنے سے پہلے ہی وہ لہرا کر فرش پر گر گیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ باقی افراد بھی گرتے گئے۔ کچھ ایک لمحہ پہلے اور کچھ ایک لمحہ بعد۔ ان میں سے چند نے سر کو جھٹکے دے کر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن کیپسول میں بند گیس انتہائی زود اثر تھی۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو نہ سنبھال سکے۔

مارگریٹ سانس روکے بے حس و حرکت کھڑی تھی۔ جب سب فرش پر گر گئے تو وہ اسی طرح سانس روکے مڑی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ہال کمرے سے باہر آگئی۔ باہر آ کر اس نے زور زور سے سانس لئے اس کے چہرے پر مسرت اور کامیابی کے آثار نمایاں تھے۔ وہ مختلف کمروں میں ہوتی ہوئی ایک کمرے میں پہنچی جہاں ایک بڑا سا کمپیوٹر نصب تھا جو چل رہا تھا۔

وہ چند لمحے کمپیوٹر کو بغور دیکھتی رہی، پھر واپس مڑی اور اسی طرح گھومتی ہوئی ایک اور کمرے میں آئی۔ یہ اسلحے کا سٹور تھا۔ اس نے ایک

مشین گن اٹھائی۔ اس میں میگزین فٹ کیا اور پھر باہر آکر اس نے اس کا رُخ آسمان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی آسمان پر شعلے چمکے۔ اور مارگریٹ نے مشین گن نیچے کی اور تیزی سے کمپیوٹر روم کی طرف بھاگی۔

کمپیوٹر کے سامنے سٹول پر بیٹھ کر اس نے اب باریک بینی سے کمپیوٹر کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ اسے سمجھ گئی۔ اس نے اس کی سکرین آن کی تو اس پر ٹاور کا بیرونی منظر اور پھاٹک نظر آنے لگا۔ اس نے پھاٹک کھولنے والا بٹن دبایا تو سکرین پر اسے پھاٹک کھلتا نظر آنے لگا۔

پھاٹک کھول کر مارگریٹ اٹھی اور مشین گن اٹھائے تیزی سے باہر کی طرف لپکی۔ برآمدے میں پہنچتے ہی اس نے خاردار تار کے ساتھ ساتھ بھاگتے ہوئے کتوں پر فائر کھول دیئے۔ ان کتوں کی تعداد چار تھی اور وہ خاصے بڑے اور قوی ہیکل کتے تھے۔ لیکن ظاہر ہے مشین گن کی گولیوں کے سامنے ان بیچاروں کی کیا حیثیت ہو سکتی تھی۔ جب اس نے چوتھے کتے کو گرایا تو اس نے پھاٹک میں سے چار جیپوں کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔

چند لمحوں میں چاروں جیپیں برآمدے کے قریب پہنچ کر رک گئیں اور پھر عمران اور سیکرٹ سروس کے باقی ممبر اچھل کر نیچے آ گئے۔

"ویل ڈن جولیا۔۔۔ ویل ڈن"۔۔۔ عمران نے بڑے تعریف بھرے انداز میں برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے مارگریٹ سے کہا جو دراصل جولیا تھی۔ اور جولیا عمران کے منہ سے اپنی تعریف سن کر خوشی سے کھل اٹھی

ابوالرزاق بھی عمران کے ساتھ تھا۔ وہ حیرت سے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اُسے شاید یقین نہ آ رہا تھا کہ اس قدر ناقابلِ تسخیر عمارت میں وہ اتنی آسانی سے داخل ہونے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔

"ابوالرزاق۔۔۔ وہ لنگور اور اس کے ٹرینر کو ساتھ لے آؤ۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ ہمارے پاس وقت کم ہے۔۔۔ جولیا۔۔۔ تم کمپیوٹر سے پھاٹک بند کر دو تاکہ کوئی مداخلت نہ کر سکے"۔۔۔ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور جولیا دوبارہ کمپیوٹر روم کی طرف بڑھ گئی۔ جب کہ عمران لنگور کے ٹرینر شیخ صادق اور ابوالرزاق کو ساتھ لئے ٹاور والی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اپنے باقی ساتھیوں کو چاروں چیکنگ ٹاورز پر چڑھ کر نگرانی کرنے کا کہہ دیا تھا۔ اس لئے وہ سب ان ٹاورز کی طرف بڑھ گئے تھے۔

ٹاور اور اس کے گرد عمارت پہاڑی کے اوپر بنی ہوئی تھی۔ سیڑھی بھی موجود تھی۔ لیکن عمران نے اس سیڑھی کی طرف توجہ کرنے کی بجائے جیب سے شہد کا ایک بند ڈبہ نکالا اور اسے شیخ صادق کی طرف بڑھا دیا۔

"شیخ صادق۔۔۔ اپنے لنگور کے جسم پر یہ شہد اچھی طرح مل دو۔ کوئی جگہ بھی خالی نہ رہنے پائے۔۔۔ ورنہ وہ جگہ جل جائے گی"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں ٹرینر شیخ صادق سے کہا۔

"شہد۔۔۔ مگر جناب۔۔۔" ابوالرزاق اور شیخ صادق دونوں نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جیسے میں کہہ رہا ہوں۔۔۔ ویسے کرو۔۔۔ وقت مت ضائع کرو"۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور شیخ صادق نے جلدی سے عمران کے ہاتھ

سے ڈبہ لیا اور کھولنے لگا۔

"وہ سُرخ رنگ کا تھیلا کہاں ہے ——؟" عمران نے ابوزراق کی طرف مُڑ کر پوچھا۔

"وہ جیب میں ہے —لے آؤں" —— ابوزراق نے چونک کر کہا۔

"ہاں! —جلدی لے آؤ —فوراً" —— عمران نے کہا اور ابوزراق تیزی سے واپس عمارت کی طرف دوڑ پڑا۔

شیخ صادق نے لنگور کو ڈربے سے باہر نکالا اور پھر شہد کا ڈبہ کھول کر اس نے لنگور کے جسم پر شہد مَلنا شروع کر دیا۔

"اچھی طرح لگاؤ —ایک بال بھی خالی نہ رہنے پائے" —— عمران نے کہا اور شیخ صادق کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد ابوزراق سُرخ تھیلا لے کر آ گیا۔ یہ نائلون کا بنا ہوا ایک چھوٹا سا تھیلا تھا جس کے نیچے ایک ہُک لگا ہوا تھا۔ جب کہ دوسری طرف ڈوری تھی۔

"سنو شیخ صادق! —اب تمہارے لنگور نے سارا کام انجام دینا ہے تم اسے کس طرح آپریٹ کرتے ہو —اگر یہ دُور چلا جائے تو" ——؟ عمران نے پوچھا۔

"پہلے سیٹی کی مدد سے —پھر ہاتھ کے اشارے سے —لنگور کی نظر بہت تیز ہوتی ہے جناب" —— شیخ صادق نے جواب دیا۔

"او کے! —پھر پہلے اطمینان سے ساری بات سُن لو —تمہارا لنگور پہلے اس پہاڑی پر چڑھے گا —لیکن سیڑھی سے نہیں بلکہ علیحدہ جگہ سے عمارت کی چھت پر چڑھ کر دوسری طرف کو دے گا اور پھر اس

ٹاور پر چڑھنا شروع کر دے گا —— حتیٰ کہ ٹاور کی آخری چوٹی پر پہنچے گا —— یہ سُرخ رنگ کا تھیلا یہ اپنے گلے میں ڈال کر لے جائے گا۔ اور ٹاور کی چوٹی پر جا کر اسے ہُک کی مدد سے لٹکا کر واپس اتر آئے گا —— بس اتنا کام ہے —— لیکن یہ کام بالکل ایسے ہی ہونا چاہیئے جیسے میں کہہ رہا ہوں" —— عمران نے شیخ صادق سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب! —یہ تو بالکل سیدھا سادہ کام ہے —— لوڈی اسے آسانی سے سرانجام دے دیگا —— یہ ایسے کاموں میں ماہر ہے" شیخ صادق نے خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا تاثر پہلے خیال تھا کہ نجانے لنگور سے عمران کیسا کٹھن کام لینا چاہتا ہے ——

"جناب وہ ریز ——" ابوزراق سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا کیونکہ شیخ صادق تو نہ جانتا تھا —— لیکن ابوزراق کو تو معلوم تھا کہ ٹاور کے گرد نظر نہ آنے والی ریز کا حلقہ ہے اور ان ریز کا حلقہ ٹاور کی چوٹی تک چلا جا چکا ہے۔ اس لئے لنگور جیسے ہی ان ریز کے حلقے میں داخل ہوگا جل کر راکھ ہو جائے گا۔

"مجھے علم ہے —— تم خاموش رہو" —— عمران نے سنجیدہ لہجے میں آنکھیں نکال کر ابوزراق سے کہا۔

ادھر شیخ صادق نے لنگور کو اپنے مخصوص انداز میں کام سمجھانا شروع کر دیا۔

"عمران صاحب! —— گستاخی معاف —— اس سُرخ تھیلے میں کچھ نہیں ہے بلکہ ایک عام سا سائنسی مادہ ہے جو کسی صورت میں —— پھر اس کے اوپر پہنچانے کا فائدہ" ——

میں مسکراتے ہوئے

ابوزراق کا لہجہ جھنجلایا ہوا تھا۔ وہ شائد دل ہی دل میں سخت بے چینی محسوس کر رہا تھا کہ عمران خوامخواہ فضول کاموں میں اُلجھا ہوا ہے۔

"مجھے معلوم ہے ابوزراق!۔۔۔ اور سنو!۔۔۔ اب مزید گفتگو کر کے وقت ضائع مت کرو۔۔۔ خاموشی سے دیکھتے جاؤ"۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ٹوپی سمجھ گیا ہے جناب!۔۔۔ یہ تھیلا دیں۔۔۔ میں اس کے گلے میں ڈال دوں"۔۔۔ شیخ صادق نے سیدھا کھڑے ہو کر کہا۔ اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا ہوا سرخ رنگ کا تھیلا شیخ صادق کی طرف بڑھا دیا۔

"سنو!۔۔۔ اس تھیلے پر بھی پہلے اچھی طرح شہد مل دو۔۔۔ اور پھر اسے لنگور کے پیٹ کے ساتھ اچھی طرح چپکا کر باندھنا۔۔۔ ڈھیلا نہ رہے۔ لیکن اس طرح کہ اوپر جاکر لنگور اسے اتار بھی لے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب!۔۔۔ ایسا ہی ہوگا۔۔۔ آپ بے فکر رہیں"۔ شیخ صادق نے کہا اور پھر ڈبے کو اٹھایا تاکہ شہد تھیلے پر ملے۔ لیکن ڈبہ تو خالی تھا۔

"ڈبے میں تو شہد ختم ہو چکا ہے جناب"۔۔۔ شیخ صادق نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔۔۔ تم ایسا کرو کہ لنگور کے جسم پر ہاتھ پھیر کر اس پر لگی ہوئی شہد تھیلے پر ملو۔۔۔ عام شہد کام بھی نہ آئے گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور شیخ صادق نے سر ہلاتے ہوئے کارروائی لنگور پہلے ا[illegible] جگہ سے ہی۔

ابوزراق اب خاموش کھڑا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے اس کے منے مداری کا کھیل ہونے والا ہو۔

شیخ صادق نے تھیلے پر شہد مل کر اُسے لنگور کے پیٹ کے ساتھ ں طرح باندھا کہ ڈوری کے ایک سرے کو جھٹکا دینے سے تھیلا کھل ماتا تھا۔ اس کے بعد اس نے مخصوص انداز میں سیٹی بجائی تو لنگور تیزی سے بھاگتا ہوا پہاڑی پر چڑھنے لگا۔

چند ہی لمحوں بعد وہ پہاڑی پر چڑھ کر عمارت کی چھت پر پہنچا اور پھر دوسری طرف کود گیا۔ عمران۔ ابوزراق اور شیخ صادق تینوں خاموش کھڑے اُسے دیکھ رہے تھے۔

عمارت کی چھت کراس کر کے وہ دوسری طرف کود کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا اور ابوزراق نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ اس کے اندازے کے مطابق لنگور عمارت سے کود کر ریز کے دائرے میں داخل ہو چکا ہو گا۔ اور ظاہر ہے اس دائرے میں داخل ہوتے ہی وہ جل کر راکھ بن جائے گا بلکہ اب تک بن بھی چکا ہو گا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد اس کی آنکھیں حیرت سے باہر نکل آئیں۔ جب اس نے لنگور کو صحیح سلامت ٹاور پر چڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ اس اونچائی تک پہنچ گیا تھا کہ وہ نیچے کھڑے ہو کر اُسے اوپر چڑھتا دیکھ سکتے تھے۔

"یہ۔۔۔ یہ کیسے ہو گیا"۔۔۔؟ ابوزراق نے بوکھلائے ہوئے انداز میں عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا تھا کہ تم فکر نہ کرو"۔۔۔ عمران نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ابوزراق ایک بار پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ

کر لنگور کو انتہائی تیز رفتاری سے ٹاور پر چڑھتا دیکھ رہا تھا۔ اُسے شاید یقین نہ آرہا تھا کہ وہ صحیح سلامت اور زندہ ہے یا اس کی رُوح ہے۔

اُسی لمحے جولیا عمارت کے اندر سے بھاگتی ہوئی آئی۔ اس کا انداز بوکھلاہٹ آمیز تھا۔

"انہیں ہماری یہاں موجودگی کا پتہ چل گیا ہے عمران" ——— جولیا نے دُور سے چیختے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! ——— کیسے پتہ چل گیا ہے" ——— ؟ عمران نے تیزی سے مُڑ کر پوچھا۔ ابو رزاق اور شیخ صادق بھی تیزی سے مُڑ گئے۔

"کمپیوٹر کی ایک سکرین خود بخود روشن ہو گئی اور اس پر ایک اُدھیڑ عمر آدمی کی تصویر اُبھری ——— اس نے بڑے سخت لہجے میں مجھ سے پوچھا کہ میں کون ہوں ——— اور راج میک کہاں ہے ——— کمپیوٹر سیکشن کی چھت پر کون چڑھا ہے ——— جب میں نے اُسے چکر دینے کی کوشش کی تو وہ چیخ پڑا ——— اور پھر اس سکرین پر جھماکے سے شروع ہو گئے اور باہر خاردار تاروں کے پاس خفیہ سرچ لائٹیں خود بخود جلنے بجھنے لگیں اور پھر وہ کمپیوٹر خود بخود بالکل بند ہو گیا ——— میں نے اسے آپریٹ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ شاید ادھر سے کنٹرول ہوتا تھا۔ وہ بالکل ہی بے رُوح ہو چکا ہے" ——— جولیا نے تیز تیز لہجے میں ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں سمجھ گیا ——— کمپیوٹر سیکشن کی چھت پر جیسے ہی ٹوبی چڑھا ——— وہاں لگائے گئے حساس خفیہ آلات نے کسی اور جگہ خطرے کی گھنٹی بجادی ہو گی ——— بہرحال ٹھیک ہے ——— تم ایسا کرو کہ

ابو رزاق کے ساتھ جاؤ اور اسلحہ خانے سے تمام اسلحہ نکال کر اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دو ——— جب تک یہ مشن مکمل نہ ہو جائے۔ جو کوئی بھی اِدھر آئے ——— اُسے ہر قیمت پر روکا جائے" ——— عمران نے جولیا کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ٹاور کو گھیرنے کے لئے پوری فوج لے آئیں گے" ——— ابو رزاق نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو ——— جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ——— اگر مشن مکمل ہو گیا تو پورا اسرائیل بھی اکٹھا ہو کر ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا" ——— عمران نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور ابو رزاق سر جھٹکتا ہوا جولیا کے ساتھ واپس مُڑ گیا۔ لنگور اب نظر آنا بند ہو گیا تھا۔ لیکن عمران نے بیلٹ کے ساتھ لٹکی ہوئی طاقتور دُوربین اتاری اور پھر اُسے آنکھوں سے لگا لیا۔ یہ نائٹ ٹیلی سکوپ تھا۔ جس سے ہر چیز رات کو بھی آسانی سے نظر آسکتی تھی۔ اس کے علاوہ ٹاور پر جگہ جگہ سرچ لائٹیں نصب تھیں جن کی وجہ سے بھی روشنی تھی۔

دُوربین کی مدد سے عمران نے لنگور کو اوپر چڑھتے چیک کر لیا تھا وہ ایک دھبے کی صورت میں نظر آرہا تھا۔ اس کی رفتار اب خاصی آہستہ ہو گئی تھی۔ شاید وہ مسلسل اوپر چڑھتے چڑھتے تھک گیا تھا۔

"اوہ! ——— یہ تو رُک گیا ہے" ——— عمران نے اچانک دھبے کو رُکے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"تھک گیا ہو گا جناب! ——— لیکن آپ بے فکر رہیں ——— ٹوبی کام کر کے ہی واپس آئے گا" ——— شیخ صادق نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا

"ہاں! — پھر چل پڑا ہے" — عمران نے دیکھنے کو حرکت میں آتے ہوئے کہا۔ وہ آہستہ آہستہ چوٹی کے قریب پہنچ رہا تھا۔ عمران کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ اور پھر دوربین کی مدد سے اُسے وہ بڑا سا سرخ رنگ کا ڈبہ نظر آگیا جو ٹاور کی سب سے اوپر والی چوٹی کے قریب نصب تھا۔ چوٹی پر سرخ رنگ کا مخصوص بلب جل رہا تھا جو ایسے ٹاورز پر اس لئے لگایا جاتا ہے کہ وہاں سے گذرنے والے ہوائی جہاز اُسے چیک کر سکیں۔

"ٹوبی ڈبے تک پہنچ گیا ہے — ہاں ٹھیک ہے — شاباش!" عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ غور سے دیکھنے پر وہ لنگور کی حرکات کو حالانکہ وہ واضح نظر نہ آرہی تھیں، لیکن سمجھ رہا تھا کہ لنگور تھیلا اتار کر ٹاور کے ساتھ ٹک کر رہا ہے اور پھر اس نے ٹوبی لنگور کو واپس اترتے ہوئے دیکھا۔

"اوہ! — ٹوبی واپس آرہا ہے" — عمران نے کہا۔ اب ٹوبی کی رفتار خاصی تیز تھی۔

"وہ یقیناً اپنا کام کر آیا ہوگا" — شیخ صادق نے کہا اور پھر عمران نے دوربین ہٹالی۔

اسی لمحے ابورزاق دوڑتا ہوا واپس آیا۔

"جناب! — بیشمار جیپیں ٹاور کی طرف بڑھی چلی آرہی ہیں" — ابورزاق نے تیز لہجے میں کہا۔

"آنے دو — وہ بغیر اپنا اطمینان کئے حملہ نہیں کریں گے۔ انہیں وہیں چیک کرو — میں ابھی آتا ہوں" — عمران نے سر ہلاتے

ہوئے کہا اور ابورزاق واپس مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد ٹوبی لنگور اُسے واپس آتا دکھائی دیا۔ یہ دیکھ کر عمران کا دل بلیوں اچھل پڑا کہ وہ سرخ رنگ کا تھیلا اس کے ساتھ نہ تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ تھیلا ٹاور کی چوٹی کے ساتھ ٹک کر آیا ہے۔

"لنگور کو لے کر واپس آؤ — جلدی — اب ہم نے فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہے" — عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر شیخ صادق کے سر ہلانے پر وہ واپس عمارت کی طرف دوڑ پڑا۔

"سب لوگ نیچے اتر آئیں — ہم نے اب یہاں سے فوری طور پر نکلنا ہے — جلدی کرو" — عمران نے زور زور سے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کی آواز سنتے ہی سب لوگ تیزی سے اس کی طرف آنے لگے۔ چیک پوسٹ ٹاورز سے اتر اتر کر وہ عمران کی طرف دوڑ پڑے۔

"جیپیں کتنی دور ہیں" —؟ عمران نے پوچھا۔

"ابھی وہ کافی دور ہیں — لیکن ان کی رفتار خاصی تیز ہے" — ابورزاق نے جواب دیا۔

"چلو — جلدی بیٹھو جیپوں میں — اور فوری نکل چلو" — عمران نے چیخ کر کہا اور وہ سب اپنی جیپوں کی طرف بھاگ پڑے۔ اسی لمحے شیخ صادق بھی ٹوبی لنگور کو کاندھے پر اٹھائے بھاگتا ہوا وہاں پہنچ گیا۔ اور پھر چاروں جیپیں تیزی سے مڑ کر پھاٹک کی طرف بڑھ گئیں۔ پھاٹک بند تھا اور ظاہر ہے کہ کمپیوٹر کے بغیر وہ کھل نہ سکتا تھا۔ اور کمپیوٹر بھی ساکت ہو چکا تھا۔

"بم مارو ۔ پھاٹک اڑا دو ۔ جلدی" ۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا اور صفدر نے تیزی سے ہاتھ باہر نکالا اور دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور پھاٹک کا درمیانی حصہ اڑتا ہوا دور جا گرا۔ اس دھماکے سے خاصی تیز روشنی ہوئی لیکن فوراً ہی غائب ہو گئی۔

دوسرے لمحے چاروں جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ٹوٹے ہوئے پھاٹک سے باہر آ گئیں ۔ باہر کچھ دور تک تو روشنی تھی لیکن پھر اندھیرا تھا۔

عمران اس وقت تک تو جیپ کو سیدھا لیتا گیا جب تک روشنی کا دائرہ موجود تھا۔ پھر جیسے ہی اس کی جیپ اندھیرے میں داخل ہوئی اس نے جیپ کا رخ دائیں طرف موڑا اور جیپ کی رفتار انتہائی حد تک بڑھا دی ۔ ظاہر ہے ان کی جیپوں کے ہیڈ لیمپس بجھے ہوئے تھے ۔ اب انہیں دور سے آنے والی جیپوں کے ہیڈ لیمپس جگنوؤں کی طرح چمکتے نظر آ رہے تھے ۔ لیکن عمران بڑے مطمئن انداز میں جیپ دوڑائے جا رہا تھا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل فرانک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔ کرنل فرانک سپیکنگ" ۔۔۔ کرنل فرانک نے کہا۔

"میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں ۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ آپ نے ایشیا سیکرٹ سروس کے کسی اڈے پر ریڈ کیا ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے جی ۔ پی ۔ فائیو کے کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں ! ۔۔ لیکن وہاں سے وہ فرار ہو جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں ۔۔ اب میرے آدمی ان کے پیچھے ہیں ۔۔۔ ان کا سراغ بہت جلد مل جائے گا" ۔۔۔ کرنل فرانک نے جواب دیا۔

"کرنل فرانک ! ۔۔ یہ لوگ اس طرح آسانی سے قابو میں آنے والے نہیں ۔۔ مجھے ان کا بہت تجربہ ہے ۔۔ آپ اس سلسلے میں کوئی ایسی ٹھوس منصوبہ بندی کریں ۔۔ کوئی ایسا جال پھینکیں کہ جس میں وہ پھنس

جائیں ـــ ورنہ پہلے کی طرح یہی ہوگا کہ وہ آگے ہی آگے تباہی مچاتے چلے جائیں گے اور ہم صرف لکیر پیٹتے رہ جائیں گے" ـــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"وہ بھی میں نے کر لیا ہے ـــ ڈیفنس لیبارٹری اور ڈیفنس سٹور نمبر دَن کے ساتھ ساتھ تمام حساس مراکز کی خفیہ نگرانی ہو رہی ہے ـــ وہ لوگ جہاں بھی واردات کرنے کی کوشش کریں گے۔ وہیں وہ پھنس جائیں گے" ـــ کرنل فرانک نے جواب دیا۔

"میری ابھی صدر مملکت سے بات ہوئی ہے ـــ انہیں یہ اطلاع مل چکی تھی کہ ہم مجرموں کو تل ابیب پہنچنے سے روکنے میں ناکام رہے ہیں۔ اس پر وہ بے حد غصے میں تھے ـــ انہوں نے ہم دونوں کو پریذیڈنٹ ہاؤس کال کیا ہے ـــ اور ان کا ہی حکم ہے کہ میں آپ کو کال کر کے پہنچنے کے لئے کہہ دوں ـــ ان کا رویہ بتا رہا ہے کہ وہ کچھ کرنے کے موڈ میں ہیں" ـــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"میں ان کی حالت کا تصوّر کر سکتا ہوں ـــ لیکن بہر حال جو کچھ ہم سے ہو رہا ہے ـــ وہ ہم کر رہے ہیں۔ میں خود بات کر لونگا" ـــ کرنل فرانک نے کہا۔

"تو پھر آپ آ جائیں" ـــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اس وقت رات کو ـــ یہ ملاقات صبح نہیں ہو سکتی" ـــ کرنل فرانک نے چونکتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے فوری طور پر پہنچنے کے لئے کہا ہے ـــ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ معاملات سنجیدہ ہیں" ـــ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"اوکے! ـــ میں آ رہا ہوں" ـــ کرنل فرانک نے کہا اور پھر

دوسری طرف سے ـــ گڈ بائی ـــ کے الفاظ سُن کر اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر دفتر سے ملحقہ باتھ روم میں داخل ہو گیا۔ وہ صدر مملکت کے سامنے تازہ دم ہو کر جانا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے غسل کیا۔ نیا لباس پہن کر پوری طرح تیار ہو کر وہ سٹاف کار میں بیٹھ کر پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچ گیا۔

"صدر صاحب آپ کے منتظر ہیں ـــ کرنل ڈیوڈ پہنچ چکے ہیں"۔ صدر کے پی۔ اے نے کہا اور پھر انٹرکام کے ذریعے اس نے صدر مملکت کو کرنل فرانک کی آمد کی اطلاع دی۔

"ٹھیک ہے ـــ دونوں حضرات کو پانچ منٹ بعد میٹنگ ہال میں بھجوا دو" ـــ صدر نے جواب دیا اور کرنل فرانک ملحقہ انتظار گاہ کی طرف بڑھ گیا۔ کرنل ڈیوڈ وہاں پہلے سے موجود تھا۔

"خاصے فریش لگ رہے ہو" ـــ کرنل ڈیوڈ نے اُسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل فرانک بھی مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر بعد پی۔ اے نے انہیں میٹنگ رُوم میں پہنچا دیا اور پھر چند لمحوں بعد صدر مملکت اندر داخل ہوئے تو وہ دونوں مؤدبانہ انداز میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔

صدر مملکت کے چہرے پر جھنجھلاہٹ۔ غصے اور بے زاری کے آثار نمایاں تھے۔

"بیٹھو" ـــ صدر مملکت نے جھلّائے ہوئے انداز میں ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گئے۔ صدر مملکت چند لمحے غور سے اُن دونوں کو دیکھتے رہے۔

"کرنل ڈیوڈ! — آپ تفصیلی رپورٹ دیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو راستے میں روکنے کے لئے آپ نے کیا اقدامات کئے — کرنل مارگن کس طرح ھلاک ہوئے — باقی لوگ کس طرح زخمی ہوتے اور یہ سب کچھ ہونے کے باوجود پھر بھی وہ لوگ کیوں اور کیسے دارالحکومت پہنچنے میں کامیاب ہو گئے" — صدر مملکت نے تیز لہجے میں کہا۔

کرنل ڈیوڈ نے شروع سے لے کر آخر تک تفصیل سے حالات بتلانے شروع کر دیئے۔ جب کہ کرنل فرانک خاموش بیٹھا رہا۔

"ہوں! — اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ آپ دونوں کے بس سے باہر ہیں — اس سے تو یہی بات سمجھ میں آتی ہے" — صدر مملکت نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"جناب! — وہ کوئی عام مجرم نہیں ہیں کہ انہیں آسانی سے گھیرا جا سکے — وہ سپیشل ایجنٹس ہیں — اس لئے ظاہر ہے کہ ان کے خلاف تیز جدوجہد جاری رکھنی پڑے گی — بہرحال کسی نہ کسی وقت وہ پھنس جائیں گے — اس کا مجھے یقین ہے" — کرنل فرانک نے کہا۔

"یعنی آپ کا مطلب ہے کہ جب اسرائیل کا سب کچھ تباہ ہو جائے گا — پھر وہ پھنس جائیں گے — اور اس کے بعد ہم ان کا اچار ڈالیں گے — یا انہیں عجائب گھر کی کسی الماری میں سجائیں گے" — صدر مملکت نے انتہائی غصیلے انداز میں میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"جناب! — کوئی چیز بھی تباہ نہیں ہو گی — تمام حساس مراکز کی انتہائی سخت نگرانی کی جا رہی ہے — کسی مرکز کو نظر انداز نہیں کیا گیا — انہوں نے بہرحال کسی نہ کسی جگہ کارروائی کرنی ہے اور وہ جہاں بھی کارروائی کریں گے وہ سامنے آ جائیں گے" — کرنل فرانک نے کہا۔

"ہاں! — یہ بات کچھ سمجھ میں آتی ہے — لیکن اگر وہ ایک بھی کارروائی میں کامیاب ہو گئے تو اسرائیل کے لئے انتہائی مشکل پیدا ہو جائے گی" — صدر مملکت نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"جناب! — اس بار جیسے انتظامات ہم نے کر رکھے ہیں — مجھے یقین ہے کہ وہ کسی بھی کارروائی میں کامیاب نہیں ہو سکتے" — کرنل فرانک نے صدر کے نرم لہجے کو دیکھ کر حوصلہ کرتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! — میری ایک گذارش ہے" — کرنل ڈیوڈ نے کہا

"ہاں! — فرمائیے — کیا کہنا چاہتے ہیں آپ" — صدر مملکت نے چونک کر کرنل ڈیوڈ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جناب! — کرنل باسٹر زخمی ہو گئے ہیں — کرنل مارگن ھلاک ہو گئے — اب کرنل فرانک ریڈ آرمی کے سربراہ ہیں — اب ہم دو تنظیمیں ان کے مقابل ورک کر رہی ہیں — لیکن اس طرح صورت حال ایسی پیدا ہو گئی ہے کہ مشترکہ ورک کی صورت میں نہ میں کوئی فیصلہ کن قدم اٹھا سکتا ہوں — اور نہ کرنل فرانک — اس لئے میری تجویز ہے کہ مشترکہ کارروائی کی بجائے اگر ہم علیحدہ علیحدہ کارروائی کریں تو زیادہ کامیابی حاصل ہو سکتی ہے — اگر وہ ایک سے بچیں گے تو دوسرے کے ہاتھوں مارے جائیں گے" — کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"میں آپ کی بات کا مطلب سمجھ گیا ہوں — ٹھیک ہے۔ پھر ایسا ہے کہ مشترکہ تنظیم ختم کر دیتے ہیں — اور اس کی بجائے ایسا ہے کہ ریڈ آرمی تمام حساس مراکز کی نگرانی کرے — اور اگر یہ لوگ کسی بھی

مرکز پر کارروائی کریں تو ان سے مقابلہ کرے ـــــ اور جی۔ پی۔ فائیو ان مراکز کے علاوہ شہر میں انہیں تلاش کر کے ان کا خاتمہ کرے۔" صدر مملکت نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر!ـــ ایسا ٹھیک رہے گا سر" ـــــ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں نے رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے!ـــ پھر یہ انتظام ہو گیا ـــــ لیکن بوقت ضرورت آپ دونوں ایک دوسرے کی امداد کریں گے" ـــــ صدر مملکت نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب!ـــ بہرحال وہ ہم سب کے دشمن ہیں" ـــ دونوں نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ صدر مملکت کوئی اور بات کرتے۔ میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور صدر مملکت نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ صدر مملکت نے باوقار لہجے میں کہا۔

"جناب!ـــ ڈیفنس کونسل کے سربراہ میجر جنرل مائیک بات کرنا چاہتے ہیں" ـــــ دوسری طرف سے پی۔ اے نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ بات کراؤ" ـــــ صدر مملکت نے کہا۔

"سر!ـــ میں مائیک بول رہا ہوں جناب!" ـــــ چند ہی لمحوں بعد ڈیفنس کونسل کے سربراہ میجر جنرل مائیک کی آواز سنائی دی۔

"یس!ـــ کیا معاملہ ہے جو مجھے اس طرح ڈسٹرب کیا گیا ہے" ـــ صدر مملکت نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر!ـــ معاملہ انتہائی سیریس ہے ـــــ سپیشل ٹاور میں گڑبڑ ہو رہی ہے ـــ وہاں کسی نے ٹاور کمپیوٹر سیکشن کی چھت کراس کی ہے تو خطرے کی گھنٹی کمپیوٹر نے دی ـــــ ہم نے کمپیوٹر پر رابطہ قائم کیا تو وہاں ایک عورت کمپیوٹر پر بیٹھی نظر آئی ـــــ ہم نے مشکوک ہو کر مزید چیکنگ کی تو جناب!ـــ ایک بڑے ہال کمرے میں تمام مسلح فوجی بیہوش پڑے نظر آئے ہیں ـــ اور سر!ـــ چیکنگ ٹاور پر اجنبی افراد کا قبضہ ہے جناب" ـــــ میجر جنرل مائیک نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــــ سپیشل ٹاور میں وہ لوگ کیسے گھس سکتے ہیں" ـــــ صدر مملکت نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"یہی بات ہماری سمجھ میں نہیں آ رہی ـــ بہرحال میں نے قریبی ملٹری سیکشن کو الرٹ کیا اور انہیں وہاں گھیرا ڈالنے کا حکم دے دیا ہے سر!ـــ اب مزید اقدامات کے لئے آپ کی اجازت کی ضرورت ہے" میجر جنرل مائیک نے کہا۔

"اوہ!ـــ یہ تو انتہائی سیریس مسئلہ ہے ـــ اوہ!ـــ وہ اجنبی افراد یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس والے ہی ہو سکتے ہیں ـــ انہوں نے ہمارے انتہائی تباہ کن ٹارگٹ کو منتخب کیا ہے" ـــــ صدر مملکت نے چنگھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"سر!ـــ ایسی کوئی بات نہیں ـــ اصل کمپیوٹر سیکشن اور ٹاور بہرحال محفوظ ہیں ـــ ان حفاظتی انتظامات کو کسی طرح بھی ختم نہیں کیا جا سکتا ـــ زیادہ سے زیادہ نچلی عمارت جس میں مسلح فوجی رہتے ہیں وہ صرف وہاں تک ہی قابض ہو سکتے ہیں ـــ اور وہاں انہیں چاروں

طرف سے گھیر کر ختم کیا جا سکتا ہے"۔۔۔ میجر جنرل مائیک نے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ آپ نہیں جانتے کہ یہ کس قدر تباہ کن مسئلہ ہے۔ میں ریڈ آرمی کو فوری وہاں پہنچنے کا حکم دے رہا ہوں۔۔۔ ان میں سے کسی کو بچ کر نہیں جانا چاہیے۔۔۔ اور میجر جنرل!۔۔۔ آپ نے خود وہاں ریڈ میں شامل ہونا ہے"۔۔۔ صدر مملکت نے چیختے ہوئے کہا اور رسیور پٹخ دیا۔

"کرنل فرانک!۔۔۔ وہ لوگ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد ہیں اور انہوں نے سپیشل ٹاور کو تباہ کرنے کی کارروائی کی ہے۔ فوراً پوری ریڈ آرمی لے کر ان پر چڑھ دوڑیں۔۔۔ جلدی۔۔۔ اور سنو! ناکامی کی رپورٹ مجھے کسی صورت نہ ملے"۔۔۔ صدر مملکت نے چیخ کر کہا اور کرنل فرانک اچھل کر کھڑا ہوا اور پھر سیلوٹ مار کر تقریباً دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ بھی جائیں کرنل ڈیوڈ!۔۔۔ اور اس ٹاور کے گرد جی۔پی۔ فائیو کا گھیرا ڈال دیں۔۔۔ جلدی۔۔۔ ہری اپ"۔۔۔ صدر مملکت نے انتہائی جھنجھلاہٹ بھرے انداز میں کہا اور کرنل ڈیوڈ بھی سیلوٹ مار کر تیزی سے مڑا اور کرنل فرانک کے انداز میں بھاگتا ہوا باہر کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ صدر مملکت وہیں بیٹھے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے رہ گئے۔

عمران نے جیپ جیسے ہی دائیں طرف موڑی پیچھے آنے والی جیپیں بھی اس کے ساتھ ہی مڑ گئیں۔ لیکن ابھی انہوں نے تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ اس طرف سے بھی جیپیں آتی دکھائی دیں اور اب عمران نے دیکھا کہ یہ گھیرا چاروں طرف سے ڈالا جا رہا ہے۔ ہر طرف سے جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے ٹاور کی طرف بڑھی آ رہی تھیں۔

"اوہ!۔۔۔ ان لوگوں نے مکمل گھیرا ڈالا ہے"۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو!۔۔۔ تمام ممبرز الرٹ ہو جائیں۔۔۔ ہمیں چاروں طرف سے گھیرا جا رہا ہے اور ہم نے اس گھیرے کو ہر صورت میں توڑ کر نکلنا ہے۔ ہر صورت میں اپنے اپنے انداز میں گھیرا توڑنے کی کوشش کرو۔۔۔ اور پھر چاہے جیپ کے ذریعے۔۔۔ یا کسی بھی ذریعے واپس اسی کوٹھی پہنچنا

ہے"______ عمران نے ٹرانسمیٹر پر کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب!___ ایسا ہی ہوگا"___ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کی جیپ میں ابوزراق، ٹائیگر اور جولیا موجود تھے۔ ٹائیگر عمران کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ باقی دونوں پیچھے بیٹھے تھے۔ عمران کی بات سنتے ہی ان تینوں نے مشین گنیں سیدھی کر لیں۔

"ابوزراق!___ تم پیچھے رکھا ہوا تھیلا کھولو___ اس میں بم ہیں۔ تم نے دونوں طرف بموں کی بارش کرنی ہے___ جب کہ جولیا اور ٹائیگر دونوں اطراف میں فائرنگ کریں گے"___ عمران نے ان تینوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور وہ سب تیار ہو گئے۔

پیچھے آنے والی جیپیں اب قطار میں آنے کی بجائے ایک دوسرے سے فاصلہ دے کر تقریباً برابر دوڑ رہی تھیں۔ اور پھر چند لمحوں بعد ملٹری کی جیپوں کے وہ قریب پہنچ گئے۔

اسی لمحے ملٹری کی جیپوں کی طرف سے ہوائی فائرنگ کی گئی۔ یہ شائد عمران وغیرہ کو روکنے کا اشارہ تھا۔

"فائر کرو"___ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر عمران کی جیپ سے ملٹری جیپوں پر فائرنگ شروع ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی ابوزراق نے انتہائی دلیرانہ انداز میں کھلی چھت کی جیپ میں کھڑے ہو کر انتہائی تیز رفتاری سے دو تین بم پھینکے تو سامنے آنے والی دو جیپیں الٹ گئیں۔ اس کے ساتھ ہی عمران کے ساتھیوں کی طرف سے بھی فائرنگ

اور بموں کی بارش شروع ہو گئی۔

اسی لمحے عمران نے پوری قوت سے سٹیرنگ کاٹا اور بالکل سامنے آنے والی جیپ کی سائیڈ سے گذرتے ہوئے اس نے سٹیرنگ کو ایک جھٹکا دیا تو اس کی جیپ کی پچھلی سائیڈ ملٹری جیپ سے ٹکرائی اور وہ الٹ کر دور تک قلابازیاں کھاتی چلی گئی۔ اور راستہ صاف ہو گیا۔

راستہ صاف ہوتے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کی چاروں جیپیں انتہائی تیزی سے آگے بڑھ جانے میں کامیاب ہو گئیں۔ لیکن اب واپسی کی صورت میں پھیلی ہوئی ملٹری جیپوں نے ان کی طرف رُخ کر لیا۔ مگر اب ملٹری جیپیں ان سے پیچھے رہ گئی تھیں۔ اور اب ان پر پیچھے سے بے تحاشا فائرنگ ہو رہی تھی۔ ابھی وہ سب میدان میں سے گذر رہے تھے۔ البتہ کچھ دور درختوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ان کو نظر آ رہا تھا۔

"ہیلو ممبرز!___ درختوں کے ذخیرے کی طرف بڑھو___ اور وہاں جیپوں کو چھوڑ کر پیدل بھاگو___ بکھر کر بھاگنا ہے___ آگے کھیت ہیں___ وہ اچھی پناہ گاہ ثابت ہوں گے"___ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا۔

لیکن اسی لمحے ابوزراق کی انتہائی دردناک چیخ سنائی دی اور وہ اچھل کر پشت کے بل عمران پر آگرا۔ اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا۔ وہ شائد کھڑا ہو کر پیچھے بم پھینکنا چاہتا تھا کہ پیچھے سے ہونے والی فائرنگ کی زد میں آ گیا۔

ابھی عمران نے اس اچانک دھچکے کی وجہ سے جیپ کو مشکل سے

سنبھالا تھا کہ اس کی جیپ کے عقب میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ اچانک کسی تاریک اور انتہائی گہری سرنگ میں اُڑتا جا رہا ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکی کے بادل چھا گئے۔

عمران کی جیپ یقیناً ایک خوفناک بم کی زد میں آکر تباہ ہو گئی تھی اور ایسی صورت میں ظاہر ہے عمران۔ ٹائیگر اور جولیا کا جو حشر ہو سکتا تھا وہی ہوا ہو گا۔ ابو رزاق تو پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔

"اوہ! ــــ عمران صاحب کی جیپ ہٹ ہو گئی" ــــ صفدر نے عمران کی جیپ کو اُلٹ کر قلابازیاں کھاتے ہوئے دیکھا تو بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیپ کا رُخ ادھر موڑ دیا۔

"روکو! ــ پیچھے آنے والوں کو ہر قیمت پر روکو ــــ ہر قیمت پر"۔ صفدر نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی صفدر کی جیپ میں موجود کیپٹن شکیل۔ چوہان اور صدیقی نے بے تحاشا فائرنگ شروع کر دی۔

عمران کی جیپ تو قلابازیاں کھاتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی، البتہ عمران۔ جولیا اور ٹائیگر تینوں کے جسموں کو صفدر نے زمین پر گرتے دیکھ لیا تھا۔

ٹائیگر اور جولیا تو نیچے گرتے ہی قلابازیاں کھا کر اُٹھ کھڑے ہوئے البتہ عمران کا جسم بے حس تھا۔ اسی لمحے ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے عمران کی طرف دوڑا۔ اس نے جھک کر عمران کو اٹھایا اور عین اسی وقت

صفدر کی جیپ ان کے قریب پہنچ گئی۔

صفدر نے پوری قوت سے بریک لگائے تو جولیا اچھل کر جیپ میں چڑھ گئی جب کہ ٹائیگر نے عمران کے جسم کو پچھلی سیٹ پر اچھالا اور خود بھی اوپر چڑھ آیا۔ صفدر نے جیپ ایک بار پھر دوڑا دی۔

"وہ چوتھا آدمی" ——— ؟ صفدر نے چیخ کر ٹائیگر سے پوچھا۔

"وہ پہلے ہی مر چکا تھا ——— عمران صاحب زندہ ہیں ——— سر میں چوٹ کی وجہ سے بیہوش ہیں" ——— ٹائیگر نے عمران کو ٹٹولتے ہوئے جواب دیا۔

باقی دو جیپیں بھی صفدر کی طرح بے تحاشا فائرنگ کرتی ہوئی اس ذخیرے کی طرف بڑھی جا رہی تھیں۔ اور پھر وہ ذخیرے میں صحیح سلامت پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔

"بھاگنا مت ——— ورنہ وہ گھیر لیں گے ——— بکھر کر درختوں پر چڑھ جاؤ" ——— صفدر نے ذخیرے میں داخل ہوتے ہی چیخ کر کہا۔ اور پھر وہ خود نیچے اتر کر پیچھے مڑا تاکہ عمران کو اٹھائے۔ لیکن ٹائیگر پہلے ہی عمران کو اٹھا کر کاندھے پر لادے ایک درخت کی طرف دوڑ لگا چکا تھا اور چند ہی لمحوں میں وہ عمران سمیت درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ صفدر نے ایک لمحے کے لئے اسے حیرت بھرے انداز میں دیکھا کیونکہ اس طرح عمران کے جسم کو کاندھے پر اٹھائے درخت پر چڑھنا آسان کام نہ تھا لیکن ٹائیگر کی ہمت اور پھرتی دیکھنے والی تھی۔ اور پھر صفدر خود بھی دوسرے درخت کی طرف دوڑ پڑا۔

چند ہی لمحوں میں تینوں جیپیں وہاں خالی کھڑی رہ گئیں۔ اور پھر

دیکھتے ہی دیکھتے ملٹری کی جیپیں بھی اس ذخیرے میں داخل ہو گئیں۔ اندر داخل ہونے والی جیپوں کی تعداد پانچ تھی۔ جب کہ باقی جیپوں نے یقیناً ذخیرے کو گھیرنا شروع کر دیا ہوگا۔

پانچوں جیپیں رکتے ہی ان میں موجود مسلح فوجی تیزی سے نیچے اترے اور پھر وہ مشین گنوں سے اندھا دھند ادھر ادھر فائرنگ کرتے ہوئے درختوں میں آگے بھاگتے گئے۔ انہوں نے یقیناً یہی سمجھا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی جیپیں روک کر اب پیدل آگے بھاگ رہے ہوں گے۔

اب ذخیرے کے اندر اور تینوں اطراف سے مسلسل فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور اس فائرنگ سے ان کی پوزیشنوں کا واضح اندازہ ہو رہا تھا۔ جب فائرنگ کرنے والے کافی آگے نکل گئے تو صفدر کی آواز سنائی دی۔

"نیچے اترو ——— اور ملٹری جیپوں پر قبضہ کر کے واپس نکل چلو ——— واپسی کی طرف یقیناً ان کی کوئی جیپ نہ ہوگی" ——— صفدر یہ کہتا ہوا درخت سے نیچے اتر آیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی باقی ممبرز بھی تیزی سے درختوں سے نیچے اتر آئے تھے۔

عمران ابھی تک ٹائیگر کے کندھوں پر لدا ہوا تھا۔ اسے شاید ہوش نہ آیا تھا۔ اور پھر وہ سب دو جیپوں میں سوار ہو گئے۔ کیونکہ ملٹری کی جیپیں ان کی جیپوں کی نسبت بڑی تھیں۔ ایک جیپ کا سٹیرنگ صفدر نے سنبھالا۔ جب کہ دوسری جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر بیٹھ گیا اور دوسرے لمحے دونوں جیپیں تیزی سے بیک ہوئیں اور پھر ذخیرے سے

نکل کر واپس ٹاور کی طرف دوڑنے لگیں۔ واقعی ادھر کوئی جیپ نہ تھی وہ سب ذخیرے کے اطراف میں یا آگے نکل گئے تھے۔

اسی لمحے عمران کی کراہ سنائی دی اور ٹائیگر عمران کو جھنجوڑنے لگا عمران ہوش میں آرہا تھا۔

"کمال ہے ____ اللہ میاں کے ہاں بھی رُوح کی سواری کے لئے جیپ استعمال ہوتی ہے" ____ عمران کی بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی اور ان سنگین اور خطرناک حالات میں عمران کا یہ فقرہ سُن کر جیپ پر موجود افراد کے سُتے ہوتے چہرے بے اختیار کِھل اُٹھے۔

"عمران صاحب ! ____ ہوش میں آیئے ! ____ صورتحال بیحد خطرناک ہے" ____ صفدر نے کہا۔

"اچھا تو اپنا صفدر بھی ساتھ ہے" ____ عمران نے کہا اور اچھل کر بیٹھ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر دبا رکھا تھا۔

"سب ہی ساتھ ہیں عمران صاحب !" ____ صفدر نے کہا اور پھر اس نے عمران کے بیہوش ہونے سے اب تک کے واقعات بتا دیئے۔

"گڈ ! ____ تم واقعی عقلمند ہو گئے ہو ____ میرا بھی یہی منصوبہ تھا۔ بہرحال اب بائیں طرف مُڑ جاؤ ____ ادھر ایک بڑی نہر ہے۔ اُسے کراس کر کے ہم محفوظ ہو جائیں گے" ____ عمران نے شعور میں آتے ہی ادھر اُدھر کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے جیپ کا رُخ دائیں طرف موڑ دیا۔

ذخیرے کی طرف سے اب بھی فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جس سے ظاہر تھا کہ انہیں ان لوگوں کے اس طرح فرار کا پتہ نہیں

چل سکا اور وہ انہیں وہیں تلاش کرتے پھر رہے تھے۔

اندھیرے کا حصہ بنی ہوئی دونوں جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑی چلی جارہی تھیں اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں اندھیرے میں چمکتا ہوا نہر کا پانی نظر آنے لگ گیا۔ اور پھر دونوں جیپیں نہر کے کنارے پر پہنچ گئیں۔ یہ خاصی بڑی نہر تھی۔ جیپیں روک دی گئیں اور وہ سب اچھل کر نیچے آ گئے۔

"کوئی ساتھی کم تو نہیں" ____ عمران نے نیچے اترتے ہی ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"فالتو آدمی ختم ہو گئے ہیں ____ البرزاق ختم ہو گیا ہے ____ وہ لنگور فائرنگ ہوتے ہی جیپ سے کود گیا تھا ____ اور اس کا ٹرینر شیخ صادق وہیں جیپ میں ہِٹ ہو گیا تھا ____ البتہ شاید کوئی زخمی وغیرہ ہو" ____ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں زخمی ہوں ____ لیکن اتنا بھی نہیں" ____ نعمانی کی آواز سنائی دی۔ اس نے ایک ہاتھ سے اپنا دوسرا بازو تھام رکھا تھا۔

"آؤ آؤ ____ جلدی کرو" ____ عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے نہر کے کنارے دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔

تھوڑی دیر بعد انہیں ایک چھوٹا سا لکڑی کا پُل نظر آ گیا۔ یہ خاصا پرانا پُل تھا۔ نیا پُل شاید آگے کہیں بنایا گیا ہو۔ لیکن یہ پُل ان کے لئے غنیمت تھا۔ چند لمحوں میں وہ پُل کے ذریعے نہر کراس کر کے دوسری طرف اترتے گئے۔ ادھر اونچی اونچی جھاڑیوں سے بھرا ہوا ایک چھوٹا سا میدان تھا۔ جس کے بعد پھر درختوں کا ایک طویل سلسلہ نظر آرہا تھا۔

وہ سب ان جھاڑیوں میں سے ہوتے ہوتے جیسے ہی ان درختوں کے قریب پہنچے، انہوں نے درختوں کی دوسری طرف جیپوں کی آوازیں سنیں یہ آوازیں ادھر ہی آتی سنائی دے رہی تھیں۔

" اوہ! —— وہ لوگ ادھر سے بھی آ رہے ہیں —— درختوں پر چڑھ جاؤ —— جلدی" —— عمران نے چیخ کر کہا اور وہ سب بے تحاشا دوڑتے ہوئے درختوں کی طرف بڑھے اور پھر بندروں سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے وہ درختوں پر چڑھ گئے۔ ابھی وہ پوری طرح بیٹھ بھی نہ پاتے تھے کہ دس کے قریب جیپیں ان درختوں کے درمیان سے گذرتی ہوئی نہر کی طرف بڑھتی نظر آئیں اور چند لمحوں میں ہی وہ ان درختوں کے نیچے سے گذر گئیں۔ جن پر وہ لوگ چڑھے ہوئے تھے۔ یہ ملٹری کی بجائے عام جیپیں تھیں لیکن ان پر سوار مسلح افراد صاف نظر آ رہے تھے۔

جب جیپیں درختوں کے ذخیرے سے نکل کر جھاڑیوں سے بھرے ہوئے میدان میں داخل ہوئیں تو عمران نے جھینگے جیسی آواز نکالی۔ یہ نیچے اترنے کا مخصوص کاشن تھا۔ چنانچہ وہ سب درختوں سے نیچے اترے اور پھر عمران کے اشارے پر آگے دوڑنے لگے۔ کافی دیر اسی طرح درختوں کے درمیان دوڑنے کے بعد وہ ایک بار پھر کھلے میدان میں پہنچ گئے اب دور سے ایک بڑی سڑک گذرتی صاف نظر آ رہی تھی جس پر اکا دکا ٹریفک بھی چل رہی تھی۔ اس میدان سے گذر کر وہ سب جلد ہی سڑک پر پہنچ گئے۔ البتہ ان سب کی حالت بے حد خراب تھی۔ کپڑے تقریباً پھٹ چکے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ پٹ پٹا کر آ رہے ہوں۔ سڑک کی سائیڈ میں موجود درختوں کی آڑ لے کر وہ کھڑے ہو گئے۔ البتہ

مشین گنیں بدستور ان کے پاس موجود تھیں۔

اسی لمحے دور سے ایک ویگن آتی دکھائی دی۔ اسے دیکھتے ہی عمران تیزی سے درخت کی آڑ سے نکلا اور تقریباً جھولتا اور لڑکھڑاتا ہوا مین سڑک کے درمیان آڑھا ہو کر یوں ڈھیر ہو گیا جیسے وہ انتہائی نشے میں بدمست ہو کر گرا ہو۔ اور اس کی ترکیب کامیاب رہی۔ ویگن کی بریکیں چرچرائیں اور ویگن ٹھیک سڑک پر بے حس و حرکت پڑے ہوئے عمران کے جسم کے قریب آ کر رک گئی۔ ویگن کی کھڑکی کھول کر ڈرائیور باہر نکلا۔

" کون ہو تم —— کیا ہوا" —— ڈرائیور نے تیزی سے عمران کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

" مجھے کچھ نہیں ہوا بڑے بھائی! —— صرف تھک گیا ہوں اور کرایہ بھی نہیں ہے" —— عمران نے یکلخت اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے اس طرح اٹھنے سے ڈرائیور گھبرا کر پیچھے ہٹنے ہی لگا تھا کہ عمران کا بازو حرکت میں آیا اور ڈرائیور کی کنپٹی پر پٹاخہ سا چھوٹا اور وہ اچھل کر ویگن سے ٹکرایا اور پھر خالی ہوتی ہوئی ریت کی بوری کی طرح نیچے گرنے لگا کہ عمران نے اسے پکڑا۔ دوسرے لمحے اس نے دروازہ کھولا اور ڈرائیور کو اٹھا کر اندر دھکیل دیا۔ اب اسے اتفاق ہی کہیئے کہ ویگن خالی تھی۔ اس میں کوئی مسافر نہ تھا۔ ڈرائیور شاید اپنی ڈیوٹی ختم کر کے اسے گیراج میں دینے کے لئے جا رہا تھا۔

" آ جاؤ —— بھائی آ جاؤ —— چلو آدھا کرایہ دے دینا" —— عمران نے ہانک لگاتے ہوئے کہا اور درختوں کی آڑ میں چھپے ہوئے تمام ممبران

دوڑتے ہوئے ویگن کی طرف بڑھے۔ وہ سب اس لئے درختوں کے پیچھے چھپے رہے تھے کہ اگر وہ ویگن کے پاس اکٹھے ہوگئے تو وہاں سے گزرنے والی کوئی بھی دوسری کار پولیس کو کسی گڑبڑ کی اطلاع دے دیگی کیونکہ یہاں ٹریفک پولیس انتہائی مستعد اور سخت تھی۔

عمران نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی جب کہ باقی سب پیچھے بیٹھ گئے اور ویگن تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ ویگن کا ڈرائیور ساتھ والی سیٹ پر بیہوش پڑا تھا۔

"اسے اٹھا کر نیچے ڈال لو ــــ پولیس نے اسے دیکھ لیا تو ایک آفت کھڑی ہو جائے گی" ــــ عمران نے مڑ کر صفدر سے کہا۔ اور پھر ڈرائیور کو پیچھے گھسیٹ کر نیچے ڈال دیا گیا۔ جبکہ جولیا پیچھے سے اٹھ کر سائیڈ سیٹ پر آبیٹھی۔

"یہ اچھا ہوا ــــ دولہا دلہن آگے ــــ اور باراتیوں کو ہمیشہ پیچھے ہی رہنا چاہیئے" ــــ عمران نے مسکرا کر جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو ــــ ہر وقت کی بکواس اچھی نہیں لگتی" ــــ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ ٹائم ٹیبل بنا کر دے دو ــــ جس وقت تمہیں بکواس اچھی لگتی ہو ــــ بے شک تنویر سے مشورہ کر لینا" ــــ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، اچانک ایک سائیڈ روڈ سے ٹریفک پولیس کی کار تیزی سے نکلی اور پھر سائرن بجاتی ہوئی وہ ویگن کی سائیڈ میں آکر اسے رکنے کا اشارہ دینے لگی۔

عمران نے سائیڈ میں کر کے ویگن روک دی۔ پولیس کار بھی رک گئی۔ اور اس میں ٹریفک سارجنٹ نکل کر عمران کی طرف بڑھا۔

"تم نے آف سائیڈ پر سواریاں کیوں بٹھائی ہوئی ہیں" ــــ سارجنٹ نے انتہائی کرخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر آپ اسے آف سائیڈ سمجھتے ہیں جناب ــــ تو بے شک گول نہ دیں ــــ میں پھر ٹرائی کر لیتا ہوں" ــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ــــ کیا تم نشے میں ہو ــــ کیا بکواس کر رہے ہو" ٹریفک سارجنٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے کبھی ہاکی ــــ یا نٹ بال کھیلی ہے" ــــ عمران نے الٹا سوال جڑ دیا۔

"ہاں ــــ کھیلی ہے مگر ــــ" ٹریفک سارجنٹ اس بے تکے سوال پر اور زیادہ حیران ہوگیا۔

"ارے ہاں ــــ آپ تو چیمپئن تھے ــــ میں نے اخبار میں پڑھا تھا ــــ آپ کو دس مواقع ملے تھے پنلٹی سٹروک لگانے کے ــــ لیکن آپ نے دسوں بار گیند گول سے باہر پھینک دی تھی ــــ بہر حال سارجنٹ صاحب ــــ جب کوئی کھلاڑی آف سائیڈ ہو جائے تو اسے زیادہ سے زیادہ سزا یہی دی جا سکتی ہے کہ گول نہ دیا جائے"۔ عمران نے اسے یوں سمجھایا جیسے وہ کسی گیم کیمپ کا کوچ ہو۔

"ہوں ــــ تو تمہارا مطلب ہے کہ تمہیں جرمانہ نہ کیا جائے۔ معافی دے دی جائے" ــــ سارجنٹ نے سینہ تان کر عمران کی بات کا

مطلب نکال ہی لیا تھا۔

"جناب! — جرمانہ مذکر ہے — اور معافی مؤنث — اب آپ کے پاس جو کچھ ہو دے دیجئے — ہمارا کیا ہے ہم تو شریف آدمی ہیں جو آپ دیں گے — قبول کر لیں گے" — عمران نے شرارت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو — مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں ایسی باتیں کر رہے ہو — اس لئے کہ یہ ویگن سارجنٹ فواد کی ہے — لیکن تم کب سے ڈرائیور بنے ہو — پہلے تو تم —" سارجنٹ کو شاید پہلی بار خیال آیا تھا کہ عمران نیا ڈرائیور ہے۔

"آج ہی جناب سیٹ پر بیٹھا ہوں — قسم لے لیجئے جو اس سے پہلے اس سیٹ پر بیٹھنا نصیب ہوا ہو" — عمران نے یوں رو دینے والے لہجے میں کہا۔ جیسے اُسے ڈرائیونگ سیٹ پر بٹھا کر کسی نے اس پر ظلم کا پہاڑ توڑ دیا ہو۔

"جاؤ پھر دفع ہو جاؤ — سارجنٹ فواد سے کہہ دینا کہ سارجنٹ رابرٹ نے چھوڑ دیا ہے — جاؤ" — سارجنٹ نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی جرمانے کی کاپی دوبارہ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور تیزی سے اپنی کار کی طرف مڑ گیا۔ پھر جب اس کی کار کافی آگے بڑھ گئی تو عمران نے ویگن اسی سائیڈ روڈ پر موڑ دی جہاں سے سارجنٹ رابرٹ نکلا تھا۔

"اچھا چکر دیا تم نے اسے — یہاں بھی پاکیشیا جیسا ہی چکر ہے کہ ویگنیں پولیس والوں کی ہی ہیں" — جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چکر میں نے کہاں دیا — وہ مجھے چکر دے گیا ہے — جرمانہ

دے رہا تھا — بغیر دیئے چلا گیا" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جولیا ہنس پڑی۔

سائیڈ روڈ سے گذر کر وہ اندرون شہر روڈ پر پہنچ گئے۔ عمران نے جان بوجھ کر سائیڈ روڈ کا انتخاب کیا تھا۔ کیونکہ سارجنٹ اسی طرف سے آ رہا تھا اور عمران جانتا تھا کہ اب ادھر چیکنگ نہ ہو گی۔ آگے ہو سکتا تھا کہ جس طرح یہ سارجنٹ رابرٹ پہنچ گیا تھا اس طرح سارجنٹ فواد صاحب خود ہی ٹکرا جاتیں۔ ظاہر ہے معاملہ زیادہ خراب ہو سکتا تھا۔

شہر میں داخل ہوتے ہی عمران نے ویگن ایک سائیڈ پر روکی اور پھر سب کو نیچے اترنے کا کہہ کر وہ خود بھی ویگن سے باہر آ گیا۔

"اب علیحدہ علیحدہ ہو کر سیدھے کوٹھی پہنچو — میں بھی پہنچ جاؤں گا" — عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سڑک پار کر کے ایک اور گلی میں گھس گیا۔ اور مختلف گلیوں سے ہوتا ہوا ایک بازار میں پہنچ گیا۔ رات کے باوجود بازار میں اس طرح رونق تھی جیسے دن ہو۔ عمران ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور میں داخل ہوا اور وہاں سے اپنے ناپ کا ایک ریڈی میڈ سوٹ خریدا اور پھر باتھ روم میں جا کر اس نے نیا سوٹ پہنا اور پرانا اتار کر اسے لپیٹ کر اسے تھیلے میں ڈالا اور باہر آ گیا۔ اب وہ یکسر بدل گیا تھا۔ سٹور سے باہر آ کر اس نے پرانے لباس کو ایک کوڑے دان میں پھینکا اور پھر بڑے اطمینان سے آگے بڑھ گیا۔ اب اس کی نظریں کسی پبلک فون بوتھ کی تلاش میں تھیں۔

پریذیڈنٹ ہاؤس کے میٹنگ روم میں کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک اور ڈیفنس کونسل کے سربراہ میجر جنرل مائیک خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"آخر وہ لوگ کون تھے ـــــ اور کیا چاہتے تھے ـــــ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی" ـــــ میجر جنرل مائیک نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"وہ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان تھے۔ یہ بات تو طے ہے۔ لیکن سپیشل ٹاور کے انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کی وجہ سے وہ جو چاہتے تھے ـــــ وہ پورا نہ کر سکے اور ہمارے پہنچنے پر بھاگ نکلے۔ بہرحال ان کا جو بھی مشن تھا وہ فیل ہو گیا ہے ـــــ اور یہ میرے خیال میں ان کی بدترین شکست ہے" ـــــ کرنل فرانک نے پرجوش لہجے میں کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور صدر مملکت اندر داخل ہوئے۔ وہ تینوں استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ صدر مملکت کو جب سپیشل ٹاور سے

یہ اطلاع دی گئی کہ مجرم بغیر کوئی نقصان کئے فرار ہو گئے ہیں تو صدر مملکت نے ان تینوں کو فوری طور پر پریذیڈنٹ ہاؤس بلا لیا۔ اور ان کی کال کی وجہ سے ہی وہ تینوں وہاں سے سیدھے یہاں پہنچے تھے۔

"بیٹھ جائیں" ـــــ صدر مملکت نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور وہ تینوں مودبانہ انداز میں بیٹھ گئے۔

"کیا واقعی یہ اطلاع درست ہے کہ سپیشل ٹاور میں کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی ـــــ وہ لوگ کوئی بھی کارروائی کرنے میں ناکام رہے ہیں" ـــــ؟ صدر مملکت نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"یس سر! ـــــ ہماری فورس جب وہاں پہنچی تو مجرم چار جیپوں میں سوار ہو کر سپیشل ٹاور کا فرسٹ گیٹ بم سے تباہ کر کے باہر آ چکے تھے ـــــ فورس نے ان کا تعاقب کیا ـــــ ایک جیپ الٹ دی گئی۔ باقی تین نکل گئیں ـــــ ان کا پیچھا کیا گیا تو وہ لوگ درختوں کے ایک ذخیرے میں یہ جیپیں روک کر پیدل فرار ہو گئے ـــــ اس ذخیرے کو گھیر لیا گیا اور ان کی تلاش شروع ہو گئی ـــــ لیکن جناب! ـــــ مجرم بے حد ہوشیار اور عیار تھے ـــــ وہ شاید ذخیرے میں درختوں پر چڑھ گئے تھے جب کہ ہم یہ سمجھے کہ وہ آگے پیدل بھاگ گئے ہوں گے ـــــ چنانچہ ہماری چند جیپیں اس ذخیرے میں گھس کر رکیں اور سپاہی اتر کر انہیں ذخیرے میں تلاش کرتے ہوئے جب آگے بڑھ گئے ـــــ تو مجرم ہماری دو جیپیں لے کر واپس بھاگ پڑے۔ جس کا ہمیں بہت دیر بعد علم ہوا ـــــ پھر جب ان کی تلاش کی گئی تو دونوں جیپیں ایک نہر کے کنارے پر کھڑی ملیں جبکہ مجرم غائب ہو چکے تھے ـــــ البتہ اس سلسلے

تعاقب میں دو لاشیں فوج کو ملی ہیں ـــ دونوں مقامی عرب ہیں۔ ایک کا نام ابو رزاق ہے اس کی شہر میں دکان ہے ـــ جب کہ دوسرے کا نام شیخ صادق معلوم ہوا ہے اور وہ ایک چلتی پھرتی سرکس کا مالک تھا۔ ٹاور کو جب چیک کیا گیا تو وہاں چیف کنٹرولر راجر میک اور پچاس مسلح افراد ایک ہال کمرے میں بیہوش پڑے ہوئے تھے ـــ چیف کنٹرولر کو ہوش میں لایا گیا تو اس نے ایک عجیب کہانی سنائی۔ اور پھر میجر جنرل مائیک نے اس کی بیوی کی آمد سے لے کر بیہوش ہونے تک ساری داستان سنا دی ـــ جناب! ـــ سپاہیوں نے بتایا کہ راجر میک کی بیوی رات کو راجر میک کی کار میں گیٹ پر پہنچی۔ وہ چونکہ پہلے بھی اس طرح آتی رہتی تھی ـــ اس لئے اُسے اندر آنے دیا گیا اور اُسے چیف کنٹرولر کے بنگلے تک پہنچا دیا گیا ـــ بہرحال چیف کنٹرولر سے ٹاور چیکنگ کے لئے کہا گیا ـــ اس نے مکمل چیکنگ کی ہے اور ہر چیز بالکل او۔ کے تھی ـــ کسی چیز کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ـــ کمپیوٹر مشین درست کام کر رہی ہے ـــ ٹاور کے گرد بھی ریز کا دائرہ بدستور قائم ہے“ ـــ میجر جنرل مائیک نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”آپ لوگوں کی مجرموں کے بارے میں کیا رپورٹ ہے“ ـــ صدر مملکت نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

”جناب! ـــ جب میں ریڈ آرمی کے ساتھ وہاں پہنچا ـــ تو مجرم فوج کے ہاتھ سے فرار ہونے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ البتہ جو تحقیق میں نے وہاں کی ہے ـــ اس کے مطابق چیف کنٹرولر اور مسلح افراد کو بیہوش کرنے کے بعد پہرے پر موجود چار خصوصی کتوں کو مشین گن سے ہلاک

کیا گیا ـــ پھر کمپیوٹر کی مدد سے گیٹ کھولا گیا اور چند افراد اندر آئے ادھر اسلحہ کے سٹور سے اسلحہ نکالا گیا تھا اور بقیہ اسلحہ چیکنگ ٹاورز پر پڑا ہوا مل گیا ہے ـــ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان پہنچے ضرور ہیں ـــ لیکن بروقت اطلاع مل جانے اور سپیشل ٹاور کے زبردست سائنسی انتظامات کی وجہ سے وہ اپنے مشن میں ناکام رہے ـــ پھر فوج کی جیپوں کو آتے دیکھ کر وہ فرار ہو گئے ـــ بہرحال چیف کنٹرولر اور وہاں کے پورے عملے کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور مزید انکوائری کی جا رہی ہے“ ـــ کرنل فرانک نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”کرنل ڈیوڈ! ـــ آپ کی کیا رپورٹ ہے“ ـــ؟ صدر مملکت نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جناب! ـــ جی۔ پی۔ فائیو پورے شہر میں پھیل گئی تھی ـــ رپورٹ کے مطابق مجرم نہر کراس کر کے سرکلر روڈ پر پہنچے ـــ وہاں سے انہوں نے ایک مسافر ویگن کے ڈرائیور کو بیہوش کر کے ویگن جو خالی تھی، اغوا کی اور پھر یہ ویگن راکفنہ بازار کے پہلے کراس پر کھڑی ملی ہے ـــ ڈرائیور نے ہوش میں آنے پر بتایا کہ وہ خالی ویگن گیراج میں جمع کرانے کے لئے آ رہا تھا کہ ایک شخص سڑک پر بیہوش پڑا ہوا تھا ـــ اس نے جب اسے اٹھانا چاہا تو وہ یکلخت اُٹھ کر اس پر حملہ آور ہوا اور اُسے بیہوش کر دیا۔ پھر جب اسے ہوش آیا تو وہ راکفنہ بازار میں رکی ہوئی ویگن میں پڑا ہوا تھا ـــ ایک رپورٹ اور بھی ملی ہے جناب! ـــ ٹریفک سارجنٹ رابرٹ نے اس ویگن کو چیک کیا تو اس میں ایک عورت اور سات آٹھ افراد بیٹھے ہوئے تھے ـــ سارجنٹ رابرٹ نے انہیں عام مسافر سمجھا

اور جانے دیا ـــــ اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سپیشل ٹاور پر حملہ کرنے والے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان تھے ـــــ بہرحال ان کی تلاش جاری ہے اور مجھے یقین ہے کہ جلد ہی ان کا سراغ مل جائے گا" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ـــ اس کا مطلب ہے کہ واقعی اس بار وہ اپنے مشن میں ناکام رہے ہیں ـــ بہت خوب! ـــ وہ نکل تو گئے۔ لیکن ان کی یہ شکست بتا رہی ہے کہ اس بار ان کے ستارے گردش میں ہیں" ـــــ صدر مملکت نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔ مکمل اور تفصیلی رپورٹ سننے کے بعد اسے شاید اطمینان ہو گیا تھا کہ اسرائیل کے لئے انتہائی قیمتی سپیشل ٹاور مکمل طور پر محفوظ ہے۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بجی تو صدر مملکت نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــ صدر مملکت نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"سر! ـــ ایک فون کال آئی ہے ـــ کوئی شخص علی عمران بول رہا ہے ـــ کہتا ہے کہ اس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور وہ سپیشل ٹاور کے متعلق آپ کو ایک اہم اطلاع دینا چاہتا ہے ـــ ہم نے اسے ٹالنے کی بے حد کوشش کی ہے ـــ لیکن جناب! وہ کہہ رہا ہے کہ اگر یہ اطلاع فوری طور پر آپ تک نہ پہنچی ـــ تو اسرائیل کا اتنا نقصان ہو گا کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا" ـــ دوسری طرف سے پی۔ اے نے بڑے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"علی عمران ـــ پاکیشیا سیکرٹ سروس ـــ اوہ سنو! ـــ اس سے بات

کراؤ ـــ لیکن فوری طور پر چیک کرو کہ وہ کہاں سے بول رہا ہے ـــ ؟ ایمرجنسی ایکشن اسکواڈ کو اس جگہ کی اطلاع دے کر کہو کہ اسے ہر صورت میں مردہ یا زندہ گرفتار کر لیا جائے" ـــ صدر مملکت نے تیز تیز لہجے میں جواب دیا۔

"یس سر" ـــ پی۔ اے نے کہا اور پھر ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ـ ہیلو! ـــ علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) سپیکنگ" ـــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد نرم تھا۔

"یس ـــ پریذیڈنٹ اٹنڈنگ یو" ـــ صدر مملکت نے لہجے کو مزید بھاری اور پر رعب بناتے ہوئے کہا۔

"پریذیڈنٹ! ـــ کیا آپ باربر ایسوسی ایشن کے پریذیڈنٹ ہیں۔ تو جناب پریذیڈنٹ باربر ایسوسی ایشن صاحب! ـــ بال کٹوانے کے ریٹ آپ نے ـــــ" دوسری طرف سے بات شروع کر دی تو صدر مملکت کا جی چاہا کہ رسیور میں ہاتھ ڈال کر عمران کی گردن دبا دے۔

"یو شٹ اپ ـ نانسنس! ـــ میں پریذیڈنٹ آف اسرائیل ہوں ـــ سمجھے ـــ ڈیم فول" ـــ صدر مملکت نے انتہائی غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ غصے کی شدت سے ان کی آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں شاید زندگی میں پہلی بار ان سے کسی نے اس طرح کے فقرے کہے تھے۔

"پریذیڈنٹ آف اسرائیل ڈیم فول ـــ واہ! ـــ یہ ڈیم فول تو کوئی اسرائیلی ڈگری لگتی ہے ـــ میرے خیال میں تو پوری اسرائیلی قوم ہی اس ڈگری کی حامل ہے ـــ تو جناب ڈیم فول صاحب! ـــ میں آپ کو ایک اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ آپ کا ہزار فٹ بلند ٹاور اس وقت شدید

خطرے میں ہے ۔۔۔ بلکہ اگر صحیح لفظ کہے جائیں تو اس وقت میری مُٹھی
میں ہے ۔۔ یہ بات آپ خود سوچتے رہیں کہ میری مُٹھی کتنی بڑی ہو گی
جس میں آپ کا اتنا اونچا ٹاور بند ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا بک رہے ہو ۔۔۔؟ مجھے رپورٹ مل چکی ہے ۔۔۔ تمہارا مشن
ناکام ہو چکا ہے ۔۔۔ اور سنو ! ۔۔۔ تمہارے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے
تم سب ہماری نظروں میں ہو ۔۔۔ تمہیں کُتّے کی موت مارا جائے گا ۔۔
لکھ لو ۔۔ کُتّے کی موت" ۔۔۔ صدر مملکت نے دانت پیستے ہوئے غصیلے
لہجے میں کہا۔

اسی لمحے ایک نوجوان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور اس نے
ایک چِٹ صدر کے سامنے لا کر رکھ دی۔ چِٹ پر لکھا تھا کہ فون کسی
ایسی جگہ سے کیا جا رہا ہے جسے ٹریس نہیں کیا جا سکا۔ شائد وائرلیس
فون استعمال کیا جا رہا ہے۔

"اچھا ۔۔ واہ واہ ! ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ لوگ بالغ ہوتے
جا رہے ہیں ۔۔۔ لیکن پریذیڈنٹ آف ڈیم فول صاحب ! ۔۔۔ اگر آپ
اس خیال میں ہیں کہ یہ فون ٹریس کر لیا جائے گا ۔۔۔ تو خوامخواہ خون
سُکھانے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ یہ جدید ترین وائرلیس فون ہے۔ اسے
ٹریس نہیں کیا جا سکتا ۔۔۔ باقی رہی بات مشن ناکام ہونے کی ۔۔۔ تو
آپ کو اصل اطلاع تو دی ہی نہیں گئی ۔۔۔ ہمارا مشن سو فیصد کامیاب
رہا ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور صدر مملکت چند لمحے تو دانت
پیستے خاموش بیٹھے رہے۔ ان کے ذہن میں بھونچال سا آیا ہوا تھا۔

"بکواس ! ۔۔۔ اب تم صرف دھمکیاں دے رہے ہو ۔۔۔ خوامخواہ

دھمکیاں ۔۔۔ ہم نے اچھی طرح چیکنگ کر لی ہے ۔۔۔ تم تو صرف
نیچے والی عمارت تک محدود رہے ہو" ۔۔۔ صدر مملکت نے کہا۔

"اوہو ! ۔۔۔ واقعی آپ ڈیم فول صدر ہیں ۔۔ جناب ! ۔۔۔ اگر ہم
صرف نیچے والی عمارت تک محدود رہے ہیں تو پھر کمپیوٹرڈ والی عمارت کی
چھت پر کون چڑھا تھا ۔۔۔ جس کی وجہ سے آپ کی ڈیفنس کونسل میں
خطرے کی گھنٹیاں بجی تھیں" ۔۔۔ عمران نے مضحکہ اڑانے والے لہجے
میں کہا اور عمران کی بات سن کر صدر مملکت کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ واقعی
احمق ترین انسان ہو۔ اس پہلو پر تو انہوں نے اب تک بالکل غور ہی
نہیں کیا تھا۔

"لیکن وہاں تو ہر چیز محفوظ ہے ۔۔۔ بالکل محفوظ ۔۔۔ ہم نے چیک
کر لیا ہے" ۔۔۔ صدر مملکت نے منہ کھولتے ہوئے کہا۔

"جناب ! ۔۔۔ محفوظ ہوتی تو مجھے آپ کی کوّے جیسی میٹھی آواز سننے
کی کیا ضرورت تھی ۔۔۔ میرے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا آلہ ہے اور اس
آلے میں ایک چھوٹا سا بٹن لگا ہوا ہے ۔۔۔ اور آپ کے ٹاور کے سب
سے اوپر والے حصے میں جہاں جلا دینے والی ریز جو کہ ٹاور کے گرد زمین
تک پھیلی ہوئی ہیں، کا مرکز سُرخ رنگ کا بڑا سا ڈبہ ہے۔ اس کے
ساتھ ایک سُرخ رنگ کا تھیلا ہم نے لٹکوا دیا ہے ۔۔۔ اس تھیلے میں
ایک ایسا مادہ بھرا ہوا ہے جو ان ریز کے ساتھ جیسے ہی شامل ہو گا۔ یہ
ریز کسی خوفناک بم کی طرح پھٹ جائیں گی اور اس کے بعد پورا ٹاور ۔۔۔
آپ کی کمپیوٹرڈ عمارت ۔۔۔ اور ارد گرد کا سارا علاقہ گرد و غبار کی طرح
فضا میں پھیل جائے گا۔ اس سُرخ رنگ کے تھیلے کے اندر ایک چھوٹا

سا بم ہے ۔جسے میرے ہاتھ میں موجود آلے کا بٹن دبا کر پھاڑا جا سکتا
اس کے پھٹتے ہی تھیلا پھٹ جائے گا اور اس مخصوص مادے کی ٹاو
گرد پھیلی ہوئی ریز پر بارش شروع ہو جائے گی ۔ اور اس کے بعد چراغ
میں روشنی نہ رہے گی" ـــــ عمران نے مزے لے لیکر پوری تفص
بتلاتے ہوئے کہا ۔

" بکواس ـــ بالکل بکواس ! ـــ ریز کی موجودگی میں اس ٹاور تک
کوئی نہیں پہنچ سکتا ـــ اور ریز اب تک موجود ہیں" ـــ صدر مملک
نے کہا ۔ ویسے خطرے کی گھنٹیاں تو ان کے دماغ میں بجنے لگ گئی تھ
لیکن وہ اپنے آپ کو حوصلہ دلانے کے لئے کہہ رہے تھے ۔

مسٹر پریذیڈنٹ ! ـــ آپ نے مسلمانوں کے متعلق بالکل غلط اند
لگایا ہے ـــ آپ نے یہ سمجھا ہے کہ آپ ایکریمیا کی شہ پر مسلمانوں ک
خلاف جو بھیانک اقدام چاہیں گے کرتے رہیں گے ۔ اور مسلمان صر
احتجاج ہی کریں گے ـــ یہ بات نہیں ـــ آپ نے ابھی بیت المقد
کو ہیکل سلیمانی میں بدلنے کا صرف منصوبہ بنایا ہے اور اس منصوبے ک
بدلے اسرائیل کے ساتھ جو سلوک ہو گا ۔ اس ٹاور کی تباھی اس کا معم
سا ایک ٹریلر ہو گا ـــ یہ ٹاور تو کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا ۔ اس جیسے
نجانے کتنے مراکز ہماری لسٹ میں ہیں یہ صرف تمہارے ارادے کی ن
ہو گی ـــ اور اگر تم نے اس ارادے پر عمل کرنے کی کوشش کی تو
پھر اس کوشش کے نتیجے میں تمہارے پورے ملک کی اینٹ سے اینٹ
بجا دی جائے گی ـــ اسرائیل اور ایکریمیا اور پوری دنیا میں پھیلے ہوئے
یہودیوں کا ایک ایک فرد موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا" ـــ دو

ـــ سے بولنے والے کا لہجہ بے حد سرد تھا ۔ اور صدر مملکت کا پورا جسم پسینے
ـــ ب سا گیا ۔
" تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ـــ تم بکواس کر رہے ہو ـــ خالی دھمکیاں
ـــ رہے ہو ـــ ہم تمہیں پیس کر رکھ دیں گے ـــ ہم عظیم قوم ہیں ـــ
ـــ " صدر مملکت نے بری طرح چیختے ہوئے کہا ۔

" بس بس ـــ زیادہ جوش میں آنے کی ضرورت نہیں ـــ فی الحال تم
ـــ الا ٹریلر دیکھ لو ۔ تاکہ تمہیں خود ہی اندازہ ہو جائے کہ ہم کیا کر سکتے ہیں
یا نہیں" ـــ دوسری طرف سے عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
ـــ ت رابطہ ختم ہو گیا اور صدر مملکت نے گھبرا کر رسیور رکھ دیا ۔

" اوہ ـــ اوہ ! ـــ ٹاور کی تباھی انتہائی خوفناک ہو گی ـــ ہمارے
ـــ انتہائی نقصان دہ ـــ کچھ کرو ـــ بچاؤ ٹاور کو ـــ کسی طرح بچاؤ
ـــ ب احمق ہو ـــ احمق ـــ نانسنس ـــ حرام خور ـــ تم صرف باتیں
ـــ جانتے ہو ـــ گٹ آؤٹ ـــ گٹ آؤٹ " ـــ صدر مملکت نے
ـــ طرح چیختے ہوئے کہا ۔ اس وقت ان کی حالت ایسی تھی جیسے وہ اپنے
ـــ نوچنا چاہتے ہوں ۔ لیکن چونکہ وہ ملک کے صدر تھے اس لئے ظاہر ہے
ـــ ن لوگوں کے سامنے نہ کر سکتے تھے ۔
" جناب ! ـــ ہوا کیا ہے ـــ کس کا فون تھا" ـــ کرنل فرانک
ـــ ت کر کے پوچھا ۔
" کس کا فون تھا ـــ مجھ سے پوچھ رہے ہو ـــ احمق آدمی ۔ پاکیشیا
ـــ رٹ سروس کے علی عمران کا" ـــ صدر مملکت نے جھلاتے ہوئے انداز
ـــ کہا ۔ اور پھر انہوں نے عمران سے ہونے والی ساری بات تفصیل سے

تابانی شروع کر دی۔ اس سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ ان کے جسم میں پھیلنے والی اکساہٹ اور جھنجھلاہٹ میں قدرے کمی واقع ہو گئی۔

ابھی وہ انہیں تفصیل بتا رہے تھے کہ یکلخت دروازہ کھلا اور ایک نوجوان بوکھلایا ہوا اندر داخل ہوا۔

”ج — ج — جناب! — سپیشل ٹاور تباہ ہو گیا ہے — جناب پورا ٹاور — کمپیوٹر سیکشن — اردگرد کی عمارت — سب یکلخت ایک خوفناک دھماکے سے تباہ ہو گئے ہے جناب“ — آنے والے نے پریشان لہجے میں کہا اور صدر مملکت پہلے چند لمحے تو آنکھیں پھاڑے آنے والے کو دیکھتے رہے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے انہیں سکتہ ہو گیا ہو۔ انہوں نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔ پوری دنیا میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ طاقتور سمجھنے والے اسرائیل کا صدر ایک جھٹکے میں سر پکڑنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ اور کرنل ڈیوڈ۔ کرنل فرانک اور میجر مائیک صُم بُکم کھڑے تھے۔ یوں جیسے وہ انسانوں کی بجائے بُت ہوں بے جان بُت۔

”سر! — چیف حارث آتے ہیں“ — کمرے میں داخل ہونے والے عرب نوجوان نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

”حارث — اچھا۔ کہاں ہے“ — عمران نے چونک کر پوچھا اور اسی لمحے دروازہ کھلا اور ریڈ۔ فائر کا چیف ابن حارث اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ بے پناہ مسرت سے جگمگا رہا تھا۔

”آپ — آپ نے تو کمال کر دیا — مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ ناقابلِ تسخیر ٹاور بھی تباہ ہو سکتا ہے — میں خود وہاں دیکھنے گیا تھا۔ عمران صاحب! — آپ جادوگر ہیں جادوگر — آپ نے آج اس ٹاور کو تباہ کر کے اسرائیل کے سینے میں خنجر گھونپ دیا ہے“ — حارث نے آگے بڑھ کر مسرت کی زیادتی سے بے اختیار عمران کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

”ارے — ارے! — یہ میری پسلیاں بڑی کمزور ہیں — یہ بھی

ٹاور کی طرح تڑ مڑ نہ جائیں" ــــ عمران نے گھگھیاتے ہوئے انداز میں کہا
"کمال ہے جناب! ــــ واقعی کمال ہے ــــ جب مجھے ابورزاق نے بتایا تو مجھے یقین تھا کہ ایسا ہونا ناممکن ہے ــــ لیکن واقعی آپ لوگ عظمت کے اس مقام پر ہیں جہاں ــــ" حارث نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جج ــــ جناب حارث صاحب! ــــ ہمیں زمین پر ہی رہنے دیں ویسے مجھے افسوس ہے کہ ابورزاق شہید ہو گیا" ــــ عمران نے اسے نارمل کرنے کے لئے کہا۔

"وہ عظیم ہے جو ایک عظیم مشن سرانجام دیتے ہوئے شہید ہوا ہے یہاں کا ہر جوان ابورزاق جیسی شہادت حاصل کرنے کا تمنائی ہے جناب! ــــ آپ کو افسوس کرنے کی ضرورت نہیں ــــ ہماری زندگیاں اس مشن کے لئے وقف ہو چکی ہیں" ــــ حارث نے سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ واقعی آپ کے جذبے قابل قدر ہیں" ــــ عمران نے تحسین بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"عمران صاحب! ــــ یہ سب ہوا کیسے ــــ کچھ ہمیں بھی تو اس بارے میں بتائیے ــــ ہم تو آج تک اس ٹاور سے سر ٹکرا ٹکرا کر رہ گئے" ــــ حارث نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"بس ہو گیا جو ہونا تھا ــــ دراصل میرے پاس ایک جن ہے ۔ بڑا ہی طاقت ور جن ــــ میں نے اسے بلا لیا ــــ اس نے پھونک ماری اور ٹاور ختم" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور حارث قہقہہ مار کر ہنس

"عمران صاحب! ــــ آپ ٹالیے نہیں" ــــ حارث نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کو کیا بتائیں گے ــــ ہمیں بھی علم نہیں ہے کہ یہ ہوا کیسے؟ بہرحال صدر سے بات چیت ہمارے سامنے ہوئی ــــ اور پھر عمران نے یہاں بیٹھے بیٹھے ٹاور تباہ کر دیا ــــ لیکن کیسے ہوا ــــ اس کا ہمیں بھی علم نہیں ہے" ــــ صفدر نے کہا۔

"اوہ! ــــ پھر تو واقعی جن والی بات درست معلوم ہوتی ہے" ــــ حارث نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر تم سب ہی بضد ہو تو سن لو" ــــ اور پھر عمران نے ٹاور تک تھیلا لٹکانے کے سلسلے میں پوری تفصیل سنا دی۔

"حیرت ہے ــــ آپ سائنسدان ہیں ــــ جو آپ نے نہ صرف ان خوفناک ریز سے گذرنے کا طریقہ ڈھونڈ لیا ــــ بلکہ ان کے ذریعے تباہی کا بھی ــــ حالانکہ ہمارے سائنسدانوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا لیا لیکن ــــ" حارث نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"بس تمہارے سائنسدانوں سے یہی غلطی ہوئی" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا غلطی ہوئی ــــ؟" حارث نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ وہ ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے ــــ اگر اس کی بجائے وہ دماغ پر زور ڈالتے تو مسئلہ حل ہو جاتا ــــ ویسے ایک بات ہے۔ کیا فلسطینیوں کو کوئی مرد سائنسدان نہیں ملا ــــ؟" عمران نے کہا۔

"مرد سائنسدان! ــــ جناب! ــــ سارے مرد ہی تو ہیں" ــــ

حارث نے کہا۔

"تو پھر یہ ایڑی والی جوتی ۔۔۔ اور سر پر باندھنے والی چوٹی سے وہ زور کیوں لگاتے رہے" ۔۔۔ عمران نے وضاحت کی اور حارث کے حلق سے نکلنے والے قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔

"آپ واقعی محاوروں کی چھان پھٹک کے ماہر ہیں ۔۔۔ بہرحال میں اس لئے آیا تھا کہ اب کیا پروگرام ہے ۔۔۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ٹاور کا انتقام لینے کے لئے وہ بیت المقدس پر چڑھ دوڑیں" ۔۔۔ حارث نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ! ۔۔۔ ہونے کو تو لڑکا بھی ہو سکتا ہے ۔۔۔ اور لڑکی بھی ۔۔۔ اور اگر واقعی ہونے پر آتے تو تیسری صنف بھی ہو سکتی ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے تائید بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ! ۔۔۔ میں سنجیدہ ہوں" ۔۔۔ حارث نے واقعی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا ! ۔۔۔ پہلے تو آپ نے اپنا نام حارث بتایا تھا ۔۔۔ اب سنجیدہ رکھ لیا ہے ۔۔۔ چلو یہ بھی اچھا نام ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور حارث کے ہونٹ بھنچ گئے۔ جبکہ باقی ممبران کے چہروں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ عادت کے مطابق عمران اب اسے زچ کرنے پر تل گیا ہے۔

"عمران صاحب ! ۔۔۔ پلیز ۔۔۔ چیف لیڈر مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ اب مزید کیا پروگرام ہے" ۔۔۔ حارث نے شاکر سرات کا نام استعمال کرتے ہوئے کہا۔

"تو انہیں بتا دو کہ ابھی چلہ کھینچا جا رہا ہے ۔۔۔ جب کوئی بھوت وغیرہ قابو میں آگیا تو اسے روسٹ کر کے بھوت مسلم پیش کر دیا جائے گا" ۔۔۔ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور اب حارث کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو گئی تھی۔ اسے شاید سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اب وہ کیسے اور کیا بات کرے۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب ! ۔۔۔ اگر آپ نہیں بتانا چاہتے تو میں آپ کو مجبور نہیں کر سکتا ۔۔۔ بہرحال ریڈ فائر کے لئے کوئی کام یا حکم ہو تو فرما دیجئے" ۔۔۔ حارث نے قدرے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

"بس سرخ آگ جلا کر ہمارے حق میں دعا کر دیا کیجئے ۔۔۔ سنا ہے کہ ریڈ فائر یعنی سرخ آگ جل رہی ہو تو دعائیں جلدی قبول ہو جاتی ہیں" ۔ عمران نے اسی طرح بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ! ۔۔۔ اجازت دیجئے" ۔۔۔ حارث ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر وہ رسمی سا سلام کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ خاصا اپ سٹ ہو گیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے اس کی ناراضگی کا عمران جیسے شخص پر کیا اثر ہونا تھا۔

"عمران صاحب ! ۔۔۔ آپ نے اسے خوامخواہ ناراض کر دیا" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چھوڑو ! ۔۔۔ مجھے ان رپورٹوں وغیرہ سے کوئی دلچسپی نہیں ۔۔۔ لیکن اب ہمیں فوراً یہ جگہ چھوڑنی ہے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جگہ چھوڑنی ہے ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ ؟ اس بار جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ احتیاط کا یہی تقاضا ہے ـــــ ہو سکتا ہے کہ یہ حارث ریڈ آرمی ـــ یا جی۔ پی۔ فائیو کی نظروں میں ہو ـــ اور دوسری بات یہ کہ اب ہمیں اپنے طور پر کچھ کرنا ہو گا ـــــ حارث کی یہ بات درست ہے کہ ٹاورز کا انتقام لینے کے لئے وہ بیت المقدس پر فوری حملہ کر سکتے ہیں ـــ اور مجھے پہلے اس کا توڑ کرنا ہے" ـــــ عمران نے سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہی بات میں جب سے یہاں آئی ہوں ـــ سوچ رہی ہوں کہ آخر ہم یہاں کیا مشن لے کر آئے ہیں ـــ ہم زیادہ سے زیادہ یہاں تباہی مچا کر چلے جائیں گے ـــ بس ـــ لیکن وہ کسی بھی وقت بیت المقدس پر کارروائی کر سکتے ہیں" ـــــ جولیا نے کہا۔

"دیکھو جولیا ـــ یہی بات مجھے بھی کھٹک رہی ہے ـــ وہاں سے چلتے وقت تو پروگرام کچھ اور تھا ـــــ لیکن اب میں نے اس سلسلے میں ایک واضح پلاننگ کی ہے اور اب ہمیں اس پلاننگ پر عمل کرنا ہے" عمران نے کہا۔

"وہ کیا پلاننگ ہے" ـــــ ؟ جولیا کے ساتھ ساتھ سارے ممبرز نے چونک کر کہا۔

"سنو! ـــ میں بیت المقدس کو اسرائیل کے ہاتھوں سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کرنا چاہتا ہوں ـــ اس کی ایک ہی صورت ہے کہ اسرائیل کو اس مقام تک پہنچا دیا جائے کہ اگر وہ بیت المقدس کو گرا دیں تو پھر پورا اسرائیل تباہ ہو جائے گا ـــ اسی صورت میں وہ رک سکتے ہیں" ـــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کس طرح" ـــــ ؟ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"میرے ذہن میں ایک خاکہ ہے ـــــ اگر اسرائیل کو یہ یقین دلا دیا جائے کہ جیسے ہی وہ بیت المقدس کو گرانا شروع کریں گے ـــ تو ان کے ایک یا دو ایسے مراکز خود بخود تباہ ہو جائیں گے کہ پورا اسرائیل ہی ختم ہو سکتا ہے ـــ تو وہ یقیناً اس کارروائی سے باز رہیں گے" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن انہیں یہ یقین کیسے آئے گا" ـــــ ؟ صفدر نے پوچھا۔

"آپ لوگ بتائیں ـــ آپ کے ذہن میں کوئی پلاننگ آئی ہے۔ ویسے یقین کرنا ـــ ابھی اس سلسلے میں کوئی واضح بات میں نے بھی نہیں سوچی" ـــــ عمران نے کہا۔

"ایک صورت ہو سکتی ہے کہ ہم بیت المقدس میں کوئی خطرناک ترین بم چھپا دیں ـــــ جیسے ہی وہ اسے گرانے کی کارروائی کریں ـــ بم پھٹ جائے ـــ اور یہ بم اس قدر خطرناک ہو کہ پورا اسرائیل ختم ہو سکتا ہو" ـــ صفدر نے کہا۔

"لیکن وہ انتہائی جدید ترین آلات سے بم کو ٹریس کر لیں گے۔ اور پھر اسے نکال لیں گے ـــ تب" ـــــ ؟ عمران نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

"بم ان کے کسی حساس مرکز میں چھپایا جائے ـــــ لیکن اس کا کنٹرول یہاں کی کسی تنظیم کے حوالے کر دیا جائے کہ جیسے ہی وہ کارروائی کریں۔ وہ بم پھاڑ دیں" ـــــ جولیا نے کہا۔

"لیکن وہ آدمی بک سکتا ہے ـــ پکڑا جا سکتا ہے ـــ بیمار ہو سکتا ہے ـــ یا اس سے غداری ہو سکتی ہے ـــ ایسا ایک ہی آدمی ہو سکتا

ہے۔ اور وہ ہے شاکر سرات ـــــ لیکن ظاہر ہے وہ اسرائیل میں تو نہیں رہتے ـــــ عمران نے کہا۔

" تو پھر اور کیا ہو سکتا ہے ـــــ تم خود ہی سوچو ـــــ ایسی باتیں تمہاری ریڈی میڈ کھوپڑی ہی سوچ سکتی ہے" ـــــ جولیا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" میرے ذہن میں اس کا ایک ہی حل آتا ہے" ـــــ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" وہ کیا" ـــــ سب ممبرز بے اختیار چونکے۔

" وہ یہ کہ ہم بیت المقدس کو اللہ کے حوالے کر کے خود ٹھنڈے ٹھنڈے واپس سدھار جائیں" ـــــ عمران نے بڑے سادہ لہجے میں کہا۔

" تم یہاں بھی بکواس کرنے سے باز نہیں آؤ گے" ـــــ جولیا نے انتہائی بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ایک تجویز میری بھی ہے" ـــــ اچانک تنویر بول پڑا۔

" اور وہ یہ کہ میری اور جولیا کی ـــــ" عمران نے فوراً ہی لقمہ دیتے ہوئے کہا۔

" شٹ اپ ـــــ بات کرنے کی تمیز نہیں ہے تو خاموش رہو" جولیا نے بُری طرح ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران یوں سہم کر خاموش ہو گیا جیسے استاد کے جھڑکنے پر بچہ سہم جاتا ہے۔

" میری تجویز یہ ہے کہ ہم اسرائیل کے صدر کو اغوا کر لیں ـــــ اور پھر اس سے یہ بین الاقوامی پیمانے پر ضمانت لے کر چھوڑ دیں کہ وہ کبھی بھی یہ کارروائی نہ کریں گے" ـــــ تنویر نے کہا۔

" لیکن اس کی ضمانت کیا ہو گی ـــــ یہ بھی تو سوچو" ـــــ صفدر نے کہا۔

" کوئی بھی ہو سکتی ہے ـــــ مثال کے طور پر بین الاقوامی فوج یہاں تعینات کرائی جا سکتی ہے۔ وغیرہ۔ وغیرہ" ـــــ تنویر نے ضمانت کے متعلق بتاتے ہوئے کہا۔

" اسرائیل انتہائی بد اعتماد ٹائپ ملک ہے ـــــ یہ کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتے ـــــ اس لئے کوئی اور بات سوچنی چاہیئے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" پھر ایسا کریں کہ اس ملک کی مکمل تباہی کر دی جائے ـــــ ان کا ہر اہم مرکز تباہ کر دیا جائے ـــــ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے" ـــــ تنویر نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" پورے ملک کو تباہ کرنا تو ناممکن ہے ـــــ یہاں ہم ہر لمحے بارود کے ڈھیر پر بیٹھے ہوئے ہیں ـــــ اسرائیل کوئی پس ماندہ ـــــ یا کمزور ملک نہیں ہے ـــــ اس کی تنظیمیں انتہائی با وسائل اور بے حد خطرناک ہیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" عمران صاحب ـــــ آپ کچھ بتائیں ـــــ آپ تو بالکل ہی خاموش ہو گئے" ـــــ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو آنکھیں بند کئے خاموش بیٹھا تھا۔

" میں کیا بتاؤں ـــــ مجھے تو بولنے کی بھی اجازت نہیں ـــــ اور پھر حکم بھی جولیا کا ـــــ ظاہر ہے کہ میں نے اپنا مستقبل تو تاریک نہیں کرنا ـــــ آخر آج نہیں تو کل ـــــ" عمران نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔

"تمہاری یہی بکواس تو دل جلاتی ہے ـــــ سیدھی طرح تو تم بات ہی نہیں کرتے ـــــ ٹھیک ہے ـــــ میں ایکسٹو سے بات کرتی ہوں ـــــ وہ خود ہی کوئی لائحہ عمل بتا دے گا" ـــــ جولیا نے غصے سے کہا۔

"وہ تو لائحہ عمل بتا ہی دے گا ـــــ لیکن وسیع حیطہ عمل کی ٹرانسیٹر کال البتہ پکڑی جائے گی ـــــ فوراً ہی چیک ہو جائے گی ـــــ اور پھر سرہانے قبر کے آہستہ بولو، والا مسئلہ ہو جائے گا" ـــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور جولیا ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔ کیونکہ عمران کی بات درست تھی۔

"تو پھر آپ آخر کیا سوچ کر آئے ہیں یہاں ـــــ؟ کیا صرف یہی ٹاور تباہ کرنے کے لئے" ـــــ صفدر نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اچانک باہر سے بے تحاشا فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران اور اس کے ساتھی بوکھلا کر کھڑے ہو گئے۔

اسی لمحے عرب نوجوان تیزی سے اندر داخل ہوا۔ نوجوان بے حد گھبرایا ہوا تھا۔

"کوٹھی پر حملہ ہو گیا ہے جناب! ـــــ انہوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے" ـــــ عرب نوجوان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہاں کوئی چور دروازہ ہے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں عرب نوجوان سے مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب! ـــــ کوئی چور دروازہ نہیں ہے" ـــــ عرب نوجوان

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے باہر عین برآمدے میں ایک بم کا خوفناک دھماکہ ہوا اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے کمرے کی چھت ان پر آگری ہو۔

دوسرے لمحے بے تحاشا فائرنگ اور بموں کے دھماکے قریب آتے گئے اور پھر کمرے کی دیواریں بری طرح لرزنے لگیں وہ واقعی بری طرح پھنس کر رہ گئے تھے۔ اور ان کے پاس سوائے مشین گنوں کے اور کوئی اسلحہ بھی نہ تھا۔

صورت حال اچانک ایسی ہو گئی تھی کہ چند لمحوں کے لئے تو عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی بھی ماؤف ہو کر رہ گئی تھی۔ واقعی موت اچانک اور مکمل طور پر ان پر جھپٹ پڑی تھی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھا لیا۔
"یس — کرنل ڈیوڈ سپیکنگ" — کرنل ڈیوڈ نے کہا۔ وہ پریذیڈنٹ ہاؤس سے جھاڑ کھانے کے بعد سیدھا اپنے دفتر آ گیا تھا۔ اور یہاں آکر اس نے صدر مملکت کی تمام جھاڑ کا غصہ اپنے ماتحتوں پر نکالا۔ حالانکہ اس وقت رات آدھی سے زیادہ گذر چکی تھی۔ لیکن اس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس والے گرفتار یا ہلاک نہیں ہوتے وہ آرام نہیں کرے گا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس وقت بھی دفتر میں موجود تھا۔

"جناب! — میں کیپٹن ریمزے بول رہا ہوں — مجھے ایک اہم اطلاع ملی ہے جناب" — دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اہم اطلاع — کیسی اطلاع — جلدی بتاؤ" — کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

جناب! — چیکنگ کے دوران ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور کے باہر کوڑے
ن میں سے ایک لباس ایسا ملا ہے جو جگہ جگہ سے پھٹا ہوا اور مسلا
ہے — یہ مشکوک لباس تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کسی نے
ں بدل کر اسے یہیں پھینک دیا ہے — چنانچہ میں نے اس
س کو لے کر ڈیپارٹمنٹل سٹور سے پوچھ گچھ کی۔ کیونکہ یہ سٹور چوبیس گھنٹے
کھلا رہتا ہے اور یہ لباس بھی اسی سٹور کے باہر کوڑے دان سے
ملا تھا — وہاں ایک آدمی نے اسے پہچان لیا۔ اس نے بتایا کہ چند
گھنٹے پیشتر ایک آدمی اس لباس میں آیا — اس نے نیا لباس خریدا
پھر وہ باتھ روم میں چلا گیا — جب وہ باہر آیا تو وہ خریدا ہوا نیا
باس پہنے ہوئے تھا اور یہ لباس پیکٹ کی صورت میں اس کے
ہاتھ میں تھا — چونکہ یہاں اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے اس لئے اس نے
توجہ نہ دی — میں نے اس سے لباس اور اس آدمی کے حلیے
کی تفصیلات معلوم کیں اور پھر جی۔ پی۔ فائیو نے مختلف ٹیکسی ڈرائیوروں
سے پوچھ گچھ شروع کر دی — ایک ٹیکسی ڈرائیور نے بتایا ہے کہ اس
نے اس لباس کو پہنے ہوئے اور اس حلیئے کے آدمی کو خیابان کالونی
کے ایک چوک پر اتارا تھا — چنانچہ اس چوک پر اردگرد موجود لوگوں
سے پوچھ گچھ کی گئی تو ایک کوٹھی کے چوکیدار نے بتایا کہ اس حلیئے کا
آدمی کوٹھی نمبر بارہ میں جاتے ہوئے اس نے دیکھا ہے — چنانچہ
کوٹھی نمبر بارہ کی نگرانی کی گئی تو اس وقت جناب! — ایک عرب
نوجوان کار میں اس کوٹھی سے نکلا — جی۔ پی۔ فائیو نے اس کا
تعاقب کیا تو یہ آدمی القدیم محلے کے ایک قہوہ خانے میں گیا — پوچھ گچھ

بہرحال پتہ چلا ہے کہ اس کا نام آذر ہے ـــــ اور وہ اس قہوہ خانے کا
مالک ہے ـــــ آذر کی شہرت اچھی نہیں ہے ـــــ اب اس کوٹھی
بارہ اور اس قہوہ خانے کی نگرانی کی جا رہی ہے ـــــ مزید آپ
جیسے حکم کریں" ـــــ دوسری طرف سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا۔

"اس آدمی کا حلیہ کیا تھا جس نے لباس خریدا تھا" ـــــ کرنل
ڈیوڈ نے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ اور کیپٹن ریمزے نے حلیہ
قد و قامت تفصیل سے بتا دی۔

"اوہ! ـــــ یہ قد و قامت اور انداز بالکل عمران کا ہو سکتا ہے
بہرحال ہمیں پہلے اس کوٹھی نمبر بارہ پر ریڈ کرنا چاہیئے ـــــ ایسا نہ
کہ ہم اس آذر کے چکر میں رہ جائیں۔ اور اگر اس کوٹھی میں کوئی ہمارے
مطلب کا آدمی ہو تو وہ نکل جائے ـــــ ویسے تم کچھ آدمی اس آذر کی
نگرانی پر لگا دو ـــــ اگر کوٹھی سے کچھ برآمد نہ ہوا تو پھر اُسے بھی دیکھ لیا
جائے گا" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب!" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ
نے رسیور کریڈل پر رکھا۔ اور پھر میز کے کنارے پر نصب ایک بٹن دبا
دوسرے لمحے ایک نوجوان دروازے میں نمودار ہوا۔

"یس سر" ـــــ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیپٹن مارکر کو بھیجو ـــــ جلدی" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں
کہا اور نوجوان تیزی سے واپس پلٹ گیا۔

چند لمحوں بعد پردہ ہٹا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس
کے چہرے پر خاصی سخت گیری عیاں تھی۔

"یس سر" ـــــ کیپٹن مارکر نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"بیٹھو! ـــــ اور میری بات غور سے سنو!" ـــــ کرنل ڈیوڈ
نے گمبھیر لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ کیپٹن مارکر نے میز کے سامنے رکھی ہوئی ایک
کرسی سنبھالتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن ریمزے نے ایک اہم اطلاع دی ہے ـــــ امکان ہے
یابان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس والے
موجود ہوں گے ـــــ لیکن یہ لوگ انتہائی ہوشیار اور چالاک ہیں۔ اور
اگر وہ لوگ وہاں موجود ہیں تو میں یہ موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا
چاہتا ـــــ اس لئے تم ایسا کرو کہ کم از کم پچاس افراد جن کے پاس
مشین گنوں کے ساتھ ساتھ طاقتور بم بھی ہوں لے کر اس کوٹھی
کو اس طرح گھیرے میں لے لو کہ کسی کو شک نہ پڑے ـــــ مو ... تا
کر وہاں نگرانی بھی کی جا رہی ہو ـــــ میں ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر
کوٹھی کے اوپر رہوں گا اور ہیلی کاپٹر سے تمہاری رہنمائی کروں گا
اگر یہ فرار ہو بھی جائیں تو آسانی سے انہیں ٹریس کیا جا سکے" ـــــ
کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"جناب! ـــــ اتنے تردد کی کیا ضرورت ہے ـــــ ہم اس پوری
کوٹھی کو ہی ریڈ میزائل سے اڑا دیتے ہیں۔ جو بھی اندر ہو گا۔ اس کے
پرزے اڑ جائیں گے" ـــــ کیپٹن مارکر نے کہا۔

"تم نہیں سمجھتے ـــــ میں اول تو انہیں زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہوں
انہیں زندہ حالت میں صدر مملکت کے سامنے پیش کر سکوں۔

اس لئے کہ کسی شک کا کوئی امکان باقی نہ رہے ـــــ اور اگر کسی صو
میں زندہ ہاتھ نہ آئیں تو کم از کم ان کی لاشیں قابل شناخت ضرور ہوں
کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ـــــ میں سمجھ گیا ـــــ ایسا ہی ہوگا" ـــــ کیپ
مارکر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم ہیلی کاپٹر پائلٹ کو بھی تیار رہنے کا کہہ دو ـــــ اور خود جا
کوٹھی کو گھیر لو ـــــ جب گھیرا مکمل ہو جائے تو مجھے ٹرانسمیٹر پر اطلا
دینا ـــــ میں ہیلی کاپٹر لے کر وہاں پہنچ جاؤں گا اور پھر کارروائی شر
ہو جائے گی" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور کیپٹن مارکر سر ہلاتا ہو
تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ کرنل ڈیوڈ کی آنکھوں میں چمک
ابھر آئی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر واقعی وہ عمران اور اس کے ساتھ
کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اسرائیل میں اس
نام کا ڈنکا بج جائے گا۔ اور کرنل فرانک ہاتھ ملتا رہ جائے گا۔ یہی
تھی کہ وہ یکلخت اٹھ کر کوٹھی پر ریڈ کرنے کے لئے دوڑ پڑنے
بجائے باقاعدہ پلاننگ سے حملہ کرنا چاہتا تھا۔ اور اسے یقین تھا
اس کی یہ پلاننگ درست ثابت ہوگی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوا
کی مخصوص آوازیں ابھریں۔ اور کرنل ڈیوڈ نے چونک کر ٹرانسمیٹر
بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ـــــ ہیلو ـــــ کیپٹن مارکر کالنگ۔ اوور" ـــــ ٹرانسمیٹر آ
ہوتے ہی کیپٹن مارکر کی آواز سنائی دی۔

"یس ـــــ کرنل ڈیوڈ اٹنڈنگ یو۔ اوور" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے
تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر ـــــ کوٹھی کو گھیرا جا چکا ہے ـــــ دس جیپیں اور پچاس
مسلح افراد کوٹھی کے گرد موجود ہیں ـــــ ہمارے پاس وافر مقدار میں
اسلحہ موجود ہے۔ اوور" ـــــ کیپٹن مارکر نے کہا۔

"گڈ ـــــ میں آرہا ہوں ـــــ اوور اینڈ آل" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے
کہا اور پھر پاکٹ ساخت کا یہ مخصوص ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے
جیب میں ڈالا اور تقریباً بھاگتا ہوا دفتر سے باہر آگیا۔

چند لمحوں بعد کرنل ڈیوڈ کا مخصوص ہیلی کاپٹر فضا میں اڑ رہا تھا۔
پائلٹ کو اس نے خیابان کالونی کے اوپر ہیلی کاپٹر لے جانے کے لئے
کہا تھا۔ لیکن ساتھ ہی اسے یہ ہدایت بھی دے دی تھی کہ وہ خاصی
بلندی پر رہے۔ تاکہ رات کے وقت ہیلی کاپٹر کی آواز عمران اور اس
کے ساتھیوں کے کانوں میں نہ پڑ جائے۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے پرواز کرتا ہوا بڑھا جا رہا تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے
نائٹ ٹیلی سکوپ آنکھوں سے لگا رکھی تھی۔ اور ہاتھ میں ٹرانسمیٹر تھا۔

"سر ـــــ ہم خیابان کالونی کے اوپر پہنچ چکے ہیں" ـــــ چند لمحوں
بعد پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کی رفتار یکلخت آہستہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اسے روک لو" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر
ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ اوور" ـــــ بٹن دبا کر اس
نے بار بار یہ فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔

"یس سر! ___ کیپٹن مارکر اٹنڈنگ ۔ اوور" ___ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے کیپٹن مارکر کی آواز ابھری۔

"کیا پوزیشن ہے ۔ اوور" ___ کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"ہم کوٹھی کو گھیرے ہوئے ہیں جناب! ___ اندر خاموشی ہے۔ ویسے اندرونی بتیاں جل رہی ہیں ۔ اوور" ___ کیپٹن مارکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے! ___ ریڈ شروع کرو ___ چاروں طرف سے بیک وقت اندر داخل ہو جاؤ اور انتہائی تیز رفتاری سے ___ کوشش کرنا کہ یہ لوگ زندہ گرفتار ہو جائیں ___ اوور اینڈ آل" ___ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر نائٹ ٹیلی سکوپ آنکھوں سے لگاتے اس نے نیچے دیکھنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اُسے دُور جگنو سے چمکتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔

"جدھر وہ جگنو سے چمک رہے ہیں ___ وہ ہمارا ٹارگٹ ہے۔ اب ہیلی کاپٹر تیزی سے نیچے لے جاؤ ___ اور اس جگہ کے عین اوپر۔ جلدی" ___ کرنل ڈیوڈ نے پائلٹ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا اور پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے حکم کی تعمیل کی اور چند ہی لمحوں بعد ہیلی کاپٹر اس کوٹھی کے عین اوپر پہنچ کر رک گیا۔ اب بموں اور مشین گنوں کی فائرنگ کا نہ صرف شور صاف سنائی دے رہا تھا بلکہ فائرنگ کرتے ہوئے افراد بھی کوٹھی میں داخل ہوتے صاف دکھائی دے رہے تھے۔

"اور نیچے لے جاؤ" ___ کرنل ڈیوڈ نے آنکھوں سے نائٹ ٹیلی سکوپ ہٹاتے ہوئے کہا اور پائلٹ ہیلی کاپٹر کو اور نیچے لے آیا۔

اب وہ اس دو منزلہ کوٹھی کی سب سے اوپر والی چھت کے بالکل اوپر موجود تھے۔

نیچے بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں اب نہ صرف صاف سنائی دے رہی تھیں بلکہ اب کرنل ڈیوڈ بغیر ٹیلی سکوپ کے بھی تمام منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس منظر کو دیکھنے کے لئے تو اس نے ہیلی کاپٹر نیچے کرایا تھا۔ اس کے چہرے پر اشتیاق اور مسرت کی ملی جلی کیفیات بھرپور انداز میں نمایاں تھیں۔

"اوپر چھت پر چلو ___ دوڑو ___ فوراً ___ اور کوئی راستہ نہیں ہے" ___ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"آئیے! ___ میں بتاتا ہوں ___ سیڑھیاں اندر والے کمرے میں ہیں" ___ عرب نوجوان نے کہا اور پھر وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہوئے اندرونی کمرے میں پہنچے اور پھر تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگے۔

"چوہان اور تنویر! ___ تم یہیں رکو اور انہیں اوپر آنے سے روکو۔"

لیکن فائر اس وقت کھولنا ۔۔۔ جب یہ اوپر آنے لگیں ۔۔۔ اور سنو فائر کھولنے کے بعد یہاں رکنا نہیں ۔ بلکہ فائرنگ کرتے ہوئے اوپر آجانا' ۔۔۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے رک کر کہا ۔ اور پھر تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا گیا ۔

بے تحاشا فائرنگ اور دھماکے اب کوٹھی کی اندرونی عمارت کے اند سنائی دینے لگے تھے ۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب دوسری منزل کراس کر کے اوپر چھت پر پہنچ گئے ۔ عمران سب سے آگے تھا ۔ وہ اوپر جا کر یہاں سے نکلنے کی کوئی سچوئشن چیک کرنا چاہتا تھا ۔ اس لئے وہ باقی ساتھیوں سے زیادہ تیز رفتاری سے اوپر آیا تھا ۔ لیکن چھت میں نکلنے والے دروازے پر پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گیا ۔ اس نے نہ صرف اوپر موجود ہیلی کاپٹر کی آواز سن لی تھی بلکہ اس نے چھت سے کچھ اوپر بلندی پر موجود ایک ہیلی کاپٹر کو بھی دیکھ لیا تھا ۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر پیچھے آنے والے ساتھیوں کو رکنے کا اشارہ کیا اور وہ سب دروازے میں ہی رک گئے اب نیچے سیڑھیوں کی طرف سے بھی بے تحاشا فائرنگ کی آوازوں کے ساتھ ساتھ چوہان اور تنویر کی طرف سے جوابی فائرنگ اور ان کے او دوڑ کر آنے کی آوازیں بھی سنائی دینے لگی تھیں ۔ اس کا مطلب تھا ، انہیں ہر طرف سے بڑی منصوبہ بندی سے گھیرا گیا تھا ۔ کوٹھی کی سچوئشن ایسی تھی کہ اس کے چاروں طرف اور کوئی کوٹھی نہ تھی ۔ تینوں اطراف میں پلاٹ خالی تھے اور سامنے سڑک تھی ۔ یہ انتہائی خطرناک سچوئشن تھی ۔ یہاں سے کود کر بھی نیچے نہ پہنچا جا سکتا تھا ۔ کیونکہ ایک تو بلندی کافی تھی دوسر

نیچے چاروں طرف مسلح افراد بکھرے ہوئے تھے ۔

اب فائرنگ سیڑھیوں کے درمیان تک پہنچ گئی تھی ۔ حالات لمحہ بہ لمحہ نازک سے نازک تر ہوتے جا رہے تھے ۔ اور سب ممبران کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں ۔ جب کہ عمران خود عجیب کشمکش و پیچ میں پھنس گیا تھا ۔ یہاں سے بچ نکلنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی ۔

" تم لوگ نیچے جاؤ ۔۔۔ اور نیچے سے آنے والوں کو روکو ۔۔۔ صرف صفدر یہاں رہے گا " ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" صفدر ! ۔۔۔ تم اور میں اس طرح چھت پر جائیں گے ۔۔۔ جس طرح ایک دوسرے سے لڑ رہے ہوں ۔۔۔ تم نے حملہ آور کا انداز اپنانا ہے ۔ اور میں نے ایسا جیسے مجھ پر حملہ کیا جا رہا ہو ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ تمہیں بچانے کے لئے اور مجھے پکڑنے یا مارنے کے لئے ہیلی کاپٹر لازماً نیچے اترے گا ۔۔۔ اس کے بعد میں اوپر چڑھ جاؤں گا " ۔۔۔ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا اور اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن وہیں پھینک کر وہ دوڑتا ہوا کھلی چھت پر آیا ۔ دوسرے لمحے صفدر اس کے پیچھے دوڑا اور اس نے عمران پر فائر کھولنا چاہا ۔ لیکن عمران کی لات گھومی اور صفدر کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر دور جا گری ۔ اور اس کے بعد وہ دونوں آپس میں لپٹ گئے ۔ صفدر ہر صورت میں عمران کو نیچے گرانے اور بے بس کرنے کے لئے زور لگا رہا تھا ۔ جب کہ عمران اسے مار دینے کی پوری کوشش کر رہا تھا ۔ دونوں واقعی لڑ رہے تھے ۔ اور شاید یہ صفدر اور عمران کی زندگی میں پہلا موقع تھا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ جانی دشمنوں کی صورت میں لڑ رہے

تھے۔ صفدر نے پوری قوت سے عمران کے پیٹ میں گھٹنا مارنا چاہا۔ مگر عمران نہ صرف اچھل کر ایک طرف ہٹا۔ بلکہ اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے چٹاخ کی آواز اُبھری اور صفدر چیختا ہوا پشت کے بل چھت پر ڈھیر ہو گیا۔

عمران نے اچھل کر دونوں پیر جوڑ کر اس کے پیٹ میں مارنے چاہے لیکن صفدر نیچے گرتے ہی پھرتی سے کروٹ بدل گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگیں نیم دائرے کی صورت میں گھومتی ہوئی عمران کی پنڈلیوں سے ٹکرائیں اور عمران منہ کے بل نیچے گرا۔ لیکن اپنے آپ کو دوسری ضرب سے بچانے کے لئے اس نے انتہائی ماہرانہ انداز میں قلابازی کھائی۔

"خبردار! ___ رک جاؤ ___ ہاتھ اٹھاؤ ___ ورنہ گولی مار دوں گا" ___ اچانک ان دونوں کو اپنے عین سر پر ہیلی کاپٹر کی پھڑپھڑاہٹ کے ساتھ ہی ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور یہ آواز سنتے ہی عمران پہچان گیا کہ یہ آواز کرنل ڈیوڈ کی ہے۔

عمران قلابازی کھا کر جیسے ہی سیدھا ہوا۔ اس کا جسم فضا میں اچھلا ہیلی کاپٹر چھت کے عین اوپر آ چکا تھا اور خاصا نیچے تھا۔ اور اس میں سے کرنل ڈیوڈ آدھا باہر کو لٹکا ہوا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ چونکہ اوپر خاصا اندھیرا تھا اس لئے ظاہر ہے اس نے صرف لڑنے کے انداز سے ہی اس بات کا اندازہ لگایا ہو گا کہ اس کا ساتھی کون ہے اور عمران یا اس کا ساتھی کون ہے۔

عمران یکلخت پوری قوت سے اُچھلا اور پھر کسی پرندے کی طرح

اُڑتا ہوا وہ ہیلی کاپٹر کی کھلی ہوئی کھڑکی کی طرف بڑھا۔ اس کے ہاتھ کھلی کھڑکی کے نچلے کنارے پر ایک لمحے کے لئے جمے اور دوسرے لمحے وہ کسی پھرتیلے بندر کے سے انداز میں قلابازی کھا کر کرنل ڈیوڈ کو گراتا ہوا پائلٹ کے اوپر جا گرا۔

پائلٹ اور کرنل ڈیوڈ بیک وقت چیخے۔ لیکن وہ دونوں عمران سے پھرتیلے ثابت نہ ہو سکے۔ اور عمران نے ہیلی کاپٹر کے فرش پر گرتے ہی پوری قوت سے سر کی ٹکر دوسرے ہوئے پائلٹ کی سائیڈ پر ماری اور پائلٹ توپ میں سے نکلنے والے گولے کی طرح اچھل کر چیختا ہوا اپنی طرف والی کھڑکی سے نکل کر نیچے چھت پر جا گرا۔ کرنل ڈیوڈ نے بوکھلاہٹ کے عالم میں دوبارہ مشین گن سیدھی کرنی چاہی۔ مگر عمران اس سے بے خبر نہ تھا۔ اس نے پائلٹ کو ٹکر مارتے ہی اس نے اپنا جسم کو پوری قوت سے پیچھے کی طرف دھکیلا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پائلٹ سے دوسرے لمحے کرنل ڈیوڈ بھی چیختا ہوا نیچے جا گرا۔

ہیلی کاپٹر پائلٹ کی گرفت سے آزاد ہوتے ہی انتہائی برق رفتاری سے نیچے کو گرا۔ لیکن عمران نے اس کے چھت سے ٹکرانے سے پہلے ہی کنٹرول راڈ کو تھام لیا اور دوسرے لمحے اس نے ہیلی کاپٹر کو چھت سے ٹکرانے سے نہ صرف بچا لیا بلکہ وہ اُسے چھت پر اتار لینے میں بھی کامیاب ہو گیا۔

نیچے صفدر اور کرنل ڈیوڈ میں جنگ جاری تھی۔ پائلٹ تو شائد چھت کی سائیڈ سے ٹکرا کر کہیں نیچے جا گرا تھا۔ اس لئے اس کا پتہ ہی نہ تھا لیکن کرنل ڈیوڈ ٹھیک اس جگہ گرا تھا جہاں صفدر موجود تھا۔ اس لئے

ظاہر ہے کہ صفدر نے اُسے نیچے گرتے ہی چھاپ لیا تھا۔

جب عمران ہیلی کاپٹر روک کر نیچے چھلانگ کر اُترا تو صفدر نے کرنل ڈیوڈ کو بُری طرح بے بس کر رکھا تھا۔ اب فائرنگ اور دھماکے انتہائی خوفناک انداز میں دوسری منزل کی سیڑھیوں میں ہو رہے تھے۔

"آجاؤ ـــ سب دوڑ کر آجاؤ ـــ جلدی" ـــ عمران نے سیڑھیوں کے دروازے کی طرف دوڑتے ہوئے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھی تیزی سے فائرنگ کرتے ہوئے اُوپر چڑھتے آئے۔

"اسے اٹھا کر چھت سے نیچے پھینک دو ـــ جلدی کرو" ـــ عمران نے مُڑ کر صفدر سے کہا جو کرنل ڈیوڈ کو بازوؤں میں جکڑ کر اٹھا کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور عمران کا حکم ملتے ہی صفدر نے اُسے تیزی سے گھسیٹا اور چھت کے کنارے پر لے آیا۔ کرنل ڈیوڈ نے اپنے آپ کو بچانے اور صفدر کو نیچے گرانے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن صفدر ظاہر ہے اب کرنل ڈیوڈ کے قابو میں تو نہ آسکتا تھا۔ چنانچہ دوسرے لمحے کرنل ڈیوڈ کی زوردار چیخ لہراتی ہوئی نیچے ڈوبتی گئی۔ صفدر نے ایک زوردار جھٹکے سے اُسے سر کے اُوپر اٹھا کر دوسری منزل کی چھت سے نیچے دھکیل دیا تھا۔

"جلدی ہیلی کاپٹر میں سوار ہو جاؤ ـــ جلدی کرو" ـــ عمران نے تیز لہجے میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود وہ مشین گن لے کر سیڑھیوں کے دروازے سے ذرا اندر ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اب فائرنگ تیزی سے اوپر آتی جا رہی تھی۔ کچھ نیچے سے سیڑھیاں گھوم کر اوپر آ رہی تھیں اور عمران نے اسی گھماؤ پر گولیوں کی بارش شروع کر دی۔ اس گھماؤ کی وجہ سے وہ

نیچے سے آنے والی گولیوں کی براہِ راست زد سے بچا ہوا تھا اور نیچے والوں کو بھی اس فائرنگ کی وجہ سے اوپر آنے کی جرأت نہ ہو رہی تھی۔

"آجایئے عمران صاحب! ـــ سب ہیلی کاپٹر میں سوار ہو چکے ہیں" صفدر کی آواز سنائی دی اور عمران تیزی سے اچھلا اور پھر دو سیڑھیاں چڑھ کر وہ چھت پر آیا اور پلک جھپکنے میں دوڑ کر ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر چڑھ چکا تھا جسے شاید اس کے لئے خاص طور پر خالی رکھا گیا تھا۔ ہیلی کاپٹر کچھ زیادہ بڑا نہ تھا اس لئے سارے ایک دوسرے کے ساتھ تقریباً جڑے ہوئے تھے۔

عمران نے سیٹ پر بیٹھتے ہی تیزی سے ہیلی کاپٹر کو اوپر کی طرف اٹھایا اور پھر وہ اُسے بالکل عمودی انداز میں اوپر اٹھائے لئے گیا کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ اگر وہ چھت کی سائیڈ پر ہوا تو نیچے سے اس پر میزائل مارا جا سکتا ہے۔

کافی اوپر آنے پر انہوں نے چھت پر مسلح افراد کو دیکھا جو اس پر مشین گنوں سے فائرنگ کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن ہیلی کاپٹر ان کی مشین گنوں کی رینج سے دُور جا چکا تھا۔ کافی اونچائی پر لے آکر عمران نے ہیلی کاپٹر کو سائیڈ پر کیا۔ اب مسئلہ تھا کہ فوری طور پر کسی رہائش کا۔ اس لئے تیزی سے ہیلی کاپٹر میں موجود ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ مست ملنگ کالنگ درویش۔ اوور" ـــ عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہی جلدی جلدی کہنا شروع کر دیا۔ اس نے جان بوجھ کر اپنا اصلی نام نہ لیا تھا اور لہجہ بھی بدلا ہوا تھا۔

"عمران صاحب! ــــ درویش تو آپ نے میرا نام رکھا تھا ــــ اب کسے پکار رہے ہیں" ــــ اس کے پیچھے کھڑے ہوئے ٹائیگر نے کہا۔

"جیب میں مال ہونا چاہیئے ــــ پھر تم جیسے درویشوں کی کوئی کمی نہیں ہے" ــــ عمران نے مڑے بغیر کہا۔ اسی لمحے دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"ہیلو! ــــ درویش اٹنڈنگ ـ اوور" ــــ یہ آواز حارث کی تھی چونکہ اس سے پہلی ملاقات میں ہی عمران نے اس کے ساتھ بھی کوڈ طے کئے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ سمجھ گیا تھا کہ کون بول رہا ہے۔ اور کسے بلایا جا رہا ہے۔

"سنو درویش! ــــ تمہاری عبادت کی زیادتی نے پانچ نمبر موکل کو ہمارے حجرے پر چڑھائی کرنے کا موقع بخش دیا ہے ـ اوور" ــــ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"حجرے پر چڑھائی ــــ اوہ! ــــ یہ کیسے ممکن ہے ـ اوور" ــــ دوسری طرف سے حارث نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بہرحال چڑھائی ہوئی ہے ــــ یہ بعد میں دیکھیں گے کہ کیسے ہوئی ــــ تم اپنا بھی خیال رکھو ــــ اور سنو! کوئی ایسی جگہ جس کا کوڈ تم بتا سکو۔ ہو سکتا ہے ہماری یہ کال اٹنڈ کی جا رہی ہو ـ اوور" ــــ عمران نے مبہم سے لہجے میں کہا۔

"یس ــــ آپ کا درویش شہر میں جس جگہ رہتا ہے ــــ اس کے مین گیٹ کے سامنے اکیس نمبر ــــ یہ خاص جگہ ہے ـ بے فکر ہو کر پہنچ جائیں ــــ میں فون کر دوں گا ـ اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"فون مت کرنا ــــ کوئی کوڈ بتا دو ــــ اور وہاں آنا بھی مت ــــ میں خود مل لونگا ـ اوور" ــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ آپ انہیں صرف ہمارے سب سے بڑے درویش کا نام بتا دیں ـ اوور" ــــ حارث نے کہا۔

"اوکے ــــ اوور اینڈ آل" ــــ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر بند کر کے اس نے جلدی سے ہیلی کاپٹر کو ایک لمبے راؤنڈ میں ڈال دیا۔ کیونکہ بات چیت کے دوران وہ شہر سے کافی دور نکل آئے تھے۔ آسمان صاف تھا اور عمران کو خطرہ تھا کہ کہیں ائیر فورس کے طیارے نہ انہیں گھیر لیں۔ لیکن شاید کرنل ڈیوڈ یا تو مر چکا تھا یا پھر شدید زخمی ہو گا۔ اس لئے ابھی ائیر فورس تک معاملہ نہیں پہنچ سکا۔ عمران ہیلی کاپٹر کو شمال کی طرف لے گیا۔ حارث نے بڑی ذہانت سے اُسے نئی رہائش گاہ کا پتہ دیا تھا۔ پہلی ملاقات میں عمران نے ٹائیگر کا تعارف اس سے کرایا تھا اور اُسے ہی اس نے درویش کا کوڈ نام دیا تھا اور حارث نے کہا تھا کہ جہاں شہر میں آپ کا درویش رہتا ہے۔ یعنی جہاں ٹائیگر رہتا ہے اس جگہ کو چڑیا گھر کہتے ہیں اس کے مین گیٹ کے سامنے اکیس نمبر کوٹھی۔ چنانچہ وہ شمال کی طرف ہیلی کاپٹر کو لے گیا اور پھر اس نے چڑیا گھر کے عقب میں واقع سپورٹس سٹیڈیم میں ہیلی کاپٹر اتارنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کا پروگرام یہ تھا کہ وہ یہاں اتر کر ہیلی کاپٹر کی مشینری کو اس طرح ایڈجسٹ کر دیگا کہ ان کے اترتے ہی وہ خود بخود بغیر پائلٹ کے اوپر اٹھتا چلا جائے گا اور ظاہر ہے ایک حد پر جا کر وہ خود ہی نیچے کہیں گر کر تباہ ہو جائے گا۔ اس طرح ہیلی کاپٹر کو اگر چیک بھی کیا جا رہا ہو گا تو وہ ان کا نیا ٹھکانہ تلاش نہ کر سکیں گے۔ اور اب عمران نے سٹیڈیم میں ہیلی کاپٹر اتارنا شروع کر دیا۔

کرنل ڈیوڈ کو چھت سے نیچے جب اچھالا گیا تو اس کے حلق سے خود بخود بھیانک چیخیں نکلتی گئیں۔ اور اُسے اتنی بلندی سے گر کر اپنی موت کا یقین ہو گیا تھا۔ وہ واقعی چھت پر لڑنے والوں کے انداز سے دھوکہ کھا گیا تھا۔ اس نے نائٹ ٹیلی سکوپ کے ذریعے عمران کو تو پہچان لیا تھا لیکن دوسرے آدمی کو جو عمران پر غلبہ پانے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔ نہ پہچان سکا۔ ظاہر ہے اس کے لڑنے کا انداز دیکھ کر وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ جی۔ پی فائیو کا کوئی رکن ہوگا۔ ورنہ اگر وہ عمران کا ساتھی ہوتا تو پھر وہ اس طرح عمران سے لڑنے اور اس پر غلبہ پانے کی بے تحاشا کوشش کیوں کرتا۔ عمران کو بھی اس نے اس کے لڑنے کے انداز اور قد و قامت سے پہچانا تھا۔ ورنہ اس کا چہرہ تو عزلوں جیسا تھا چنانچہ عمران کو زندہ پکڑنے کے چکر میں وہ ہیلی کاپٹر کو چھت کے بالکل قریب لے آیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ مشین گن

ے زور پر عمران کو ہینڈز اپ کرالے گا اور جی۔ پی فائیو کا رکن جو عمران
ے لڑ رہا ہے وہ عمران پر قابو پالے گا لیکن وہاں تو صورت حال ہی
ت گئی۔ عمران کسی عقاب کی طرح اڑتا ہوا پرواز کرتے ہوئے ہیلی کاپٹر
چڑھ آیا۔ اور پھر پائلٹ کے ساتھ ساتھ وہ بھی اچھل کر نیچے گرا۔ اور
ی آدمی جو عمران سے لڑ رہا تھا اور جسے وہ جی۔ پی۔ فائیو کا رکن سمجھ
ر اس کی امداد کے لئے آیا تھا۔ وہی اس پر چڑھ دوڑا تھا اور پھر اسی
ے اسے اٹھا کر دوسری منزل کی چھت سے نیچے پھینک دیا تھا حالانکہ
ے نے اس آدمی کو گرانے یا اس کے قابو سے نکلنے کی پوری کوشش
تھی۔ لیکن نجانے وہ شخص کس لوہے کا بنا ہوا تھا کہ کرنل ڈیوڈ پوری طاقت
نے کے باوجود اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ حالانکہ وہی شخص عمران سے یوں
ر رہا تھا کہ جیسے دیو کے ہاتھوں کوئی بچہ پٹ رہا ہو۔

دوسری منزل سے نیچے گرتے ہوئے کرنل ڈیوڈ کے حلق سے چیخیں
ے اختیار نکلیں اور اُسے اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ لیکن شاید یہ اس کے
ق سے نکلنے والی بے اختیار چیخیں تھیں جنہوں نے اُسے بچا لیا۔ کیونکہ
ے موجود جی۔ پی۔ فائیو کے ایک کارکن نے شاید کرنل ڈیوڈ کی چیخیں پہچان
یں اس لئے وہ تیزی سے عین اس جگہ کے نیچے آیا جہاں کرنل ڈیوڈ
رہا تھا۔ اور پھر جیسے ہی کرنل ڈیوڈ اس کے ہاتھوں کی رینج میں آیا
ں نے کسی بھاری بھرکم بوری کی طرح نیچے گرتے ہوئے کرنل ڈیوڈ کے
م کو دونوں ہاتھوں پر لے کر ایک جھٹکے سے واپس اچھال دیا یہ جھٹکا
ں قدر شدید تھا کہ وہ کارکن کرنل کو اچھالنے کے بعد خود بھی اچھل کر
شت کے بل زمین پر گرا اور کرنل ڈیوڈ جو دوبارہ اوپر اچھلنے کے بعد خود کو

سنبھالنے میں کامیاب ہوگیا تھا، دوبارہ نیچے گرتے ہوئے پیراٹروپنگ کے مخصوص انداز میں قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور قلابازی کھا لینے کے بعد جیسے ہی اس کے پیر زمین پر لگے وہ چند قدم دوڑتا گیا۔ اور پھر رک گیا۔ اس طرح وہ مرنے اور زخمی ہونے سے تو بچ گیا۔ لیکن اس کا پورا جسم موت کی دہشت سے بُری طرح کانپ رہا تھا۔ اس کا سانس اس قدر تیز تھا کہ آدھی سے زیادہ آنکھیں باہر کو اُبل آئی تھیں اور سینہ کسی دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔

"کرنل ــ کرنل ! ــ آپ بچ گئے" ــــ اردگرد موجود باقی کارکن کرنل ڈیوڈ کو پہچانتے ہی اس کی طرف دوڑے اور کرنل نے بڑی مشکل سے ہاتھ اٹھا کر انہیں تسلی دی۔ لیکن وہ کچھ دیر تک خاموش کھڑا رہا۔ اندر عمارت میں بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد جب اس کا سانس برابر ہوا تو وہ یکلخت چیخا۔

"ہیلی کاپٹر اُڑنے تو فائر کرو ــ میزائل راکٹ سے اسے اُڑا دو" ــ کرنل ڈیوڈ نے اوپر چھت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے تیز سانس نکل گیا۔

"ٹرانسمیٹر ــ ٹرانسمیٹر کہاں ہے" ــــ کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا۔

"وہ تو جناب کیپٹن صاحب کے پاس ہے ــ ہمارے پاس تو نہیں ہے" ــ ایک آدمی نے جواب دیا۔

"اوہ ! ــ یو فول ــ نانسنس ــ اوہ ! ــ کہاں ہے وہ کیپٹن ــ؟ اوہ ! ــ وہ نکل جائیں گے" ــــ کرنل ڈیوڈ جھلاہٹ کے مارے واقعی ناچ سا گیا۔ لیکن ظاہر ہے اس کے ناچنے سے تو ٹرانسمیٹر وجود میں نہ

نکل سکتا تھا۔

"وہ پائلٹ کہاں ہے ــ وہ بھی گرا تھا" ــــ اسی لمحے کرنل ڈیوڈ کو پائلٹ کا خیال آیا۔

"وہ مر چکا ہے جناب ! ــ وہ اچانک نیچے گرا اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے" ــــ ایک سپاہی نے کہا۔

"اوہ ! ــ مجھے کس نے واپس اچھالا تھا ــ کون تھا وہ" ــ پائلٹ کے مرنے پر کرنل ڈیوڈ کو پہلی بار خیال آیا کہ اس کی زندگی کسی نے بچائی تھی ورنہ اگر وہ بھی براہ راست گرتا تو یقیناً اب تک پائلٹ کی طرح زمین پر مُردہ پڑا ہوتا۔

"میں نے جناب !" ــ ایک لمبے تڑنگے اور خاصے مضبوط جسم کے نوجوان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ویل ڈن ــ ویل ڈن ! ــ کیا نام ہے تمہارا ــ؟ نام اور رینک بتاؤ" ــ کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"سب کیپٹن رچرڈ جناب" ــــ نوجوان نے جواب دیا۔

"گڈ ! ــ اب تم کیپٹن ہو ــ میں ہیڈ کوارٹر جاتے ہی آرڈر کر دوں گا تھینک یو" ــ کرنل ڈیوڈ نے اس کا کاندھا تھپکتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر" ــــ سب کیپٹن رچرڈ نے مسرت سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے عمارت کے گیٹ سے بہت سے افراد دوڑتے ہوئے ادھر آتے۔ آگے آگے کیپٹن مارکر تھا۔

"آپ یہاں ہیں جناب ! ــ وہ ہیلی کاپٹر میں نکل گئے جناب !

صرف چھ افراد مرے ہیں وہ بھی مقامی عرب ہیں ـــــ پانچ عمارت کے اندر اور ایک سیڑھیوں میں ـــــ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ اس طرح چھت پر چڑھ کر ہیلی کاپٹر کے ذریعے نکل جائیں گے ـــــ آپ کا ہیلی کاپٹر وہاں کیسے پہنچ گیا ـــــ اور آپ یہاں" ـــــ کیپٹن مارکر نے حیرت کی شدت سے بے ربط فقرے بولتے ہوئے کہا۔

"ٹرانسمیٹر کہاں ہے ـــــ ٹرانسمیٹر" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے چیختے ہوئے کہا۔

"یہ ہے جناب ـــــ کیوں جناب" ـــــ کیپٹن مارکر نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالتے ہوئے کہا۔

"مجھے دو ـــــ مجھے دو ـــــ جلدی کرو احمق آدمی" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے اس طرح کیپٹن مارکر کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر جھپٹا جیسے اگر ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو وہ اسے لے کر بھاگ جائے گا۔

ٹرانسمیٹر ہاتھ میں لیتے ہی کرنل ڈیوڈ نے جلدی جلدی اس پر فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ـــــ ہیلو ـــــ ایئر بیس کمانڈر مارتھم ـــــ ہیلو ـــــ میں کرنل ڈیوڈ چیف آف جی۔ پی۔ فائیو کالنگ یو ـــــ اٹ از ایمرجنسی ـــــ کم آن دی لائن ـــــ کم آن دی لائن ـــــ کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ اوور" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"یس ـــــ کمانڈر مارتھم اٹنڈنگ۔ اوور" ـــــ چند ہی لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"کمانڈر ! ـــــ خوفناک مجرم میرے ہیلی کاپٹر پر سوار شہر پر پرواز کر رہے

ہیں ـــــ انہیں راڈار پر چیک کرو اور انہیں کسی صورت بھی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دو ـــــ طیارے بھیج کر ہیلی کاپٹر تباہ کر دو ـــــ فوراً ـــــ جلدی۔ اوور" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے وحشیانہ انداز میں کہا۔

"میں چیک تو کر لیتا ہوں کرنل ! ـــــ لیکن ہم شہر پہ فائر نہیں کھول سکتے ـــــ یہ رولز کے خلاف ہے۔ سوری۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ایئر کمانڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا اسے نگاہ میں رکھو ـــــ وہ جہاں اترے۔ مجھے اطلاع دو۔ ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ساؤتھ تھرٹی ون ـــــ ایسٹ ٹونٹی ون۔ اوور" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ وہ ہماری نگاہ سے نہ بچ سکے گا ـــــ میں ابھی اطلاع دیتا ہوں۔ اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور اس کے بعد اس نے کیپٹن مارکر کو تیار رہنے کی ہدایات کیں۔

تقریباً دو منٹ بعد ہی ٹرانسمیٹر پر ایک بار پھر ٹوں۔ ٹوں کی آوازیں ابھریں اور کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ـــــ کمانڈر مارتھم کالنگ کرنل ڈیوڈ۔ اوور" ـــــ ٹرانسمیٹر سے کمانڈر مارتھم کی آواز سنائی دی۔

"یس ـــــ کرنل ڈیوڈ اٹنڈنگ۔ اوور" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"کرنل ! ـــــ ہم نے جی۔ پی۔ فائیو کے ہیلی کاپٹر کو ٹریس کر لیا ہے۔ وہ ایک راؤنڈ لے کر شمال کی طرف بڑھ رہا ہے ـــــ اس کا انداز بتا رہا ہے کہ وہ چڑیا گھر کے ارد گرد کہیں اترنا چاہتا ہے ـــــ ہاں ! ـــــ واقعی وہ

ادھر ہی اُتر رہا ہے۔ اوور" ——— کمانڈر مارتھم نے کہا۔ وہ شاید راڈار کے سامنے بیٹھ کر ہی بات کر رہا تھا۔

" او کے ——— ہمیں بتاتے جاؤ ——— ہم جیپوں میں چڑیا گھر کی طرف ہی جا رہے ہیں۔ اوور" ——— کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چیخ کر کیپٹن مارکر اور اپنے ساتھیوں سے چڑیا گھر کی طرف تیزی سے بڑھنے کے لئے کہا۔ اور خود بھی اچھل کر ایک جیپ پر بیٹھ گیا دوسرے لمحے جیپوں کا یہ کارواں تیزی سے چڑیا گھر کی طرف بڑھنے لگا پولیس کی گاڑیاں فائرنگ اور دھماکوں کی وجہ سے وہاں پہلے ہی پہنچ چکی تھیں لیکن جی۔ پی۔ فائیو کی گاڑیاں دیکھ کر وہ ایک سائیڈ پر رک گئی تھیں۔ اور انہوں نے کوئی مداخلت نہ کی تھی۔

چڑیا گھر وہاں سے خاصا دور تھا اس لئے جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑی جا رہی تھیں۔

" وہ چڑیا گھر کے آس پاس کہیں اُتر رہا ہے۔ اوور" ——— کمانڈر مارتھم کی آواز سنائی دی۔

" ہم ادھر ہی جا رہے ہیں۔ اوور" ——— کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

" وہ اُتر گیا ہے ——— وہ ہمارے راڈار سے آؤٹ ہو گیا ہے ——— کیا اب ہم اس کی چیکنگ ختم کر دیں۔ اوور" ——— ؟ کمانڈر مارتھم نے چند لمحوں بعد پوچھا۔

" نہیں! ——— وہ بے حد عیار ہیں ——— ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں بھی چکر دینا چاہتے ہوں ——— تم انتظار کرو۔ جب تک ہم وہاں پہنچ کر تمہیں صورت حال نہ بتائیں۔ اوور" ——— کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ اوور" ——— دوسری طرف سے کمانڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ابھی جیپیں چڑیا گھر کے قریب پہنچی ہی تھیں کہ کمانڈر کی آواز آئی۔

" ہیلو کرنل ——— ہیلی کاپٹر دوبارہ اُڑنے لگا ہے ——— وہ سیدھا اوپر جا رہا ہے انتہائی تیز رفتاری سے۔ اوور" ——— کمانڈر نے تیز لہجے میں کہا۔

" دیکھا ——— میں نہ کہتا تھا ——— وہ ہمیں چکر دے رہے تھے ——— چیک کرو۔ اوور" ——— کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کرنل ——— کرنل! ——— ہیلی کاپٹر خالی ہو چکا ہے ——— میں نے اسے راڈار سے آؤٹ ہونے پر گراؤنڈ لیول ٹیلی شعاعوں سے چیک کرنے کا حکم دیا تھا اور مجھے رپورٹ دی گئی ہے کہ چڑیا گھر کے عقبی گراؤنڈ میں ہیلی کاپٹر اترا اور اس میں سے بہت سے افراد باہر کود گئے۔ آخر میں ایک نوجوان نے اوپر اٹھتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے چھلانگ لگائی اور ہیلی کاپٹر اب تیزی سے اوپر خود بخود جا رہا ہے ——— میرے خیال میں وہ لوگ گراؤنڈ میں اتر گئے ہیں اور انہوں نے ڈاج دینے کے لئے ہیلی کاپٹر کو سٹک کنٹرول کر دیا ہے۔ اوور" ——— کمانڈر نے انتہائی پُرجوش لہجے میں کہا۔

" اوہ! ——— ایسا ہی ہو گا۔ اوور" ——— کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر وہ کھلی چھت کی جیپ پر پُرجوش انداز میں کھڑا ہو کر چیخنے لگا۔

" چڑیا گھر کے عقبی گراؤنڈ کو گھیر لو ——— جو نظر آئے مار گراؤ" ——— کرنل ڈیوڈ نے اچھل اچھل کر چیختے ہوئے کہا۔

" سر! ——— ٹرانسمیٹر پر بات کریں ——— جیپ تو جیپ ٹرانسمیٹر ہے" ——— ڈرائیور نے جو اس کی جیپ چلا رہا تھا مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا! ـــ مجھے تو اس کا خیال ہی رہا تھا" ـــ کرنل ڈیوڈ اچھل کر واپس سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر پہلی ہدایت چیخ چیخ کر دینی شروع کر دی۔

چڑیا گھر کے عقب میں بہت بڑا گراؤنڈ تھا جسے سنٹرل سپورٹس سٹیڈیم کہا جاتا تھا۔ اور پھر جیپوں نے بجلی کی اس کے گرد گھیرا ڈالنا شروع کر دیا۔

"جیپیں سٹیڈیم میں لے جاؤ ـــ کسی کو باہر نہ جانے دو ـــ چاروں گیٹوں پر ایک ایک جیپ رک جائے اور مسلح افراد نیچے اتر کر گیٹ چیک کریں ـــ باقی جیپیں اندر جائیں گی ـــ کوئی آدمی بچ کر نہ جائے۔ جو نظر آئے بھون ڈالنا۔ اور" ـــ کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر دوسری ہدایت کی اور پھر ساری جیپیں سمٹ کر سٹیڈیم کے چاروں دروازوں کی طرف دوڑنے لگیں۔

اور پھر سب سے پہلے مین گیٹ سے کرنل ڈیوڈ کی جیپ اندر داخل ہوئی۔ اسی طرح باقی تینوں دروازوں سے بھی جیپیں اندر داخل ہوئیں۔

"خبردار! خبردار رک جاؤ ـــ ہتھیار پھینک دو۔ ورنہ بھون دیئے جاؤ گے اگر یہ ہاتھ اٹھا لیں تو فائر نہ کرنا" ـــ گیٹ میں داخل ہوتے ہی کرنل ڈیوڈ اچھل کر کھڑا ہوا اور اس نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔ کیونکہ اس نے سٹیڈیم میں دس افراد کو تیزی سے گیٹ نمبر تین کی طرف بڑھتے دیکھ لیا تھا سٹیڈیم میں ویسے تو اندھیرا تھا۔ لیکن اب ہلکی ہلکی صبح کی روشنی میں یہ دس دوڑتے ہوئے سائے کھلے میدان میں اسے صاف دکھائی دے گئے تھے۔ ظاہر ہے دوسری جیپوں نے بھی انہیں چیک کر لیا تھا۔ اور شاید وہ انہیں دیکھتے ہی فائر کھول دیتے۔ لیکن کرنل ڈیوڈ کے یکلخت چیخنے اور ٹرانسمیٹر آن ہونے کی وجہ سے وہ اس کی آواز سن چکے تھے اس لئے انہوں نے

فائر تو نہ کھولا۔ البتہ جیپوں نے پھیل کر ان کی طرف گھیرا ڈالنا شروع کر دیا۔

اسی لمحے دسوں کے دسوں افراد نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں پھینک کر اپنے ہاتھ بلند کر لئے اور بارہ جیپیں تیزی سے گھیرا ڈالے ان کی طرف بڑھتی گئیں۔

کرنل ڈیوڈ کی آنکھوں میں مسرت کی بجلیاں کوندنے لگیں تھیں۔ وہ آخر کار جیت گیا تھا۔ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بے بس کر ہی دیا تھا اور پھر جیپیں ان سب افراد کے گرد رکیں اور پھر ان میں سوار افراد مشین گنیں لئے ان کے گرد پھیلتے گئے۔ وہ سب کندھے سے کندھا جوڑے دائرہ بنائے ہوئے تھے اور ظاہر ہے ان سب کی مشین گنوں کا رخ ان افراد کی ہی طرف تھا جو اپنے ہاتھ سر سے بلند کئے ہانکا میں پھنسے ہوئے شکار کی طرح بے بس اور خاموش کھڑے ہوئے تھے۔

وسیع و عریض سپورٹس سٹیڈیم بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔ اس لئے عمران نے اطمینان سے ہیلی کاپٹر سٹیڈیم کے گراؤنڈ میں اتار دیا اور اپنے ساتھیوں کو اترنے کا اشارہ کیا۔ اور وہ سب اچھل اچھل کر نیچے اتر گئے۔ عمران نے جلدی سے اپنی بیلٹ کھولی اور پھر اس بیلٹ کی مدد سے اس نے ہیلی کاپٹر کو سٹک کنٹرول کیا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے اوپر اٹھنے لگا تو عمران نے اٹھتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے نیچے چھلانگ لگا دی اور خالی ہیلی کاپٹر انتہائی تیزی سے سیدھا اوپر کو اٹھتا گیا۔ عمران نے جان بوجھ کر اُسے اسی طرح ایڈجسٹ کیا تھا کہ وہ کافی اونچائی پر جا کر خود بخود ذرا سا ترچھا اٹھنے لگتا اور اس طرح ظاہر ہے کہ وہ کہیں دُور جا کر زمین پر گر کر تباہ ہو جاتا۔

کچھ دیر تک عمران ہیلی کاپٹر کو اوپر جاتے دیکھتا رہا۔ وہ صرف یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ ہیلی کاپٹر اس کی ایڈجسٹمنٹ کے مطابق کام کرتا ہے یا نہیں۔

ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر جا کر ذرا سا ترچھا ہوا اور پھر اسی طرح ترچھے انداز میں جنوب کی طرف بڑھنے لگا۔ اور عمران کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس کا منصوبہ کامیاب رہا تھا۔ اب ہیلی کاپٹر شہر سے کافی دُور جنوب میں واقع پہاڑیوں میں جا کر تباہ ہو گا۔ اور اس طرح کرنل ڈیوڈ اگر ہیلی کاپٹر کو چیک بھی کر رہا ہو گا تب بھی اور اگر نہ کر رہا ہو گا تب بھی ہیلی کاپٹر جہاں جا کر تباہ ہو گا وہیں ان کی تلاش میں سر ٹکراتا رہے گا اور وہ اطمینان سے نئے ٹھکانے پر پہنچ جائیں گے۔

"آؤ ادھر گیٹ نمبر تین کی طرف ـــــ ادھر سے چڑیا گھر شارٹ کٹ پڑتا ہے" ـــــ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سب تیزی سے گیٹ نمبر تین کی طرف بڑھنے لگے۔ گراؤنڈ چونکہ خاصا وسیع تھا اس لئے گیٹ نمبر تین کافی دُور تھا۔

ابھی انہوں نے تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا ہو گا کہ وہ سب یہ دیکھ کر اچھل پڑے کہ سٹیڈیم کے چاروں دروازوں سے جی۔پی۔فائیو کی جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے اندر داخل ہوئیں اور ان کی تعداد خاصی زیادہ تھی اور ان جیپوں کو دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ نہ صرف ان کا منصوبہ ناکام ہو گیا ہے بلکہ وہ سب بُری طرح پھنس بھی گئے ہیں۔ کھلے میدان میں وہ ان کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے اور چاروں طرف سے ہونے والی مشین گنوں کی فائرنگ نے انہیں چند لمحوں میں ہلاک کر دینا ہے۔

" عمران صاحب! ـــــ یہ کیا ـــــ یہ کیسے " ـــــ جیپوں کو دیکھتے ہی کئی ممبروں کے حلق سے بیک وقت نکلا۔

اسی لمحے کرنل ڈیوڈ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ انہیں ہتھیا

پھینکنے کے لئے کہہ رہا تھا۔

"ہتھیار پھینک دو ــــ یہ احمق ہمیں زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہے ــــ اس طرح بچ جانے کی گنجائش ہوگی" ــــ عمران نے کرنل ڈیوڈ کی آواز سنتے ہی تیز لہجے میں کہا اور خود سب سے پہلے ہاتھ اٹھا لئے۔ ظاہر ہے اس کے ساتھیوں نے تو اس کی پیروی کرنا تھی۔ چنانچہ سب نے مشین گنیں پھینک کر اپنے اپنے ہاتھ بلند کر دیئے۔ جیپیں اس دوران ان کے گرد گھیرا ڈال چکی تھیں۔

"برے پھنسے" ــــ صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"بکرے کی ماں ــــ اور باقی بہن بھائی کب تک خیر منا سکتے تھے" ــــ عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور سب نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس قدر سنجیدہ سچوئیشن میں بھی عمران مذاق سے باز نہ آیا تھا لیکن ایسے موقع پر وہ سوائے ہونٹ بھینچنے کے اور کر بھی کیا سکتے تھے۔

چند ہی لمحوں میں انہیں پوری طرح گھیر لیا گیا اور جی۔پی۔فائیو کے مسلح افراد نے ان کے گرد باقاعدہ مسلح گھیرا ڈال لیا تھا۔ کرنل ڈیوڈ کی جیپ ان سے کچھ فاصلے پر رکی اور کرنل ڈیوڈ یوں اچھل کر نیچے اترا جیسے کسی عظیم سلطنت کو فتح کرنے والا سپہ سالار اپنی فتح کی جانے والی مملکت میں پہلی بار فاتحانہ انداز میں داخل ہو رہا ہو ــــ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھا۔ اس کی دونوں سائیڈوں میں مشین گنوں سے مسلح دو افراد فوجی انداز میں چل رہے تھے۔

"ہوں! ــــ تم میرے ہاتھوں سے کیسے بچ کر جا سکتے تھے ــــ اب میں تم سے اگلے پچھلے سارے انتقام اس بھرپور طریقے سے لوں گا کہ تمہاری

روحیں صدیوں تک بلبلاتی رہیں گی" ــــ کرنل ڈیوڈ نے ان کے قریب پہنچتے ہوئے بڑے متکبرانہ اور فاتحانہ انداز میں کہا۔

"کرنل ڈیوڈ! ــــ یہ روحیں کیا صرف بیلوں کی طرح بلبلا سکتی ہیں انہیں بولنا نہیں آتا ــــ بیچاری روحیں" ــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز لیکن اونچی آواز میں کہا اور کرنل ڈیوڈ اس کی آواز سنتے ہی ایک جھٹکے سے اس کی طرف بڑھا۔

"مجھے صرف تمہارا فکر تھا عمران! ــــ کہ تم کہیں فرار نہ ہو گئے ہو لیکن تم نے اس طرح بول کر اپنی شناخت کرا دی ہے ــــ اب تمہیں جلد ہی پتہ لگ جائے گا کہ روحیں بولتی ہیں ــــ یا بلبلاتی ہیں" ــــ کرنل ڈیوڈ نے مڑ کر عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"ان سب کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دو ــــ کوئی غلط حرکت کرے تو گولی سے اڑا دو" ــــ کرنل ڈیوڈ نے دوبارہ چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"یار ذرا خیال رکھنا ــــ ہماری صحیح حرکت کو غلط نہ سمجھ لینا" ــــ عمران نے اسی طرح مطمئن انداز میں کہا۔

اور پھر ان سب کے ہاتھوں میں بڑی مہارت سے ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں۔ وہ سب ہونٹ بھینچے بڑی بے بسی سے اپنے آپ کو موت کی قید میں جاتا دیکھتے رہے۔ لیکن سچوئیشن ہی ایسی تھی کہ کسی طرح بھی یہاں سے بچ نکلنے کا کوئی جواز نہ تھا۔ اس لئے یہی غنیمت تھا کہ وہ ابھی تک زندہ تھے۔

"اب انہیں ہیڈ کوارٹر لے چلیں" ــــ کیپٹن مارکر نے کہا۔

"ٹھہرو! ـــ میں صدرِ مملکت سے بات کر لوں" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر باہر نکالا ہی تھا کہ اس پر ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھریں اور کرنل ڈیوڈ نے چونک کر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ـــ کمانڈر مارتھم کالنگ۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کمانڈر مارتھم کی آواز سنائی دی۔

"یس ـــ کرنل ڈیوڈ آن دی لائن۔ اوور" ـــ اس بار کرنل ڈیوڈ نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل! ـــ ہیلی کاپٹر جنوبی پہاڑیوں سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا ہے۔ اوور" کمانڈر مارتھم نے کہا۔

"ہونے دو ـــ میں نے مجرموں کو گرفتار کر لیا ہے ـــ ان کی گرفتاری ہزاروں ہیلی کاپٹروں سے زیادہ قیمتی ہے ـــ اوکے ـــ تعاون کا شکریہ! ـــ میں صدرِ مملکت سے تمہارے تعاون کی پوری رپورٹ کروں گا۔ اوور" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"تھینک یو سر! ـــ تھینک یو۔ اوور" ـــــ کمانڈر مارتھم نے تشکر بھرے انداز میں جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ اس پر نئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

اور اس گفتگو سے عمران سمجھ گیا کہ وہ کس طرح پھنسے ہیں۔ اس بار کرنل ڈیوڈ نے ذہانت سے کام لیا تھا کہ بجائے ایئر فورس کے طیارے انہیں تباہ کرنے کے لئے بھیجنے کے اس نے صرف نگرانی کرائی تھی اور خود جیپوں میں ان کا تعاقب کیا تھا۔ عمران سوچ رہا تھا کہ اگر اسے اس چیکنگ اور

نگرانی کا پہلے خیال آجاتا تو وہ ہیلی کاپٹر کسی گراؤنڈ میں اتارنے کی بجائے کسی سڑک پر اتار دیتا۔ وہاں سے گھیرا توڑ کر نکلنے کے سینکڑوں امکانات ہو سکتے تھے۔ لیکن اس کھلے گراؤنڈ میں اتر کر وہ بُری طرح پھنس گئے تھے۔ اب اسے یہ تو معلوم نہ تھا کہ اس میں کرنل ڈیوڈ کی ذہانت کی بجائے کمانڈر مارتھم کی قانون پسندی آڑے آگئی تھی۔

"ہیلو ـــ ہیلو! ـــ چیف آف جی پی فائیو کرنل ڈیوڈ آن دی لائن۔ اِٹ اِز موسٹ ایمرجنسی ـــ کنکٹ وِد پریذیڈنٹ۔ اوور" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

"یس ـــ وائرلیس ڈیپارٹمنٹ آف پریذیڈنٹ ہاؤس۔ اوور" ـــــ تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"ہیلو! ـــ کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں ـــ پریذیڈنٹ سے بات کراؤ ـــ اِٹ اِز موسٹ ایمرجنسی۔ اوور" ـــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"جنابِ صدر خواب گاہ میں ہیں ـــ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے گئے ہیں۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے معذرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"وہ جہاں بھی ہیں ـــ ان سے فوری کنکٹ کراؤ ـــ میں کہہ رہا ہوں ـــ اِٹ اِز موسٹ ایمرجنسی۔ اوور" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"اوکے ـــ اوور" ـــ دوسری طرف سے جواب ملا اور چند لمحوں بعد پھر وہی آواز سنائی دی۔

"جنابِ صدر سے بات کریں۔ اوور" ـــــ وہی آپریٹر بول رہا تھا۔

"ہیلو سر! ـــ میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں سر! ـــ اوور" ـــ کرنل

ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس ـــ کیا بات ہے ـــ کیا موسٹ ایمرجنسی ہے۔ اوور" ـــ صدر مملکت نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

"سر! میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پورے گروپ کو زندہ گرفتار کر لیا ہے سر ـــ وہ اس وقت ہتھکڑیاں پہنے جی۔ پی۔ فائیو کے گھیرے میں میرے سامنے کھڑے ہیں سر ـــ اوور" ـــ کرنل ڈیوڈ نے فاتحانہ انداز میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــ تم ہوش میں ہو۔ اوور" ـــ صدر مملکت کے لہجے میں یکلخت بے پناہ حیرت ابھر آئی تھی انہیں شائد کرنل کی بات کا یقین نہ آ رہا تھا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں جناب!" ـــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر اس نے کوٹھی پر ریڈ سے لیکر گراؤنڈ میں پہنچ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری تک کی تفصیل بتا دی۔ البتہ وہ کوٹھی میں ہیلی کاپٹر کے چھپنے اور اوپر سے نیچے گرنے والی ساری کارروائی گول کر گیا۔ بلکہ اس نے صدر مملکت کو بتایا کہ وہ ہیلی کاپٹر چھت پر اتار کر سیڑھیوں سے گھیرنے کیلئے نیچے سیڑھیوں پر گیا تو یہ لوگ وہیں چھت پر بنے ہوئے ایک کمرے میں چھپے ہوئے تھے۔ اور اس طرح وہ ہیلی کاپٹر لے اڑے۔

"ویری گڈ کرنل! ـــ تم نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے تم اسرائیل کے عظیم سپوت ہو ـــ اسرائیل تم کو اس کا شایان شان انعام دے گا۔ تم اسی سپورٹس گراؤنڈ میں موجود رہو ـــ میں خود وہیں آ رہا ہوں۔ میں اپنے ہاتھوں سے انہیں گولیاں ماروں گا ـــ انہوں نے ہیشل ٹاور تباہ کر کے اسرائیل کو بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ اوور" ـــ صدر مملکت نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"جیسے آپ کا حکم سر! ـــ ویسے اگر آپ حکم کریں تو میں انہیں لیکر پریذیڈنٹ

آجاؤں ـــ یہ لوگ پوری طرح بے بس ہیں ـــ ہر طرح سے سر! ـــ کرنل فرانک بھی اگر آجائیں تو بہتر ہے۔ تاکہ وہ بھی انہیں چیک ـــ اوور" ـــ کرنل ڈیوڈ نے دبے دبے لہجے میں کہا اور عمران سمجھ [illegible] کرنل ڈیوڈ، کرنل فرانک پر اپنی برتری جتانا چاہتا ہے۔

"اگر تم مطمئن ہو کہ یہ فرار نہ ہو سکیں گے ـــ تب ٹھیک ہے ـــ [illegible] پریذیڈنٹ ہاؤس میں لے آؤ۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے صدر [illegible]ت نے کہا۔

"بالکل جناب! ـــ یہ پوری طرح بے بس ہیں جناب! ـــ ویسے [illegible] اگر انہوں نے ذرا بھی غلط حرکت کی تو میں انہیں گولیوں سے [illegible] ڈالوں گا۔ اوور" ـــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"او۔ کے! ـــ انہیں لے آؤ ـــ میں کرنل فرانک کو بھی کال کر لیتا ـــ جلدی لے آؤ ـــ میں بے چینی سے تمہارا منتظر ہوں ـــ اوور [illegible]" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ ٹرانسمیٹر بند کر کے [illegible] اور اس کے ساتھیوں کو پریذیڈنٹ ہاؤس لے جانے کے لئے اپنے [illegible] کو ہدایات دینے لگا۔ اس کے چہرے پر مسرت اور شادمانی کا آبشار [illegible] رہا تھا۔ اور کیوں نہ ہوتا۔ اس نے واقعی اپنی زندگی کا سب سے بڑا [illegible] انجام دے دیا تھا۔

اسرائیل کے پریذیڈنٹ ہاؤس میں جشن کا سا سماں تھا
لگ رہا تھا جیسے یہاں کوئی بہت بڑی تقریب منعقد ہونے والی ہ
پریذیڈنٹ ہاؤس کی خصوصی گارڈ مہلک اسلحہ سنبھالے پورے پریذ
ہاؤس میں پھیلی ہوئی تھی۔ ٹیلیویژن کے کیمرے جگہ جگہ نصب کئے جا
تھے۔ فوج اور سول کے اعلیٰ حکام کی کاریں یکے بعد دیگرے پریذیڈنٹ ہا
پہنچ رہی تھیں۔ خصوصی میٹنگ ہال میں لوگ تیزی سے داخل ہو ہو کر
اپنی نشستیں سنبھال رہے تھے۔ ہال کے مختلف کونوں ٹیلی ویژن کیم
نصب کئے جا چکے تھے۔

پورے اسرائیل میں فوری طور پر یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ پاکیشیا سیکر
سروس کے ارکان جو اسرائیل کے بھیانک مجرم ہیں اور جنہوں نے اسر
کے اندر گھس کر بے پناہ تباہی مچا رکھی تھی اور جنہوں نے اسرائیل کے ہیڈ
کوارٹر کو پراسرار انداز میں تباہ کر دیا تھا۔ بہت ڈرامائی انداز میں گرفتار کر

ہ۔ اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کیا جا رہا تھا کہ ان اسرائیل دشمن مجرموں کو
یذیڈنٹ ہاؤس میں لایا جائے گا اور پریذیڈنٹ ہاؤس کے میٹنگ روم
نہیں پیش کیا جائے گا۔ جہاں صدر مملکت اپنے خصوصی اختیارات
ستعمال کرتے ہوئے ان ملک دشمنوں کی قسمت کا فیصلہ کریں گے۔
ن مجرموں کو پریذیڈنٹ ہاؤس میں لانے سے فیصلے تک ٹیلی ویژن پر
دکھایا جائے گا۔ یہ اعلان سرکاری طور پر پریذیڈنٹ ہاؤس کی طرف سے
ی کیا گیا تھا اور صدر مملکت نے فوری طور پر پریذیڈنٹ ہاؤس میں اس
ی کارروائی کو براہ راست اسرائیلی عوام کو ٹیلی ویژن پر دکھانے کے ہنگامی
یات جاری کر دیتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی میٹنگ ہال میں اسرائیل
تمام اعلیٰ فوجی اور سول حکام کو پانچ منٹ کے نوٹس پر پہنچنے کا حکم
ے دیا گیا تھا۔

کرنل ڈیوڈ، عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر پریذیڈنٹ ہاؤس
تو عمران اور اس کے ساتھیوں کا چارج صدر مملکت کے سپیشل اسکوا
سنبھال لیا تھا۔ یہ سپیشل اسکواڈ پورے اسرائیل کے منتخب سپیشل ایجنٹوں
ل تھا۔ اور کارگردگی کے لحاظ سے بے مثال سمجھا جاتا تھا۔ سپیشل اسکواڈ
چارج کرنل بالڈون تھا جسے مارشل آرٹ میں پوری دنیا میں ناقابل تسخیر
جاتا تھا۔ وہ سپیشل اسکواڈ کا انچارج بنائے جانے سے پہلے اسرائیلی
سیکرٹ ایجنسی کا انچارج تھا جس کے ذمے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے
ادی دشمن شخصیات کی ہلاکت تھی۔ اور کرنل بالڈون نے پوری دنیا میں
ے ہوئے ماہر ترین سپر ایجنٹوں سے مقابلہ کر کے ہمیشہ اپنے آپ کو
بل تسخیر ثابت کیا تھا۔ اور اب اس کا نام پوری دنیا میں دہشت بن کر رہ گیا

تھا۔ وہ جسمانی طور پر بھی انتہائی دیو قامت اور اس قدر مضبوط جسم کا
تھا کہ اُسے آئرن مین کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ وہ فولاد کی کوئی موٹی
سلاخ کو اس طرح توڑ دیتا تھا جیسے وہ کچے دھاگے کی بنی ہوئی ہو۔
کے سر کے بال گہرے سُرخ تھے اور سر کے بالوں کی طرح اس نے اپنی
بڑی مونچھوں کو گہرے سُرخ رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ اور اس کے ساتھ
کی سُرخ اور بڑی بڑی آنکھوں نے مل کر اس کے چہرے کو اور بھی دہشت
انگیز بنا رکھا تھا۔

کرنل بالڈون نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا چارج لیتے ہی
پہلے ان کی تفصیلی تلاشی لی اور پھر انہیں ایک ایسے کمرے میں قید کر
جہاں اس کے خیال کے مطابق مکھی بھی داخل نہ ہو سکتی تھی۔ اس کمرے
چاروں طرف اسپیشل اسکواڈ کے افراد پہرہ دے رہے تھے۔

کرنل ڈیوڈ، عمران اور اس کے ساتھیوں کو کرنل بالڈون کے حوالے
کے بعد تیزی سے اپنی رہائش گاہ پر پہنچا اور پھر وہاں سے لباس بدل کر
الیکٹرک شیور سے تازہ شیو بنا کر وہ واپس پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچ گیا۔ اس
شان اور اکڑ دیکھنے والی تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی۔ آج کی اس ساری تقریب
اصل ہیرو تو وہی تھا۔

پورے اسرائیل کے باشندوں نے صبح جاگتے ہی یہ اعلان سُنا
اور یہ اعلان نہ صرف ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بار بار کیا جا رہا تھا بلکہ خصوصی
ضمیمے بھی شائع ہو کر بازاروں میں پہنچ گئے تھے اور اسرائیل کے یہودی پاک
سیکرٹ سروس کی اس طرح گرفتاری پر گھروں سے نکل کر سڑکوں پر ناچ رہے
تھے۔ جب کہ اسرائیل کے عرب باشندوں کے چہرے لٹکے ہوئے تھے ا...
یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے اپنے عزیز بھیانک موت کے منہ میں
چلے گئے ہوں۔ لیکن وہ بے بس تھے۔ اس لئے گھروں میں قید ہو کر رہ گئے
تھے۔ پورے اسرائیل میں ٹیلیویژن کھول دیتے گئے تھے۔ جہاں سے
عمران اور اس کے ساتھیوں کی اسرائیل دشمنی اور ان کی پھیلائی ہوئی تباہی
کی جھوٹی سچی داستانیں سنائی جا رہی تھیں۔ اسرائیل میں کی جانے والی تمام
فلسطینی گوریلا کارروائیوں کو بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے کھاتے میں
ڈال دیا گیا تھا۔ اور ایسا تاثر دیا جا رہا تھا۔ جیسے عمران اور اس کے ساتھی انسان
نہ ہوں۔ بلکہ کوئی وحشی عفریت ہوں۔

میٹنگ ہال میں موجود ہر شخص کرنل ڈیوڈ کو مبارکباد دینے میں مصروف
تھا۔ وہ سب رشک اور حسد سے کرنل ڈیوڈ کو دیکھ رہے تھے۔ کرنل فراہک
نے گو کرنل ڈیوڈ کو مبارکباد دی تھی۔ لیکن اس کا چہرہ بجھا ہوا صاف دکھائی
دے رہا تھا۔

کرنل ڈیوڈ اکڑ کر بیٹھا ہوا تھا اور بار بار عمران اور اس کے ساتھیوں کی
گرفتاری کی تفصیلات بتا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر ایسی چمک تھی جیسے اس
نے تن تنہا پوری دنیا کو فتح کر لیا ہو۔

میٹنگ ہال اسرائیل کے اعلیٰ ترین افسروں سے بھر گیا۔ ٹیلی ویژن کیمرے
آن کر دیئے گئے۔ اور اب میٹنگ ہال کو براہ راست دکھایا جانے لگا پھر دروازہ
کھلا اور وزیر اعظم جو ابھی پوری طرح چل پھر نہ سکتے تھے ایک وہیل چیئر پر بیٹھے
اندر داخل ہوئے تو ہال میں موجود ہر شخص ان کے استقبال کے لئے احتراماً
کھڑا ہو گیا۔ وزیر اعظم خاص طور پر اس تقریب میں شریک ہونے کے لئے آئے
تھے۔ ان کے چہرے پر بھی مسکراہٹ کی جگمگاہٹ صاف نظر آتی تھی۔ وہ

سیدھے کرنل ڈیوڈ کے پاس آئے اور انہوں نے کھل کر کرنل ڈیوڈ کو اس کے اس عظیم الشان کارنامے پر مبارکباد دی اور پھر ایک طرف بنے ہوئے سٹیج پر رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔

سٹیج پر تین کرسیاں رکھی گئی تھیں جن میں سے دو خالی تھیں۔ ایک پر وزیر اعظم کو بٹھایا گیا تھا۔

چند لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور صدر مملکت مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور پھر وہ بھی استقبال کے لئے اٹھنے والوں کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے دوسری کرسی پر بیٹھ گئے۔ جبکہ تیسری کرسی ابھی خالی تھی۔

"یہ عظیم الشان کارنامہ چونکہ جی۔ پی۔ فائیو کے سربراہ کرنل ڈیوڈ نے انجام دیا ہے ___ اس لئے آج کی اس فاتحانہ تقریب کے ہیرو کرنل ڈیوڈ ہیں ___ وہ ہمارے ساتھ بیٹھیں گے" ___ صدر مملکت نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کرنل ڈیوڈ کو سٹیج پر آنے کا اشارہ کیا۔

کرنل ڈیوڈ اپنی کرسی سے اٹھا اور پھر بڑے اکڑے ہوئے انداز میں وہ سٹیج پر پہنچا۔ اس نے وزیر اعظم اور صدر مملکت کا اس اعزاز پر شکریہ ادا کیا اور تیسری کونے والی کرسی پر بڑے فاتحانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ اس کی گردن اکڑی ہوئی تھی۔

"کرنل ڈیوڈ کو ان کے اس عظیم الشان کارنامے پر بہادری کا سب سے بڑا اعزاز سٹار آف اسرائیل دیا جاتا ہے" ___ صدر مملکت نے اعلان کیا اور پورا میٹنگ ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

صدر مملکت اپنی کرسی سے اٹھے۔ اسی لمحے سائیڈ پر کھڑے ان کے پرسنل سیکرٹری نے بڑے مودبانہ انداز میں آگے بڑھ کر انہیں ایک مخملیں ڈبہ

دیا۔ کرنل ڈیوڈ اپنی کرسی سے اٹھ کر صدر کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ صدر مملکت نے ڈبہ کھول کر اس میں موجود اسرائیل میں بہادری کا سب سے بڑا اعزاز سٹار آف اسرائیل نکالا اور اسے کرنل ڈیوڈ کے سینے پر لگا دیا۔ کرنل ڈیوڈ نے باقاعدہ فوجی انداز میں سلیوٹ کیا۔ اس سٹار کی وجہ سے اس کا مرتبہ اسرائیل میں صدر اور وزیر اعظم کے بعد سب سے بڑا ہو گیا تھا۔ ہال ایک بار پھر تالیوں سے گونج اٹھا۔ اور کرنل ڈیوڈ واپس ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب اس کے سینے پر سٹار آف اسرائیل نمایاں طور پر جگمگا رہا تھا۔ اس کے بعد صدر مملکت نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں ایک مختصر تقریر کی اور پھر انہوں نے مجرموں کو لے آنے کا حکم دیا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کو کھڑا کرنے کے لئے دائیں طرف ایک چبوترا موجود تھا جس کے گرد لوہے کا ایک بڑا کٹہرہ لگایا گیا تھا۔ یہ کٹہرہ اسی مقصد کے لئے بنایا گیا تھا۔ کیونکہ اسرائیلی آئین کے مطابق پورے اسرائیل کے مجرم کو ہر قسم کی سزا دینے کے اختیارات صدر مملکت کو حاصل تھے۔ اور اس سے پہلے دو بار ایسے مواقع آئے تھے جب دو فلسطینی لیڈروں کو اس کٹہرے میں کھڑا کیا گیا تھا۔ ان لیڈروں کو پورے اسرائیل کا مجرم قرار دیا گیا تھا اور صدر مملکت نے اسی طرح میٹنگ ہال میں انہیں موت کی سزا سنائی تھی۔ اور پھر سب کے سامنے اسی کٹہرے کے اندر ہی انہیں مشین گنوں کی فائرنگ سے چھلنی کر دیا گیا تھا۔ آج تیسرا موقع تھا کہ اس خونی کٹہرے میں پھر ایسے افراد لائے جا رہے تھے۔ جنہیں پورے اسرائیل کا دشمن قرار دیا گیا تھا۔

صدر مملکت کا حکم ملتے ہی کٹہرے کے پیچھے موجود دروازہ کھلا اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو کٹہرے میں لایا گیا۔ ہال میں موجود ہر شخص کی

نظریں کٹہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ ٹیلی ویژن کیمروں کا رُخ بھی کٹہرے کی طرف ہی تھا اور پورے اسرائیل میں ٹیلیویژن پر یہ منظر دیکھا جا رہا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کے بازو پیچھے کر کے کلپ ہتھکڑیاں ڈالی گئی تھیں۔ جب عمران اور اس کے سارے ساتھی کٹہرے میں آ گئے تو نہ صرف ان کے پیچھے دروازہ بند ہو گیا۔ بلکہ دروازے کو کسی میکنزم کے تحت غائب کر دیا گیا تھا۔ اور اب وہاں سپاٹ اور سنگین دیوار تھی دوسرے لمحے کٹہرے کی سائیڈ میں کرنل بالڈون آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کی برین گن تھی۔

عمران کے ساتھیوں کے چہرے سپاٹ تھے۔ جبکہ عمران کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔ اور ایسی حالت میں ہونے کے باوجود اس کی آنکھوں میں مخصوص چمک موجود تھی۔ کرنل بالڈون نے انہیں یہاں لانے سے پہلے جدید ترین میک اَپ واشر سے ان سب کے چہروں پر موجود میک اَپ کو صاف کر دیا تھا اور اب وہ سب اپنے اصلی چہروں سمیت مجرموں کی طرح کٹہرے میں کھڑے ہوئے تھے۔

" واہ! ۔ کرنل ڈیوڈ کی تو بڑی شان ہے ۔۔۔۔ دیکھو کیسے اکڑا بیٹھا ہے۔ جیسے اس کے جسم میں ریڑھ کی ہڈی کی بجائے لوہے کی سلاخ فٹ ہو" ۔۔۔۔ عمران نے کٹہرے میں آتے ہی اونچی آواز میں کہا۔

" خاموش رہو ۔۔۔۔ تم پورے اسرائیل کے مجرم ہو" ۔۔۔۔ صدر مملکت نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" یہ تو ہمارے لئے اعزاز ہے ۔۔۔۔ اور تم نے اچھا کیا کہ یہاں اس میٹنگ ہال میں پورے اسرائیل کے اعلیٰ ترین حکام کو اکٹھا کر لیا۔ تاکہ سب کو معلوم ہو

جائے کہ بیت المقدس کے تقدس کو قائم رکھنے کے لئے مسلمان کس حد تک جا سکتے ہیں ۔۔۔ پورا اسرائیل اس کا گواہ رہے گا" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" خاموش رہو ۔۔۔ ورنہ گولیوں سے چھلنی کر دونگا" ۔۔۔۔ کٹہرے کے پاس کھڑے کرنل بالڈون نے اونچی آواز میں دھاڑتے ہوئے کہا۔

" زیادہ چیخنے کی ضرورت نہیں ہے سُرخ لومڑ ۔۔۔۔ ابھی چند لمحوں بعد تمہارا پورا جسم تمہارے بالوں کی طرح سُرخ ہو جائے گا" ۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کرنل بالڈون سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کی غراہٹ میں ایسا تاثر تھا کہ ہال میں موجود ہر شخص کے جسم میں بے اختیار سردی لہریں دوڑ گئیں۔

" سر ۔۔ سر ۔۔۔ یہ میری توہین کر رہا ہے سر ۔۔۔ کرنل بالڈون کی توہین سر ۔۔۔ آپ مجھے اجازت دیں ۔۔۔ میں اس کی ہڈیاں اپنے ہاتھوں سے توڑنا چاہتا ہوں سر" ۔۔۔۔ کرنل بالڈون نے یکلخت آگے بڑھ کر صدر مملکت کے سامنے جھکتے ہوئے کہا۔

" کرنل بالڈون! ۔۔۔ جب کوئی آدمی بے بس ہو جاتا ہے اور موت کو نظروں کے سامنے دیکھے تو وہ ایسی باتیں کرتا ہی ہے" ۔۔۔۔ صدر مملکت نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" بالکل بالکل! ۔۔۔ تم درست کہہ رہے ہو ۔۔۔ دیکھو سُرخ لومڑ کس طرح ایک ہی دھمکی میں پیدائشی کیڑے کی طرح جھکنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ چچ ۔۔ چچ ۔۔۔۔ بے چارہ سُرخ لومڑ" ۔۔۔۔ عمران نے کرنل بالڈون کا مزید مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

" جناب ! ۔۔ میں اس کا خون پی جاؤں گا ۔۔۔ میں اسے پیس کر رکھ دونگا ۔۔ تم ۔۔ میں ۔۔۔" کرنل بالڈون نے بری طرح دانت پیستے ہوئے کہا ۔ وہ شاید صدر اور وزیر اعظم کی وجہ سے مجبور تھا ۔ ورنہ اس کی جو حالت تھی اس سے یہی دکھائی دیتا تھا کہ وہ عمران پر برین گن کھولنے میں ایک لمحے کے لئے بھی نہ ہچکچاتا ۔

" لومڑ خون نہیں پیا کرتے ۔۔ یہ کام شیروں کا ہے ۔۔ سمجھے ! ۔۔ تم یوں کہو کہ جناب ! ۔۔ مجھے بھوک لگی ہے ۔۔۔ کوئی بھیڑ کا معصوم بچہ مجھے دیجئے " ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" خاموش رہو ۔۔۔ تم کیوں اپنی موت کو اور نزدیک کر رہے ہو " ۔ صدر مملکت نے پیر پٹختے ہوئے چیخ کر کہا ۔

" یہ تمہیں کہا جا رہا ہے لومڑ صاحب ! ۔۔۔ اچھی طرح سن لو " ۔ عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا ۔

" ٹھیک ہے ۔۔۔ ہم اس شخص کو موت کی سزا کا حکم سناتے ہیں ۔ اور ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ کرنل بالڈون اسے خالی ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتارے گا ۔۔۔ اور اس حکم پر ابھی اور اسی وقت سب کے سامنے عملدرآمد ہو گا ۔۔۔ اور جس وقت کرنل بالڈون اس حکم کی تعمیل کر دے گا اس کے فوراً بعد باقی مجرموں کو اسی کٹہرے کے اندر فائرنگ اسکواڈ گولیوں سے چھلنی کر دے گا " ۔۔۔ صدر مملکت نے یکلخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔ ان کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا ۔

" شکریہ جناب ! ۔۔ شکریہ ! ۔۔ میں آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہ بھولوں گا " ۔۔۔ کرنل بالڈون نے یکلخت سیدھا ہوتے ہوئے کہا ۔

اس کے چہرے پر چمک آگئی تھی ۔

" اور اگر میں نے اس سرخ لومڑ کی ہڈیاں توڑ دیں ۔۔۔ تو پھر مجھے کیا انعام ملے گا " ۔۔۔ عمران نے اسی طرح مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" ایسا ناممکن ہے ۔۔۔ کرنل بالڈون ناقابل تسخیر ہے ۔ لیکن اگر تم نے ایسا کر بھی لیا ۔۔ تب بھی تم اور تمہارے ساتھی موت کی سزا سے نہیں بچ سکتے ۔۔۔ تم سب کو بہرحال مرنا ہو گا ۔ پھر فائرنگ اسکواڈ تمہیں ہلاک کرے گا ۔ البتہ میں پوری اسرائیلی قوم کی طرف سے تمہیں یہ ورڈ آف آنر دیتا ہوں کہ اگر تم کرنل بالڈون کو خالی ہاتھ شکست دے دو گے تو بیت المقدس کو کبھی ہیکل سلیمانی میں تبدیل نہ کیا جائے گا ۔۔۔ کیونکہ کرنل بالڈون جس نسل سے تعلق رکھتا ہے وہ نسل ہیکل سلیمانی کی مجاور تھی اس لئے یہ فیصلہ خدا کی طرف سے ہو گا کہ کیا بیت المقدس کو قائم رہنا چاہئے ۔۔۔ یا اس کی جگہ ہیکل سلیمانی بننا چاہئے " ۔۔۔ صدر مملکت نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا ۔

" گڈ ! ۔۔ اگر تم پوری دنیا کے یہودیوں کے نمائندے کے طور پر یہ فیصلہ کر رہے ہو ۔۔ تو پھر سنو ! ۔۔ پاکیشیا اور شاکر سرات کے نمائندے کے طور پر میں تمہیں آفر کرتا ہوں کہ اگر میں کرنل بالڈون سے شکست کھا جاؤں تو تم بڑی خوشی سے بیت المقدس کی جگہ ہیکل سلیمانی تعمیر کر لینا ۔۔۔ تمہارا ہاتھ کوئی نہیں روکے گا ۔۔۔ اگر تم اسے تحریر میں لے آؤ تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس پر میرے ساتھ ساتھ عظیم فلسطینی لیڈر شاکر سرات کے دستخط بھی موجود ہوں گے " ۔۔۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا ۔

" منظور ہے ۔۔ مجھے یہ معاہدہ مجھے منظور ہے ۔۔۔ یہاں میٹنگ ہال

میں اسرائیل اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے یہودیوں کے نمائندے موجود ہیں ____ مجھے یقین ہے کہ یہ سب بھی اس معاہدے کے حق میں ووٹ دیں گے ____ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ اس معاہدے کے تحت تم اور تمہارے ساتھی موت کی سزا سے بچ جائیں گے" ____ صدر مملکت نے کہا۔

"ہمیں منظور ہے" ____ ہال میں موجود ہر شخص نے ہاتھ اٹھا کر اس عجیب و غریب معاہدے کی منظوری دے دی۔

"او کے ____ پھر معاہدہ تحریر کرو" ____ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

"لیکن اس پر شاکر سرات کے دستخط کیسے ہوں گے ____ ہم تمہیں حکومت پاکیشیا کا نمائندہ تسلیم نہیں کرتے۔ البتہ تمہارے ملک پاکیشیا کا کوئی سفیر اس معاہدے پر دستخط کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ پاکیشیا کے صدر اپنے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اس کا اعلان کریں" ____ صدر مملکت نے کہا۔

"تم معاہدہ تحریر کرو ____ مجھے یقین ہے کہ بین الاقوامی فورم پر اس معاہدے کو آنر کیا جائے گا۔ اتنا ہی کافی ہے ____ اور اگر تم اس پر باقاعدہ دستخط کرانا چاہتے ہو تو پھر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ہنگامی طور پر تمہارا حلیف ایکریمیا اقوام متحدہ کی میٹنگ کال کرے۔ اس میں اس معاہدے کا اعلان کیا جائے۔ پھر تم اور تمہارا حلیف ایکریمیا اس پر دستخط کرے اور شاکر سرات اور پاکیشیا بھی اس پر دستخط کریں ____ باقی رہی موت کی سزا ____ تو ہم مسلمان ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ موت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہے" ____ عمران نے جواب دیا

"اس معاہدے کا اعلان اقوام متحدہ میں کیا جانا زیادہ بہتر ہوگا جناب"۔ وزیر اعظم نے پہلی بار کہا۔

"ٹھیک ہے ____ تم نے اپنی زندگی کی چند گھڑیاں تو ضرور بچا لی ہیں۔ لیکن مجھے یہ تجویز منظور ہے ____ اب اس معاہدے پر تمام کارروائی اقوام متحدہ میں ہوگی اور کل ہی ہوگی۔ اور اس معاہدے پر دستخط ہونے کے بعد تمہارا اور کرنل بالڈون کا مقابلہ والڈنٹ واک پر پوری دنیا کو دکھایا جائے گا تاکہ ساری دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ یہودی کس طرح ہر لحاظ سے مسلمانوں سے برتر ہیں" ____ صدر مملکت نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اور عمران کے چہرے پر اطمینان کی گہری جھلکیاں نمودار ہو گئیں۔

تھوڑی ہی دیر میں معاہدہ تیار ہو گیا اور اس پر صدر اور وزیر اعظم نے دستخط کر دیئے۔ اور باقی کارروائی بین الاقوامی فورم پر معاہدے کی تکمیل تک ملتوی کر دی گئی۔ البتہ صدر نے یہ حکم دیا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو انتہائی کڑی نگرانی میں رکھا جائے۔ ان احکامات کے بعد یہ عجیب و غریب میٹنگ ختم کر دی گئی۔

کرنل بالڈون بڑے تمسخرانہ انداز میں عمران کو دیکھ رہا تھا کیونکہ بظاہر عمران کسی طرح بھی کرنل بالڈون کا پاسنگ نظر نہ آتا تھا۔ اس نے عمران کا نام ضرور سن رکھا تھا لیکن عمران کو دیکھ کر اسے یقین تھا کہ یہ سب پروپیگنڈا ہے۔

پاکیشیا کے صدارتی کانفرنس روم میں ہنگامی کانفرنس طلب کی گئی تھی۔ کیونکہ اس عجیب وغریب معاہدے کی خبر فوری طور پر پوری دنیا میں پھیل گئی تھی اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مسلمان ملکوں کے سربراہوں کے صدر پاکیشیا کے پاس اس عجیب وغریب معاہدے کے بارے میں وضاحتی فون آرہے تھے۔ وہ سب عمران اور اس معاہدے کے متعلق جاننا چاہتے تھے کہ کیا پاکیشیا واقعی ایک آدمی کے سر پر مسلمانوں کے قبلہ اول کے متعلق فیصلہ کرنے پر رضامند ہو جائے گا۔

صدر پاکیشیا نے ان سب کو یہی جواب دیا تھا کہ وہ صورت حال پر غور کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ہی کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ صدر پاکیشیا نے فوری طور پر ہنگامی میٹنگ کال کی تھی تاکہ اس عجیب وغریب معاہدے پر غور کر کے پالیسی بیان جاری کیا جائے۔

میٹنگ میں سر سلطان۔ سر رحمان کے ساتھ وزیر خارجہ اور دیگر اعلیٰ حکام

کے ساتھ ساتھ ایکسٹو بھی موجود تھا۔ سر رحمان کو صدر پاکیشیا نے خاص طور پر اس میٹنگ میں طلب کیا تھا کیونکہ عمران ان کا بیٹا تھا اور وہ جاننا چاہتے تھے کہ عمران کے متعلق اس کے والد کی کیا رائے ہے۔

میٹنگ ہال میں اس وقت ہر شخص ایک دوسرے سے کھسر پھسر کر رہا تھا۔ سب کا موضوع عمران تھا۔ اس معاہدے کے ساتھ ہی عمران نے یکلخت بین الاقوامی حیثیت حاصل کر لی تھی۔ سر رحمان خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ جبکہ سر سلطان ہر شخص کو یقین دلا رہے تھے کہ عمران کسی صورت بھی شکست نہیں کھائے گا۔ لیکن شاید کسی کو بھی اس بات پر یقین نہ آ رہا تھا۔ بلیک زیرو ایکسٹو کے روپ میں اپنی مخصوص کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ ریڈیو پر یہ اطلاع ملتے ہی بلیک زیرو نے فوری طور پر صدر مملکت سے اصرار کیا تھا کہ وہ خود کوئی فیصلہ نہ کریں۔ اس نے کرنل بالڈدن کے متعلق تمام تفصیلات حاصل کی تھیں اور ایسے ریکارڈ رکھنے والی بین الاقوامی تنظیموں نے اسے فوری طور پر ریکارڈ مہیا کر دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر پر شاکر سرات سے رابطہ قائم کر کے انہیں اس معاہدے پر دستخط کرنے پر آمادہ کر لیا تھا۔ ان اقدامات کے بعد بلیک زیرو میٹنگ میں شریک ہوا تھا۔ اسے مکمل یقین تھا کہ کرنل بالڈدن، عمران کے مقابلے میں چند لمحے بھی نہ ٹھہر سکے گا۔ حالانکہ کرنل بالڈدن کے متعلق اسے جو ریکارڈ ملا تھا اس سے ثابت ہوتا تھا کہ کرنل بالڈون ناقابل شکست ہے۔ لیکن بلیک زیرو عمران کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا اور یہ بھی کہ اسے عمران پر اندھا یقین تھا۔

چند لمحوں بعد صدر مملکت کانفرنس روم میں داخل ہوئے۔ ان کے

چہرے پر شدید ترین الجھن اور پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

صدر مملکت کے اندر آتے ہی ہال میں موجود ہر شخص کھڑا ہو گیا۔ جبکہ بلیک زیرو اسی طرح کرسی پر بیٹھا رہا۔ کیونکہ قانون کے مطابق جس محفل میں صدر مملکت پہلے سے موجود ہوں اور ایکسٹو بعد میں شامل ہو تو صدر مملکت پر لازم تھا کہ وہ ایکسٹو کے استقبال کے لئے کھڑے ہوں۔ جبکہ اگر ایکسٹو پہلے سے موجود ہو اور صدر مملکت بعد میں آئیں تو ایکسٹو پر لازم نہ تھا کہ وہ صدر مملکت کے استقبال کے لئے کھڑا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ بلیک زیرو بڑے اطمینان سے اپنی کرسی پر بیٹھا رہا۔

صدر مملکت نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو بیٹھنے کے لئے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔

" پہلے میں اپنی ذاتی رائے بتا دوں کہ میں ہرگز ہرگز ایک مسخرے نوجوان پر پوری دنیا کے مسلمانوں کے قبلہ اول کے تقدس کو پامال کرنے کی اجازت دینے کے لئے تیار نہیں ہوں ____ لیکن جناب ایکسٹو صاحب کا اصرار ہے کہ میں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے میٹنگ کال کروں ____ اس لئے میں نے یہ میٹنگ طلب کی ہے" ____ صدر مملکت نے کرسی پر بیٹھتے ہی انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" جناب! ____ یہ مسئلہ پوری دنیا کے لئے انتہائی نازک اور اہم ہے ____ اس لئے اس پر پوری طرح غور ہونا چاہئے ____ ہمیں کسی طرح بھی جذبات میں آکر اس کا کوئی فیصلہ نہیں کرنا ____ اس وقت پوری دنیا کی نظریں پاکیشیا کے ردعمل پر لگی ہوئی ہیں" ____ دوسری کرسی پر بیٹھے ہوئے وزیر اعظم نے کہا۔

" جناب! ____ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں" ____ وزیر اعظم کے خاموش ہوتے ہی سر سلطان نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" فرمایئے" ____ صدر مملکت نے بیزار لہجے میں کہا۔ وہ شائد مجبوراً اس میٹنگ میں آئے تھے۔ ورنہ وہ اپنے طور پر یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ وہ اس معاہدے کو ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔

" جناب! ____ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر ہم اس معاہدے کو تسلیم نہیں کرتے ____ تو ہمارے پاس بیت المقدس کو بچانے کے لئے کیا لائحہ عمل ہے ____؟ کیا ہم اسرائیل کو کسی بھی طرح اس اقدام سے روک سکتے ہیں؟" سر سلطان نے کہا۔

" آپ کی بات درست ہے ____ بیت المقدس اسرائیل میں ہے اور ایکریمیا اسرائیل کا محافظ ہے ____ اور اسرائیل ایکریمیا کی وجہ سے خود بھی بہت بڑی جنگی طاقت بن چکا ہے ____ دوسری سپر پاور روسیاہ بھی اس معاملے میں مسلمانوں کی حمایت میں نہیں ہے ____ پھر دنیا بھر کے مسلمان ممالک متحد و متفق نہیں ہیں ____ اس لئے ظاہر ہے کہ اگر اسرائیل اس بھیانک اقدام پر تل جائے تو ہم بزور طاقت انہیں روک نہیں سکتے ____ لیکن پوری دنیا کے مسلمان احتجاج تو کر سکتے ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ اسرائیل کا یہی اقدام دنیا بھر کے مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کی وجہ بن جائے" ____ صدر مملکت نے کہا۔

" تو جناب! ____ معاہدے میں یہ شرط تو شامل نہیں ہے کہ پوری دنیا کے مسلمان ممالک اس معاہدے پر دستخط کریں ____ اگر پاکیشیا دستخط کر بھی دے تو بھی باقی دنیا کے مسلمان آزاد رہیں گے۔ وہ جو کارروائی چاہیں کر سکتے

ہیں ___ زیادہ سے زیادہ عمران کے شکست کھانے کی صورت میں یہ ہوگا کہ پاکیشیا کوئی عملی اقدام نہ کرے گا ___ لیکن اگر پاکیشیا اس معاہدے کو قبول کر لیتا ہے ___ اور پھر عمران کرنل بالڈون کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو کیا اس طرح اسرائیل اس معاہدے پر عمل درآمد کا پابند نہ ہو جائے گا ___؟ اس طرح بیت المقدس ہمیشہ کے لئے یہودی اقدامات سے محفوظ ہو جائے گا" ___ سر سلطان نے کہا۔

" تو آپ کی رائے ہے کہ پاکیشیا کو اس معاہدے پر دستخط کر دینے چاہئیں ___ لیکن آپ جانتے ہیں کہ پاکیشیا پورے عالم اسلام میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے ___ اگر عمران شکست کھا گیا تو پھر پاکیشیا کی کتنی سبکی ہو گی" ___ صدر مملکت نے کہا۔

" جناب ! ___ مجھے بھی کچھ عرض کرنے کی اجازت ہے" ___ اچانک سر رحمان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" ہاں ! ___ آپ فرمائیے ! ___ عمران بہرحال آپ کا بیٹا ہے" صدر مملکت نے کہا۔

" مجھے سر سلطان نے بتایا ہے کہ عمران کو ایکسٹو نے اس مہم پر بھیجا ہے ___ حالانکہ عمران کا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے عمران بذاتہ کوئی سرکاری حیثیت نہیں رکھتا۔ وہ ایک عام آدمی ہے ___ اور عام آدمی کی بات پر ایک ملک کی ساکھ اور عزت داؤ پر نہیں لگایا جا سکتا ___ جہاں تک عمران کی ذاتی حیثیت کا تعلق ہے، میں جانتا ہوں کہ وہ بے حد ذہین ہے اور شاید مارشل آرٹ کے بھی کچھ داؤ اسے آتے ہوں گے ___ لیکن جہاں تک میں نے کرنل بالڈ

متعلق معلومات حاصل کی ہیں ___ کرنل بالڈون کو پوری دنیا میں ناقابل شکست تصور کیا جاتا ہے۔ اس سے لڑائی میں آج تک کوئی شخص نہیں جیت سکا ___ اور پھر جو صورت حال سامنے آئی ہے اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عمران چاہے جیتے یا ہارے ___ اسے بہرحال مار دیا جائے گا۔ ایسی صورت میں پوری دنیا کے مسلمانوں کے مقدس ترین مقام اور قبلہ اول کو داؤ پر نہیں لگایا جانا چاہئے" ___ سر رحمان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور بیٹھ گئے۔

" جناب ایکسٹو ! ___ آپ کیا کہتے ہیں" ___ صدر مملکت نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

" مجھے سر رحمان صاحب کی اس بات سے اتفاق ہے کہ کرنل بالڈون اب تک پوری دنیا میں ناقابل شکست سمجھا جاتا ہے ___ وہ مارشل آرٹ کا انتہائی ماہر ہے اور جسمانی طور پر بھی وہ ناقابل یقین حد تک طاقتور ہے لیکن سر رحمان صاحب باپ ہونے کے باوجود اپنے بیٹے عمران کے متعلق وہ کچھ نہیں جانتے ___ جو میں جانتا ہوں ___ مجھے مکمل یقین ہے کہ عمران کرنل بالڈون کا اس مقابلے میں وہ حشر کرے گا کہ کرنل بالڈون موت مانگے گا۔ لیکن موت اس سے دور ہٹ جائے گی اور پاکیشیا کی عزت اور ساکھ میں بھی ہزاروں گنا اضافہ ہو جائے گا" ___ بلیک زیرو نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا۔

صدر مملکت نے دیگر شرکاء سے بھی رائے مانگی۔ لیکن سوائے سر سلطان اور ایکسٹو کے باقی سب کی رائے اس معاہدے کی منظوری کے خلاف تھی۔

" چونکہ اکثریت اس معاہدے کی منظوری کے خلاف ہے۔ اس لئے

فیصلہ یہ ہوا کہ اس معاہدے کو پاکیشیا منظور نہیں کرے گا" ۔۔۔ صدر مملکت نے حتمی لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے جو اس بات کا اشارہ تھا کہ اب میٹنگ برخاست کی جاتی ہے۔

"جناب صدر! ۔۔۔ آپ تشریف رکھیں" ۔۔۔ اچانک بلیک زیرو نے انتہائی سرد اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں! ۔۔۔ اب فیصلہ تو ہو چکا ہے" ۔۔۔ صدر مملکت نے چونک کر ایکسٹو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ تشریف تو رکھیں" ۔۔۔ بلیک زیرو کا لہجہ اور بھی سرد ہو گیا اور صدر مملکت ہونٹ بھینچتے ہوئے واپس کرسی پر بیٹھ گئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ایکسٹو اگر قانوناً بھی چاہے تو ایسا حکم صدر مملکت کو بھی دے سکتا ہے

"آپ نے فیصلہ کر لیا ۔۔۔ لیکن اب میرا فیصلہ سنیئے! ۔۔۔ اور آپ جانتے ہیں کہ قانوناً آپ ملکی سلامتی اور عزت و وقار کے مسئلے پر ایکسٹو کے حکم کو تسلیم کرنے کے پابند ہیں ۔۔۔ چونکہ یہ معاملہ بھی پاکیشیا کی عزت و وقار کا مسئلہ ہے۔ اس لئے میں حکم دیتا ہوں کہ آپ پاکیشیا کی طرف سے اس معاہدے کو منظور کریں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی سرد اور ٹھوس لہجے میں کہا اور میٹنگ میں شریک ہر شخص یوں حیرت سے ایکسٹو کو دیکھنے لگا جیسے وہ کسی انہونی چیز کو دیکھ رہے ہوں۔ یہ بات تو ان کے تصور میں بھی نہ آ سکتی تھی کہ ایکسٹو کے پاس ایسے اختیارات بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ صدر مملکت کو ایسا حکم دے سکے اور صدر ایسا حکم ماننے کے پابند ہوں۔

"کیا مطلب! ۔۔۔ میں ملک کا صدر ہوں ۔۔۔ آپ مجھے حکم دینے کا کیا اختیار رکھتے ہیں" ۔۔۔ صدر مملکت نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر سلطان! ۔۔۔ صدر مملکت کو پاکیشیا کے آئین میں شامل ایکسٹو کے اختیارات پڑھ کر سنائے جائیں ۔۔۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس سے پہلے ایسا موقع کبھی نہیں آیا کہ میں اپنے اس اختیار کو استعمال کر سکوں ۔۔۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر اس اختیار کا استعمال کرنا ضروری ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

سر سلطان نے سائیڈ پر رکھا ہوا بیگ اٹھایا۔ اس میں سے آئین کی کتاب نکالی اور پھر اسے کھول انہوں نے بڑے مؤدبانہ انداز میں صدر مملکت کی طرف بڑھا دیا۔

"اس پر نشانات لگے ہیں ۔۔۔ آپ دیکھ سکتے ہیں ۔۔۔ اور ان اختیارات کی تصدیق آئین ساز اسمبلی اور سپریم کورٹ آف پاکیشیا نے بھی ایک ریگولیشن کے تحت کی ہے ۔۔۔ اور یہ اختیارات کسی بھی صورت میں سلب نہیں کئے جا سکتے" ۔۔۔ سر سلطان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے اسے پڑھ رکھا ہے ۔۔۔ لیکن میرے خیال میں اس میں ایسا اختیار شامل نہیں ہے ۔۔۔ آپ الفاظ کی غلط توجیہہ کر رہے ہیں" ۔۔۔ صدر مملکت نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"سیکرٹری قانون یہاں موجود ہیں ۔۔۔ وہ آپ کو بتا سکتے ہیں کہ سپریم کورٹ آف پاکیشیا نے ان الفاظ کی کیا توجیہہ کی ہے ۔۔۔ ظاہر ہے ان کی توجیہہ قانونی حیثیت رکھتی ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور صدر مملکت نے ایک طرف بیٹھے ہوئے سیکرٹری قانون اسلم بیگ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"سر! ۔۔۔ ایسا چونکہ کبھی موقع ہی نہیں آیا ۔۔۔ اس لئے میں نے

سپریم کورٹ کی طرف سے دی گئی اتھارٹی کو اس نقطۂ نظر سے نہیں پڑھا البتہ آپ اجازت دیں تو میں وہ اتھارٹی منگوا لیتا ہوں ـــــ آپ خود اُسے دیکھ لیں ـــــ سیکرٹری قانون اسلم بیگ نے کھڑے ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے منگواؤ ـــ تاکہ مجھے بھی معلوم ہو جائے کہ اس ملک میں میری کیا حیثیت ہے" ـــــ صدر مملکت نے انتہائی تلخ اور طنزیہ لہجے میں کہا۔

"جناب صدر! ـــ آپ اسے ذاتیات پر نہ لے جائیں ـــ یہ ملکی قانون کا مسئلہ ہے۔ اور مجھے مجبوراً یہ اختیار استعمال کرنا پڑا ہے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں نہ صرف پاکیشیا بلکہ پورے عالم اسلام کی بہتری ہے" ـــ بلیک زیرو نے نرم لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ میری ذاتی رائے جو بھی ہو ـــ بہرحال میں ملکی قانون کا پابند ہوں" ـــــ ایکسٹو کے نرم لہجے کی وجہ سے صدر مملکت کا بگڑا ہوا موڈ بھی قدرے درست ہو گیا۔

سیکرٹری قانون میٹنگ ہال سے باہر چلے گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ انہوں نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کتاب جس میں سپریم کورٹ کی اتھارٹی موجود تھی۔ صدر مملکت کی طرف بڑھا دی۔

صدر مملکت کافی دیر تک اُسے پڑھتے رہے۔ وہ بار بار اُسے پڑھ رہے تھے اور ان کے چہرے پر موجود کیفیات سے ظاہر ہو رہا تھا کہ جیسے کتاب میں چھپے ہوئے الفاظ پر انہیں یقین نہ آ رہا ہو۔

"ٹھیک ہے ـــ واقعی ایکسٹو ایسا حکم دے سکتے ہیں" ـــ صدر مملکت نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کتاب بند کر دی۔ البتہ ان کا چہرہ بُری طرح لٹک گیا تھا۔

"جناب صدر! ـــ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ اس فیصلے پر ہمیشہ فخر کرتے رہیں گے ـــــ آپ کے اس فیصلے سے جہاں پاکیشیا کا سر بلند ہو گا ـــ وہاں بین الاقوامی طور پر آپ کے اس فیصلے کو سراہا بھی جائے گا۔ آپ یقین کریں عمران جس آدمی کا نام ہے اگر اس کے ذہن میں ہارنے کا ایک فیصد بھی خطرہ ہوتا ـــ تو وہ کبھی بھی اس معاہدے پر رضامند نہ ہوتا ـــ اس نے ہمیشہ اپنے ملک کی ساکھ، عزت، سلامتی اور سربلندی کے لئے کام کیا ہے ـــــ اس لئے آپ بے فکر ہو کر اس معاہدے کی منظوری کا اعلان کر دیں۔ انشاءاللہ آپ کو شرمندہ نہیں ہونا پڑے گا" ـــ بلیک زیرو نے نرم لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں اعلان کر دیتا ہوں ـــــ لیکن کیا شاکرات صاحب رضامند ہو جائیں گے" ـــــ صدر مملکت نے کہا۔

"میری ان سے بات ہو چکی ہے ـــــ عمران کے اس اعلان کے سامنے آتے ہی انہوں نے سر سلطان صاحب کی معرفت مجھ سے رابطہ قائم کیا تھا ـــ اور جب میں نے انہیں یقین دلایا کہ عمران یہ بازی جیت جائے گا تو انہوں نے میری بات تسلیم کر لی ـــ وہ عمران سے خود بھی مل چکے ہیں اور وہ اس کی صلاحیتوں کے قائل ہیں" ـــ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے! ـــ اگر شاکرات جو براہ راست عمران سے متعلق نہیں ہیں

عمران کے سر پر آنا بڑا رسک لے سکتے ہیں تو عمران بہرحال پاکیشیا کا شہری ہے ۔۔ ہمارا تو اس پر زیادہ حق بنتا ہے ۔۔ ٹھیک ہے ۔ اب میں اپنے ضمیر سے بھی مطمئن ہوں ۔۔ اب مجھے اپنے فیصلے پر کوئی الجھن نہیں ہے ۔۔ اور مسٹر ایکسٹو ! ۔۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس فیصلے تک پہنچنے میں مدد دی ہے ۔۔ او کے ! ۔۔ میں ابھی ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اس فیصلے کا اعلان بھی کر دیتا ہوں ۔۔ اور اقوام متحدہ میں پاکیشیا کے مندوب کو ہدایت بھی دے دیتا ہوں کہ وہ پاکیشیا کی طرف سے اس معاہدے پر دستخط کر دیں ۔۔ گڈ بائی" ۔۔ صدر مملکت نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے دروازے کی طرف بڑھ گئے ۔

" یہ کرنل بالڈون انتہائی خطرناک چیز ہے عمران صاحب ! ۔۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں ۔۔ جب میں ڈبل ایجنٹ تھا تو ایک بار یہ میرے مقابل آیا تھا اور پھر میں کئی ہفتوں تک ہسپتال میں بیہوش پڑا رہا تھا ۔۔ میری کئی ہڈیاں اس نے ایسے توڑ دی تھیں جیسے وہ ہڈیاں نہ ہوں بلکہ دھاگے ہوں" ۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا ۔

ان سب کو میٹنگ ہال سے ایک اور کمرے میں لایا گیا تھا لیکن یہاں بھی ان کے ہاتھوں میں موجود ہتھکڑیاں نہ کھولی گئی تھیں اور جس کمرے میں انہیں پہنچایا گیا تھا وہاں فرنیچر نام کی کوئی چیز نہ تھی اس لئے وہ سب فرش پر ہی بیٹھے ہوئے تھے ۔

" عمران صاحب ! ۔۔ آپ کی بجائے میں اس کا مقابلہ کروں گا ۔ میں دیکھوں گا کہ اس کے جسم میں کتنی جان ہے" ۔۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

"تم کتنی جان چاہتے ہو۔ مجھے بتا دو ــ تاکہ میں اس سے زیادہ جان جولیا کے جسم میں انجیکٹ کرا دوں ــ کم از کم اس طرح ایک رقیب روسفید سے تو جان چھوٹ جائے گی" ــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران! ــ کہیں وہ تم پر بھاری نہ پڑ جائے" ــ جولیا جو خاموش بیٹھی ہوئی تھی، بول پڑی۔ اس نے عمران کے فقرے کا بُرا نہ منایا تھا۔

"تو کیا ہوگا ــ مرنا تو ویسے بھی ہے ــ گولیاں کھا کر مرنے کی بجائے بہتر ہے کہ کسی سے لڑ کر ہی مرا جائے ــ کم از کم حسرت تو نہ رہے" ــ عمران نے بڑے بے نیازانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ــ کیا پاکیشیا اس معاہدے پر تیار ہو جائے گا۔؟" صفدر نے کہا۔

"وہاں تمہارا باس ایکسٹو جو موجود ہے ــ آخر میں نے اب تک بلا معاوضہ ایکسٹو کی خدمت کی ہے۔ وہ میرا اتنا لحاظ بھی نہ کرے گا۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب! ــ ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی ــ چلو آپ کرنل بالڈون کو شکست دے دیں گے ــ لیکن اس کے بعد کیا ہوگا؟" تنویر نے پوچھا۔

"پلاؤ کھائیں گے احباب ــ فاتحہ ہوگی ــ مزار بنے گا ــ قوالیاں ہوں گی ــ عرس منعقد ہوں گے ــ چڑھاوے چڑھیں گے اتنا کافی ہے یا مزید بھی بتاؤں" ــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے ــ ہمیں اس طرح بے بس ہو کر نہیں بیٹھ جانا

چاہیے ــ ہمیں کوئی لائحہ عمل طے کرنا چاہیے" ــ جولیا نے تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا جی! ــ ابھی تو میں مرا نہیں ــ تو تم نے پہلے ہی تنویر کی حمایت شروع کر دی" ــ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے مصنوعی غصے سے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، کمرے کا دروازہ کھلا اور کرنل ڈیوڈ دو مسلح افراد کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ وہ سب چونک کر کرنل ڈیوڈ کو دیکھنے لگے۔

"مجھے تم پر اب سچ مچ رحم آنے لگ گیا ہے ــ تم کرنل بالڈون کو نہیں جانتے ــ وہ مافوق الفطرت طاقتوں کا مالک ہے ــ اب بھی وقت ہے کہ تم مقابلے سے پہلے شکست تسلیم کر لو ــ میں جناب صدر سے کہہ کر تمہاری موت کو عمر قید میں بدلوا دوں گا" ــ کرنل ڈیوڈ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں کرنل بالڈون نے بھیجا ہوگا ــ اُسے کہہ دو کہ تمہاری روح عمران جیسے کمزور آدمی کے ہاتھوں تمہارے جسم سے نکلنے کے بعد اس موت پر فخر کیا کرے گی ــ سمجھے ــ اور یہ بھی سن لو کہ تمہیں جس کارنامے پر شار ملا ہے ــ یہ کارنامہ میں نے دانستہ سرانجام دیا ہے ــ اس کے سوا اور کوئی لائحہ عمل نہ تھا ــ زیادہ سے زیادہ میں پورے اسرائیل کو تباہ و برباد کر سکتا تھا لیکن اس طرح ہزاروں لاکھوں بے گناہ انسان مر جاتے اس لئے میں نے یہ سب کچھ ایک پروگرام کے تحت کیا ہے ــ اور تم دیکھنا کہ کرنل بالڈون کس طرح موت کا رقص کرتا ہے ــ اور اگر تمہیں زیادہ ہی ان

کی مافوق الفطرت طاقتوں پر یقین ہے کہ تم اس کا مقابلہ میرے کسی بھی ساتھی سے کرا کر دیکھ لو ۔۔۔ تمہیں علم ہو جائے گا کہ طاقت کسے کہتے ہیں"۔ عمران نے اپنی عادت کے خلاف انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تم اپنے ذہن سے یہ غلط فہمی نکال دو ۔۔۔ کرنل بالڈون تو اس مقابلے پر بے حد خوش ہے ۔۔۔ اُسے معلوم ہے کہ تمہیں شکست دے کر وہ پوری دنیا کے یہودیوں کا لافانی ہیرو بن جائے گا ۔۔۔ پوری دنیا کے یہودی اس کی پوجا کرتے رہیں گے ۔۔۔ تم اس بار پھنسے بھی بُری طرح ہو ۔۔۔ تم نے وسیع گراؤنڈ میں ہیلی کاپٹر اتار کر اپنی زندگی کی سب سے بھیانک غلطی کی ہے اور اب تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اس غلطی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا ۔۔۔ بہرحال میں تمہیں سرکاری طور پر یہ بتانے آیا ہوں کہ شاکرسرات اور تمہارے ملک کے صدر نے معاہدے کی منظوری کا سرکاری اعلان کر دیا ہے ۔۔۔ اور اقوام متحدہ کے ہنگامی اجلاس میں اس معاہدے پر دستخط ہو چکے ہیں۔ اس لئے اب تمہاری زندگی کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہیں ۔۔۔ جناب صدر تمہیں زیادہ دیر زندہ رہنے کا موقع نہیں دینا چاہتے۔ اب سے ایک گھنٹے بعد اسی گراؤنڈ میں جہاں سے تم گرفتار ہوئے تھے، تمہارا اور کرنل بالڈون کا مقابلہ ہو گا ۔۔۔ اور وہیں تمہارے ساتھیوں کو تمہارے مرنے کے بعد فائرنگ اسکواڈ کے حوالے کر دیا جائے گا" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے بڑے فاخرانہ انداز میں کہا اور پھر مزید کچھ کہے بغیر وہ تیزی سے مڑا اور اپنے ساتھیوں سمیت دروازے سے باہر نکل گیا۔ دروازہ باہر سے بند ہو گیا۔

" دیکھا! ۔۔۔ میں نے کہا نہ تھا کہ انکل کچھ نہ کچھ کرے گا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار تھے جبکہ باقی ساتھیوں کے چہرے لٹک گئے۔

" تم شائد اپنی موت کی خبر سُن کر پریشان ہو گئے ہو ۔۔۔ بے فکر رہو۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا" ۔۔۔ عمران نے ان کے لٹکے ہوئے چہرے دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہمیں اپنی موت کی فکر نہیں ہے ۔۔۔ ہمیں تمہاری فکر ہے۔ اگر تم ہار گئے تو شائد یہ مسلمانوں کی تاریخ میں سب سے بدترین شکست ہو گی۔ کاش! ۔۔۔ یہ مقابلہ میں کر سکتا" ۔۔۔ تنویر نے کہا۔ اس کا چہرہ یکلخت جذبات سے سُرخ ہو گیا تھا۔

" واہ میرے شیر! ۔۔۔ واہ لطف آ گیا ۔۔۔ جس قوم میں یہ جذبہ ہو وہ قوم کبھی شکست نہیں کھا سکتی ۔۔۔ ٹائیگر! ۔۔۔ زیرو وَن کارروائی کا آغاز کرو" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے تنویر سے کہا اور پھر وہ ٹائیگر سے مخاطب ہوا۔ جو اس کے قریب ہی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

" یس باس" ۔۔۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سب چونک کر ٹائیگر کو دیکھنے لگے۔

ٹائیگر ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا اور پھر وہ بازی گروں کے سے انداز میں اُچھلا اور اس کے پشت پر بندھے ہوئے بازو اس کی دونوں ٹانگوں سے نیچے سے نکل کر سامنے آ گئے۔ البتہ اس کے بازو بُری طرح مڑ گئے تھے لیکن اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار موجود نہ تھے۔ اس نے جلدی سے اپنے ہاتھوں سے اپنے دائیں بُوٹ کا تسمہ کھولا اور بوٹ اتار کر اس نے اسی طرح مڑے ہوئے اور بندھے ہوئے ہاتھوں سے جراب اتاری اور

پھر چٹکی سے اس نے اپنی ایڑی کی ایک مخصوص جگہ کو پکڑ کر کھینچا تو ایک باریک سی جھلی جو بالکل اس کی کھال کے ہم رنگ تھی، کسی پٹی کی طرح اتر گئی۔ اور سب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اندر ایک پتری سی گوشت کے ساتھ چپٹی ہوئی تھی۔ اس نے چٹکی سے وہ پتری اتاری اور پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس پتری کے دونوں سرے پکڑ کر اُسے آہستہ سے مخصوص انداز میں دبایا تو اس پتری سے اس طرح ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں جیسے وہ ٹرانسمیٹر ہو۔ اور وہ سب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس جادو کو دیکھنے لگے۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ درویش بول رہا ہوں۔ اوور" ــــ ٹائیگر نے اسی طرح پتری کو مخصوص انداز میں دباتے ہوئے کہا۔

"یس۔ حارث بول رہا ہوں ــــ تم کہاں سے بول رہے ہو ــــ؟ مست ملنگ کہاں ہے۔ اوور" ــــ؟ دوسری طرف سے یکلخت انتہائی پُر جوش آواز سنائی دی۔ یوں لگتا تھا جیسے دوسری طرف سے بولنے والا اس کال پر سخت حیرت زدہ ہو۔

"وہ بھی موجود ہیں ــ لو بات کرو۔ اوور" ــــ ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے بڑی مشکل سے پتری عمران کے قریب کی۔ وہ مسلسل اُسے مخصوص انداز میں دبا رہا تھا۔

"سنو حارث! ــــ ایک گھنٹے بعد سپورٹس سٹیڈیم میں میرا کرنل بالڈون کے ساتھ مقابلہ ہو رہا ہے ــــ وہاں میرے ساتھی بھی موجود ہوں گے ہم نے اس مقابلے کے بعد وہاں سے نکلنا ہے ــــ ظاہر ہے کہ انہوں نے اس معاملے میں انتہائی سخت اقدامات کر رکھے ہوں گے ــــ تم صرف اتنا کرو کہ اسرائیلی صدر جس جگہ بیٹھا ہوا ہو ــــ تم کسی اشارے سے وہ جگہ مجھے دکھا دینا ــــ باقی میں سنبھال لوں گا ــــ کیا تم اتنا کر سکتے ہو۔ اوور" ــــ؟ عمران نے کہا۔

"کیوں نہیں کر سکتا ــــ آپ کہیں تو میں اس سٹیڈیم پر دھاوا بول دوں اپنی پوری طاقت سے۔ اوور" ــــ حارث نے کہا۔

"دھاوا بولنے کی ضرورت نہیں ہے ــــ یہ لوگ احمق نہیں ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ تم لوگ ہماری پشت پر ہو۔ اس لئے وہ تمہاری طرف سے خاص طور پر ہوشیار ہوں گے ــــ البتہ انہیں ہماری فکر نہیں ہو گی ــــ وہ ہماری طرف سے بے فکر ہوں گے ــــ مجھے تم مقابلے سے پہلے صرف وہ جگہ بتا دینا جہاں صدر اور وزیر اعظم بیٹھ کر یہ مقابلہ دیکھیں گے تم صرف اتنا کرنا کہ اس طرف سرخ رنگ کا ایک رومال سر پہ باندھ کر کسی کو بھیج دینا۔ میں سمجھ جاؤں گا۔ اوور" ــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں کر لونگا۔ لیکن" ــــ دوسری طرف سے حارث نے مزید کہنا چاہا۔

"اوور اینڈ آل" ــــ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے پتری کو دبانا چھوڑ دیا۔ اور پھر اس نے پتری کو واپس گوشت کے ساتھ اسی انداز میں چپکایا۔ کھال نما جھلی دوبارہ ایڈجسٹ کی۔ جراب پہن کر بوٹ کے تسمے کو کس کر دوبارہ باندھ لیا۔

"سب کی ہتھکڑیوں کے بٹن پریس کر دو" ــــ عمران نے کہا اور ٹائیگر اسی انداز میں آگے بڑھا اور اس نے سب سے پہلے صفدر کی پشت پر موجود ہتھکڑی کا بٹن پریس کیا۔ کٹک کی آواز سنائی دی۔

"ابھی یہ ہتھکڑی کھولنا نہیں ـــــ ورنہ ہم مشکوک ہو جائیں گے۔ ضرورت سے پہلے تم سب نے اسی حالت میں رہنا ہے" ـــــ عمران نے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی ہی دیر میں سوائے عمران کے باقی سب کی ہتھکڑیوں کے بٹن پریس ہو چکے تھے۔ اور عمران نے خود پشت ٹائیگر کی طرف کر کے اس کی ہتھکڑی کا بٹن بھی پریس کیا اور ٹائیگر نے پہلے کی طرح اچھل کر دونوں ہاتھ واپس پشت پر کر لیے۔

"کمال ہے ـــــ یہ پتری بھی کمال ہے ـــــ میرے خیال میں اب تم نے جادو سیکھنا شروع کر دیا ہے" ـــــ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ آئیڈیا ٹائیگر کا اپنا تھا ـــــ میں نے اسے سرداور کے پاس بھیجا تھا اور پھر چھ ماہ کی مسلسل محنت کے بعد یہ چیز تیار ہو گئی ـــــ بظاہر پتری سی ہے۔ لیکن درحقیقت انتہائی وسیع حیطہ عمل کا ٹرانسمیٹر ہے۔ اور ایسا ٹرانسمیٹر جس کی کال چیک نہیں ہو سکتی ـــــ بہرحال ٹاپ ایمرجنسی کے لئے بے حد فائدہ مند چیز ہے ـــــ اچھا اب پروگرام سن لو! ـــــ میں نے مقابلے کے بعد صدر کو یرغمال بنانا ہے ـــــ کیونکہ ان سب کے ذہنوں میں یہ بات واضح ہے کہ کرنل بالڈون ہر صورت میں جیت جائے گا ـــــ اس لئے جب کرنل بالڈون شکست کھائے گا تو وہ سب حیرت کی زیادتی سے چند لمحوں کے لئے ماؤف ہو جائیں گے ـــــ اور میں انہی لمحات کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں ـــــ میں صدر کو یرغمال بنا کر اس کی زندگی کی قیمت پر خود بھی یہاں سے نکلوں گا اور تم سب کو بھی لے جاؤں گا ـــــ وہ لوگ اپنے صدر کی زندگی بچانے کے لئے میری بات ماننے پر مجبور ہو جائیں گے ـــــ لیکن اگر میری پلاننگ کسی وجہ سے فیل ہو جاتی۔ تو تم نے خود حرکت میں آجانا ہے اور اس کے بعد جس طرح بھی ہو سکے یہاں سے نکلنا ہے" ـــــ عمران نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اب ہم چوہوں کی طرح ان کے ہاتھوں سے مرنے سے تو رہے ـــــ ویسے اگر یہ کارروائی میٹنگ ہال میں کر لی جاتی تو آسانی رہتی" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرا پروگرام تو یہی تھا ـــــ لیکن وہاں یہ معاہدہ سامنے آگیا۔ تو میں نے سوچا کہ اس طرح ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا۔ اس لئے میں نے اپنا یہ پروگرام ملتوی کر دیا" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا! ـــــ اب سمجھی ـــــ تمہارا پروگرام یہ تھا کہ تم اسرائیل کے صدر کو یرغمال بنا لو گے۔ اور اسے یرغمال بنا کر اپنی بات منوانے پر ان لوگوں کو مجبور کر دو گے" ـــــ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ گرفتار ہوتے وقت میری پلاننگ یہی تھی ـــــ ورنہ ان جیپوں سے مقابلہ تو کیا جا سکتا تھا ـــــ اور ہم بہرحال نکل جاتے۔ کرنل ڈیوڈ ہمیں روک نہ سکتا تھا ـــــ لیکن میں یہ بلی چوہے کا کھیل ختم کرنا چاہتا تھا ـــــ جب کرنل ڈیوڈ نے ہمیں زندہ گرفتار کرنے کا اعلان کیا تو میں سمجھ گیا کہ وہ کیا چاہتا ہے ـــــ اگر وہ فوری ہلاکت کے چکر میں پڑتا تب ظاہر ہے ہمیں مقابلہ کرنا پڑتا ـــــ اپنی ہتھکڑی تو میں پہلے ہی کھول چکا تھا ـــــ یہ میری انگلی کا کمال ہے جو مڑ کر کلپ ہتھکڑی سے بٹن تک پہنچ جاتی ہے ـــــ میں نے یہی پروگرام بنایا تھا کہ پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچتے ہی میں صدر کو یرغمال بنا لوں گا ـــــ اور پھر آگے کوئی

چکر چلاؤں گا ___ لیکن جب معاہدے کی بات درمیان میں آگئی ،
میں نے پروگرام بدل دیا ___ بہرحال اب بھی فکر کرنے والی کوئی بات
نہیں ___ انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا" ___ عمران
مسکراتے ہوئے کہا ۔

"کرنل بالڈون کی اتنی شہرت ہے تو وہ اتنا کمزور بھی نہ ہو گا ___
تم سمجھ رہے ہو" ___ جولیا نے کہا ۔

"گو یہ اتفاق ہے کہ کرنل بالڈون سے اس سے پہلے کبھی جوڑ
پڑا ___ لیکن ایسے آدمیوں کے متعلق میرے پاس مکمل معلومات رہتی
اس لئے میں نے جان بوجھ کر وہاں میٹنگ ہال میں کرنل بالڈون کا
اڑایا تھا ___ تاکہ وہ اشتعال میں آکر مجھ سے مقابلے پر آمادہ ہو جا
اور پھر تم نے دیکھا کہ نتیجہ عین میری توقع کے مطابق نکلا ہے ___
میں جانتا ہوں کہ وہ کمزور نہیں ہے ___ طاقتور ہے ___ مارشل آ
کا بہت بڑا ماہر ہے ___ بیحد ماہر اور انتہائی طاقتور" ___ عمران
سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید بات چیت
کمرے کا اکلوتا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور کرنل ڈیوڈ کی شکل دوبارہ
آئی ۔ اس بار اس کے ساتھ دس مسلح افراد تھے اور وہ بے حد چوکنا
اور کرنل ڈیوڈ کے ساتھ وہ بھی اندر آگئے ۔

"چلو عمران ! ___ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی موت کا
آگیا ہے" ___ کرنل ڈیوڈ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی
اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔

"ابھی ایک گھنٹہ تو نہیں گذرا ___ تمہاری کرنل بالڈون سے دشمنی
تو نہیں کہ تم اسے جلد از جلد مرتا ہوا دیکھنا چاہتے ہو" ___ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"کون مرتا ہے اور کون نہیں مرتا ___ یہ تمہیں جلد ہی معلوم ہو
جائے گا ___ بہرحال تم سب چلو ___ جناب صدر پہلے تمہاری وہاں
نمائش کرنا چاہتے ہیں ___ تاکہ پوری دنیا میں ٹیلی ویژن سیٹوں کے
سامنے بیٹھے ہوئے لوگ کرنل بالڈون کے شکار کو اچھی طرح سے دیکھ
لیں" ___ کرنل ڈیوڈ نے کہا ۔

"واہ ! ___ یہ تو بغیر پیسے کی پبلسٹی ہے ___ شکریہ ! ___ چلو
بھائی چلیں ___ یہ بے چارے اپنے انجام کے لئے بڑے بے چین ہیں"
عمران نے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا ۔ ظاہر ہے اس
کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی تھی ۔

خاصے بڑے کمرے میں اس وقت اسرائیلی صدر نے ہنگامی میٹنگ بلوائی ہوئی تھی۔ کمرے میں صدر سمیت چھ افراد موجود تھے جن میں وزیر اعظم کرنل بالڈون، کرنل ڈیوڈ، کرنل فرانک اور ملٹری انٹیلی جنس کا کرنل باسٹر جواب صحت یاب ہوگیا تھا موجود تھے۔

"کرنل فرانک! ــــ سٹیڈیم میں حفاظت کے انتظامات تمہارے اور کرنل باسٹر کے ذمہ ہیں ــــ کیا تم دونوں ان انتظامات سے مطمئن ہو ــــ؟ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ ان مجرموں کو چھڑانے کے لئے فلسطینی گوریلے لازماً سٹیڈیم پر حملہ کریں گے" ــــ صدر مملکت نے کہا۔

"جناب! ــــ میں نے اور کرنل باسٹر نے تفصیلی طور پر ان انتظامات کو طے کیا ہے ــــ سٹیڈیم کی ایک سائیڈ پر کرنل بالڈون اور عمران کے مقابلے کا انتظام کیا گیا ہے ــــ اس کے ساتھ ہی ایک سپیشل انکلوژر میں آپ کے، وزیر اعظم صاحب اور دوسرے اعلیٰ حکام کے بیٹھنے کا انتظام

ہے ــــ ٹی۔ وی کیمروں کی تنصیب کا ایسا انتظام کیا گیا ہے کہ وہ اس مقابلے کو ہر اینگل سے ٹیلی کاسٹ کر سکیں گے ــــ سٹیڈیم کو بالکل خالی رکھا گیا ہے ــــ کسی ایک آدمی کو بھی اندر داخل نہیں ہونے دیا جائے گا تاکہ کوئی مسئلہ نہ کھڑا ہو سکے ــــ سٹیڈیم کے باہر ریڈ آرمی کا گھیرا ہوگا اور اوپر ملٹری انٹیلی جنس جنگی ہیلی کاپٹروں میں گشت کرے گی۔ اس مقابلے کو آپ کے اور اعلیٰ حکام کے علاوہ باقی ہر شخص صرف ٹیلی ویژن پر ہی دیکھ سکے گا ــــ اس رنگ سے ذرا ہٹ کر ایک کٹہرہ بنایا گیا ہے جس میں عمران کے ساتھی قید ہوں گے ــــ یہ کٹہرہ ہنگامی طور پر صرف سائیڈوں میں ہے۔ اوپر سے کھلا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کے ہاتھ پشت پر جکڑے ہوتے ہیں اس لئے ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے ــــ جب عمران ختم ہو جائے گا تو پھر آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے فائرنگ اسکواڈ کٹہرے کے پیچھے موجود ہوگا ان مجرموں کو اسی کٹہرے کے اندر ہی گولیوں سے اڑا دے گا" ــــ کرنل فرانک نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ! ــــ یہ اچھا انتظام ہے ــــ انکلوژر میں کتنے افراد ہوں گے" صدر نے وزیر اعظم کی طرف مڑ کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ انکلوژر میں بیٹھنے والوں کا انتخاب وزیر اعظم نے اپنے ذمے لے رکھا تھا۔

"صرف دس افراد جناب! ــــ آپ کے اور میرے سمیت ــــ جس میں امریکا کا سفیر ــــ روسیاہ کا سفیر ــــ فوج کا کمانڈر انچیف اور اسی طرح کے دوسرے اعلیٰ حکام ــــ انہیں خصوصی پاس جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اور انکلوژر میں داخل ہونے سے پہلے کمپیوٹر ان کی چیکنگ کرے گا۔"

وزیرِ اعظم نے کہا۔

"گڈ! ___ کرنل بالڈون! ___ آپ عمران کے خاتمے کے لئے پوری طرح تیار رہیں ___ کیونکہ اب سارا کھیل آپ کے سر پر ہے۔ پوری دنیا کے یہودی آپ پر نظریں لگائے ہوئے ہیں" ___ صدر نے کرنل بالڈون سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ___ کرنل بالڈون کے لئے تو یہ بچوں کا کھیل ثابت ہوگا ___ میں اس حقیر چوہے کو چٹکیوں میں مسل دوں گا"۔ کرنل بالڈون نے بڑے متکبرانہ انداز میں کہا۔

"میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں" ___ اچانک کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"ہاں فرمایئے! ___ پہلے یہ بتلایئے کہ قیدی جواب آپ کے چارج میں ہیں ___ ٹھیک ٹھاک ہیں" ___؟ صدر مملکت نے کرنل ڈیوڈ کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"یس سر! ___ وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں ___ میں انہیں چیک کر چکا ہوں" ___ کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ___ اب فرمایئے! ___ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں" ___؟ صدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جناب! ___ میں محسوس کر رہا ہوں کہ کرنل بالڈون اس مقابلے کو کوئی اہمیت نہیں دے رہے ___ وہ عمران کو کمزور حریف سمجھ رہے ہیں ___ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ کرنل بالڈون ناقابلِ تسخیر ہیں۔ لیکن شاید انہیں عمران کی شہرت کا صحیح علم نہیں ہے" ___ کرنل ڈیوڈ نے کہا

"مجھے سب کچھ معلوم ہے کرنل ڈیوڈ! ___ لیکن آپ ایسے الفاظ استعمال کر کے میری توہین کر رہے ہیں ___ اس جیسے دس عمران بھی اگر مل کر آجائیں ___ تو پھر بھی کرنل بالڈون کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے آپ ابھی دیکھیں گے کہ میں عمران کا کیا حشر کرتا ہوں ___ میں اس کو پیس کر رکھ دوں گا ___ اس کی ہڈیوں کا سُرمہ بنا دوں گا" ___ کرنل بالڈون نے انتہائی تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ غصے کی وجہ سے اس کا چہرہ مزید سُرخ ہو گیا تھا۔

"کرنل ڈیوڈ! ___ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ہم نے کرنل بالڈون کو جانے بغیر اتنا بڑا رسک لے لیا ہے ___ اگر کرنل بالڈون ہار جاتے ہیں ___ تو آپ جانتے ہیں کیا ہوگا ___ پوری دنیا میں یہودیوں کی نہ صرف زبردست سُبکی ہو گی ___ بلکہ ہمارا بیت المقدس کو ہیکل سلیمانی میں تبدیل کرنے کا خواب بھی کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے گا ___ کیونکہ ایسی صورت میں پوری دنیا کا دباؤ مسلمانوں کی پشت پر ہو گا ہم نے سب کچھ سوچ سمجھ کر کرنل بالڈون سے اس مقابلے کا فیصلہ کیا ہے ___ اور مجھے مکمل یقین ہے ___ بلکہ سو فیصد یقین ہے کہ کرنل بالڈون فتح حاصل کریں گے" ___ صدر مملکت نے بھی قدرے تلخ لہجے میں کہا۔ انہیں بھی شاید کرنل ڈیوڈ کی یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔

"سوری سر! ___ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں" ___ کرنل ڈیوڈ نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ___ آپ جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر سٹیڈیم میں پہنچیں۔ انتہائی احتیاط سے ___ کرنل فرانک اور کرنل باسٹر!

آپ اپنی ڈیوٹی پر پہنچیں ـــ اور کرنل بالڈون! ـــ آپ بھی مکمل تیاری کے ساتھ سٹیڈیم پہنچ جائیں ـــ اب وقت بالکل کم رہ گیا ہے جب سب مہمان آجائیں ـــ تب آپ ہمیں کال کریں گے تو پھر میں اور وزیراعظم صاحب پہنچ جائیں گے" ـــ صدر مملکت نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

صدر مملکت کے اُٹھتے ہی باقی سب افراد سوائے وزیراعظم کے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ کیونکہ وزیراعظم صاحب ابھی اٹھ کر کھڑے نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کے گارڈ انہیں وہیل چیئر پر بٹھا کر پرائم منسٹر ہاؤس کی طرف بڑھ گئے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک بڑے ہیلی کاپٹر میں سوار کر کے سپورٹس سٹیڈیم میں لے جایا جا رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر خاصا بڑا تھا۔ اس لئے وہ سب اطمینان سے سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہیلی کاپٹر میں ان کے علاوہ پانچ مسلح افراد بھی موجود تھے۔ کرنل ڈیوڈ بھی آگے پائلٹ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس ہیلی کاپٹر کی حفاظت کے لئے پانچ جنگی ہیلی کاپٹر ساتھ ساتھ پرواز کر رہے تھے۔

"اگر یہ مقابلے والا چکر نہ ہوتا ـــ تو اس وقت ان لوگوں سے نجات حاصل کرنے کا بہترین موقع تھا" ـــ عمران نے اُردو میں اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔ کیونکہ ہتھکڑیاں وہ کسی بھی لمحے کھول سکتے تھے۔ اور پھر پلک جھپکنے میں وہ ان مسلح افراد سے اسلحہ بھی حاصل کر لیتے اور ساتھ ہی ہیلی کاپٹر پر قبضہ بھی۔ لیکن اب تو مسئلہ ہی عجیب آن پڑا تھا۔ اس لئے وہ سب بے بس تھے۔

عمران کے سارے ساتھی اس وقت مقابلے کے بارے میں ہی سوچ رہے تھے۔ یہودیوں نے جس طرح کرنل بالڈون پر اندھا اعتماد کیا تھا۔ اور کیپٹن شکیل جیسے ماہر لڑاکا اور طاقت ور آدمی کا بیان کہ اس نے چند لمحوں میں اس کی ہڈیاں کچے دھاگے کی طرح توڑ دی تھیں۔ ان سب باتوں نے انہیں ذہنی طور پر شدید کشمکش کا شکار کر دیا تھا۔ وہ یہ بات تو جانتے تھے کہ عمران سے لڑائی میں جیتنا آسان نہیں۔ لیکن بہرحال ہر سیر کا سوا سیر تو ضرور ہوتا ہے۔ تو کیا کرنل بالڈون عمران کے لئے سوا سیر ثابت ہوگا۔ یا عمران کرنل بالڈون کے لئے سوا سیر ثابت ہوگا۔ اس کا فیصلہ تو بہرحال میدان میں ہی ہو سکتا تھا۔

سب سے زیادہ بری حالت جولیا کی تھی۔ اس کی آنکھوں کے نیچے تو اس طرح حلقے پیدا ہو گئے تھے جیسے اس کے جسم سے خون غائب ہوتا جا رہا ہو۔ خوبصورت اور تروتازہ چہرہ مرجھائے پھول کی طرح اداس نظر آ رہا تھا

"عمران!۔۔۔ اگر کرنل بالڈون نے تمہیں شکست دے دی تو پھر کیا ہوگا"۔۔۔۔ جولیا سے نہ رہا گیا تو اس نے پوچھ ہی لیا۔

"پہلے بتایا تو ہے کہ کیا ہوگا۔۔۔ اگر تم اتنی ہی خوفزدہ ہو تو چلو میں وصیت بھی کر دیتا ہوں۔۔۔ اور میری وصیت کے مطابق تم میرے بعد تنویر سے شادی کر سکتی ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری یہی مذاق کی ہر وقت کی عادت کسی دن لے ڈوبے گی۔ تم کرنل بالڈون سے اس مقابلے کو بھی مذاق سمجھ رہے ہو۔۔۔ حالانکہ مجھے یقین ہے کہ یہودی حد سے زیادہ چالاک اور عیار لوگ ہیں۔ انہوں نے ضرور کرنل بالڈون کو جتوانے کے لئے کوئی گہرا منصوبہ تیار کر رکھا ہوگا"۔

جولیا نے انتہائی جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر وہ ایسا کرتے جولیا!۔۔۔ تو پھر وہ یہ مقابلہ ٹیلی ویژن پر نہ دکھاتے ویسے انہیں سو فیصد کیا ہزاروں فیصد یقین ہے کہ کرنل بالڈون ناقابلِ شکست ہے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بین الاقوامی طور پر اس معاہدے پر رضامند ہو گئے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تیار ہو جاؤ۔۔۔ تمہاری مقتل گاہ آ گئی ہے"۔۔۔۔ اسی لمحے پائلٹ کے ساتھ بیٹھے ہوئے کرنل ڈیوڈ نے مڑ کر اونچی آواز میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر نے نیچے اترنا شروع کر دیا۔

"یہ تو وقت بتائے گا کہ یہ کس کی مقتل گاہ بلکہ مذبح خانہ بنتا ہے۔ تمہیں اتنا خوش ہونے کی ضرورت نہیں"۔۔۔۔ اس بار تنویر نے بڑے تلخ اور سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے اپنی گردن موڑ لی۔

عمران مسکرا دیا۔ اسے تنویر کے جذبات کا احساس تھا۔ حالانکہ وہ تنویر کو ہر وقت تنگ کرتا رہتا تھا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ تنویر اپنی جان دینا تو گوارا کر سکتا ہے۔ لیکن عمران کے جسم پر کسی غیر کا لگایا ہوا زخم برداشت نہیں کر سکتا۔ باقی رہی آپس کی لڑائی۔ وہ تو بہرحال چلتی ہی رہتی ہے۔

ہیلی کاپٹر اب اتر چکا تھا۔ اور پھر انہیں باہر نکالا گیا۔ عمران نے باہر آتے ہی سارے سٹیڈیم کا جائزہ لیا اور پھر مقابلے کے لئے بنائے گئے رنگ اور اس کے ساتھ بنے ہوئے مخصوص انکلوژر کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ پہلے اس کا خیال تھا کہ رنگ وسیع و عریض سٹیڈیم کے وسط میں بنایا جائے گا۔ جہاں سے انکلوژر تک پہنچنا اس کے لئے بے حد

مشکل ثابت ہوگا۔ لیکن اب تو وہ ایک زوردار چھلانگ کی مدد سے رنگ سے انکلوژر میں داخل ہو سکتا تھا۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا۔

عمران کو ساتھیوں سے علیحدہ کر کے رنگ کی طرف لے جایا گیا۔ جب کہ عمران کے ساتھیوں کو ساتھ ہی بنے ہوئے کٹہرے میں داخل کر دیا گیا۔

انکلوژر میں کرنل فرانک اور دوسرے لوگ ادھر اُدھر آتے جاتے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ ٹیلی ویژن کیمروں کا ہر طرف جال سا بچھا ہوا تھا۔ آسمان پر ہیلی کاپٹر گشت کر رہے تھے۔ جب کہ باقی سٹیڈیم میں دُور دُور مسلح افراد کی صفیں موجود تھیں۔ اس انکلوژر کے علاوہ وہاں کسی اور کے بیٹھنے کی جگہ نہ بنائی گئی تھی۔

رنگ کی ایک سائیڈ میں پانچ مسلح افراد موجود تھے اور پھر عمران کے ہاتھوں میں پہنی ہوئی ہتھکڑی کھول کر اُسے رنگ میں داخل کر دیا گیا۔

عمران نے اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح مسلا اور پھر وہ خالی بڑے رنگ میں گھوم کر اس کا اس طرح جائزہ لینے لگا۔ جیسے اکھاڑے کا خلیفہ اکھاڑے کو کشتی سے پہلے چیک کرتا ہے۔

ٹیلی ویژن کیمرے آن ہو چکے تھے اور اس کے ساتھ ہی انکلوژر کے اوپر لگا ہوا ایک جدید قسم کا لاؤڈ سپیکر آن ہو گیا۔ کسی نے انگریزی میں باقاعدہ کمنٹری شروع کر دی۔ وہ عمران کے متعلق بتا رہا تھا کہ یہ مسلمانوں کا نمائندہ ہے اس کا نام علی عمران ہے اور یہ اسرائیل کا مجرم نمبر ایک ہے۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے جن کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ فلسطینی لیڈر شاکر سرات کے اکسانے پر اسرائیل میں تباہی مچا دی اور کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مہارت اور ذہانت سے انہیں اسی سٹیڈیم میں گرفتار کر لیا اور صدر اسرائیل نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو موت کی سزا دی ہے۔ اس کے بعد کرنل بالڈون کے کارناموں اور اس کی لڑائی اور مارشل آرٹ میں بے پناہ مہارت کے قصیدے کہے جانے لگے۔ انکلوژر میں مہمان آنے شروع ہو گئے تھے اور تھوڑی دیر بعد سوائے دو کرسیوں کے ایک باقی سب کرسیاں بھر گئیں۔

عمران یہ دیکھ کر مسکرا دیا کہ ایک کرسی پر ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سر پر گہرا سرخ رومال باندھ رکھا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ یقیناً حارث کا آدمی ہے۔ گو اب جو صورت حال سامنے آئی تھی اس سے اس اشارے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن بہرحال یہ بات پہلے طے ہو چکی تھی۔ اس وقت عمران کا خیال تھا کہ پورا سٹیڈیم تماشائیوں سے بھرا ہوا ہوگا۔ اس لئے پریذیڈنٹ کی فوری نشاندہی مشکل ہو گی۔ لیکن اب تو انہوں نے انتظام ہی ایسا کیا تھا کہ عمران کی مشکل خود انہوں نے حل کر دی تھی۔

عمران بڑے اطمینان سے رنگ کی رسیوں سے پشت لگائے کھڑا انکلوژر کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ دل ہی دل میں مقابلے کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال کا تفصیلی جائزہ لے رہا تھا کہ اُسی وقت لاؤڈ سپیکر پر صدر اور وزیر اعظم کی آمد کا اعلان ہوا اور عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔

انکلوژد میں خالی پڑی ہوئی دونوں کرسیوں پر صدر اور وزیر اعظم کے بیٹھتے ہی مقابلے کے آغاز کا اعلان کر دیا گیا۔ اور پھر سٹیڈیم کے ایک دروازے سے کرنل بالڈون بڑے مغرورانہ انداز میں چلتا ہوا سٹیڈیم میں داخل ہوا۔ اس نے گہرے نیلے رنگ کا چست لباس پہنا ہوا تھا۔ داڑھی، مونچھوں اور سر کے بال گہرے سرخ تھے۔ آدھے بازوؤں کی چست بنیان میں اس کے بازوؤں کی مچھلیاں بری طرح تڑپ رہی تھیں۔

کرنل بالڈون کے اندر داخل ہوتے ہی انکلوژر میں بیٹھے ہوئے صدر اور دوسرے مہمان اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ سب تالیاں بجانے لگے۔ البتہ وزیر اعظم چونکہ اٹھ کر کھڑے نہ ہو سکتے تھے اس لئے وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے تالیاں بجانے میں مصروف تھے۔

عمران کی نظریں کرنل بالڈون پر جمی ہوئی تھیں جبکہ ساتھ کٹہرے میں کھڑے عمران کے ساتھیوں کی نظریں عمران کا جائزہ لے رہی تھیں۔

کرنل بالڈون پہلے انکلوژر میں گیا۔ وہاں اس نے صدر اور وزیر اعظم اور باقی مہمانوں سے ہاتھ ملایا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر رنگ کی طرف بڑھا جہاں عمران بڑے اطمینان سے کھڑا تھا۔

"صدر صاحب! — یہ بتائیں کہ شکست کا اعلان صرف کرنل بالڈون کی موت پر ہی ہوگا — یا اس کو سانس لیتا چھوڑ دوں — اور اس کے جسم کی ساری ہڈیاں توڑ دوں — تب ہی شکست تسلیم کر لی جائے گی۔" عمران نے یکلخت اونچی آواز میں انکلوژر کی طرف منہ کرتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ! — موت کو سامنے دیکھ کر بکواس پر اتر آئے ہو۔" صدر کی بجائے رنگ کے قریب پہنچے ہوئے کرنل بالڈون نے چیختے ہوئے کہا۔

"تم چپ رہو سرخ لومڑ! — تمہاری حیثیت ہی کیا ہے — میں تو تمہارے صدر سے بات کر رہا ہوں" — عمران نے بڑے لاپرواہ سے انداز میں کہا۔

"موت — صرف موت ہی فتح و شکست کا فیصلہ کرے گی" — صدر مملکت نے اٹھ کر کہا اور ان کی آواز لاؤڈ سپیکر پر گونج اٹھی۔

ادھر کرنل بالڈون کی حالت عمران کا فقرہ سن کر دیکھنے والی ہو گئی وہ بپھرے ہوئے سانڈ کی طرح رنگ کی طرف دوڑ پڑا۔ اور پھر اس نے چھلانگ ماری اور اچھل کر رنگ میں آ گیا۔

"آؤ آؤ! — آگے آؤ — میں تمہیں بتاؤں کہ کرنل بالڈون کیا ہے"۔ کرنل بالڈون نے غصے کی شدت سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"بتانے کی کیا ضرورت ہے — میں جانتا ہوں کہ تم ایک حقیر سے لومڑ

ہو ـــــ انتہائی حقیر اور احمق تومڑ" ـــــ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور کرنل بالڈون یوں عمران کی طرف دوڑا ۔ جیسے اُسے ٹکر مار کر پیس کر رکھ دے گا ۔ لیکن عمران بڑے اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑا رہا ۔ ادھر عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر کرنل بالڈون کی یہ حالت دیکھ کر پہلی بار مسکراہٹ سی رینگ گئی ۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عمران نے کرنل بالڈون کو جان بوجھ کر اشتعال دلایا ہے تاکہ وہ غصے کی شدت میں اپنے داؤ پیچ بھول جائے ۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ عمران کی طرف بپھرے ہوئے سانڈ کی طرح دوڑتا ہوا کرنل ، عمران کے بالکل قریب پہنچ کر یکدم رُک گیا ۔ اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور عمران کسی گیند کی طرح اچھل کر رنگ کی دوسری سائیڈ پر جا گرا ۔ شاید کرنل بالڈون کی یہ حرکت عمران کی توقع کے خلاف تھی اور دوسری بات یہ کہ ایک ہی ضرب سے عمران جیسے آدمی کے یوں گیند کی طرح اچھل کر ایک طرف جا گرنے سے یہ بات ثابت کر دی تھی کہ اسرائیلیوں نے کرنل بالڈون پر جو اعتماد کیا تھا ، صرف خوش فہمی پر مبنی نہ تھا ۔ کرنل بالڈون نہ صرف انتہائی طاقتور تھا بلکہ وہ اپنے دماغ کو کنٹرول میں رکھنے کا بھی ماہر تھا ۔ اس لئے عمران کے اس طرح اچھل کر گرنے سے جہاں انکلوژر میں بے اختیار تالیاں بجنے لگیں ۔ وہاں عمران کے ساتھیوں کے چہرے یکلخت بجھ گئے ۔

نیچے گرتے ہی عمران یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا لیکن پلک جھپکنے میں کرنل بالڈون بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کی فلائنگ کک پوری قوت سے کھڑے ہوتے ہوئے عمران کے سینے پر پڑی اور عمران

ایک بار پھر اچھل کر پشت کے بل فرش پر گرا ۔ ضرب اتنی زوردار تھی کہ اس کا سانس گھٹ گیا ۔ اور دماغ پر یکلخت اندھیروں نے یلغار کر دی ۔ عمران نے سر جھٹک کر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی ہی تھی کہ اس کا جسم یکلخت فضا میں اچھلا اور اُسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی تیز رفتار ہیلی کاپٹر کی طرح فضا میں عمودی پرواز کرتا جا رہا ہو ۔ کرنل بالڈون نے ایک ہاتھ سے اس کی گردن پکڑ کر اُسے فضا میں اچھال دیا تھا ۔

"عمران ! ـــ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے" ـــــ اچانک جولیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی ۔ اور کافی اونچائی پر پہنچ کر نیچے گرتے ہوئے عمران کی آنکھیں یکلخت کھلیں اور دوسرے لمحے اس نے بڑی مہارت سے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے آنکھ مار دی ۔

ادھر کرنل بالڈون اُسے اوپر اچھال کر دونوں ہاتھ کولہوں پر رکھے بڑے فاتحانہ انداز میں کھڑا تھا ۔ جیسے ہی عمران نیچے زمین پر گرنے لگا ، اس نے لٹو کی طرح گھوم کر لات چلائی ۔ عمران کا جسم جو انتہائی تیز رفتاری سے نیچے گر رہا تھا یکلخت کمان کی طرح مڑا اور پھر مڑ کر پوری قوت سے گھومتے ہوئے کرنل بالڈون سے آ ٹکرایا ۔ یہ واقعی مہارت کی انتہا تھی ۔ عمران نے جو کٹے ہوئے شہتیر کی طرح نیچے گر رہا تھا یکلخت اپنے آپ کو نہ صرف ہوا میں ہی سنبھال لیا تھا بلکہ اس نے اپنی توانائی کو مجتمع کر کے رُخ بدلا اور کرنل بالڈون سے اس کا جسم توپ سے نکلنے والے گولے کی طرح ٹکرایا ۔ کرنل بالڈون چونکہ اس وقت گھوم رہا تھا اس لئے وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا ۔ اور چیختا ہوا پہلو کے بل زمین پر گرا ۔ جب کہ عمران اس سے ٹکرا کر اچھل کر کھڑا ہو گیا ۔

"اُٹھ کر کھڑے ہو جاؤ سُرخ لومڑ ا ـــــ بہت تماشا دکھا لیا ہے تم نے" ـــــ عمران کی سرد اور غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور کرنل بالڈون نیچے گرتے ہی یکلخت اُلٹی قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہوا۔ اُلٹی قلابازی کی وجہ سے وہ عمران سے کافی فاصلے پر جا کھڑا ہوا تھا۔ اس نے شاید یہ قلابازی اس لئے کھائی تھی تاکہ عمران اُٹھتے وقت اس پر کوئی ضرب نہ لگا سکے۔ لیکن عمران اسی طرح اطمینان سے اپنی جگہ کھڑا تھا۔

"میں نے سوچا کہ تمہاری کوئی حسرت باقی نہ رہے ـــ سمجھے ـــ اس لئے تم دو معمولی ضربیں لگانے میں کامیاب ہو گئے ـــ لیکن اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ یہ مقابلہ ساری دنیا کے مسلمان بھی دیکھ رہے ہوں گے۔ اس لئے اب ذرا ہوشیار ہو کر حملہ کرنا" ـــــ عمران نے اسی طرح سرد اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کی آواز خاصی بلند تھی۔

"تم ـــ تمہیں ـــ تمہیں تو میں پیس کر رکھ دونگا" ـــــ کرنل بالڈون نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا اور پھر وہ تول تول کر عمران کی طرف قدم بڑھانے لگا۔

"واہ! ـــ کیسے زنخوں کی طرح رقص کر رہے ہو" ـــــ عمران نے اونچی آواز میں کہا اور ابھی اس کا فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ کرنل بالڈون نے یکلخت اس پر چھلانگ لگا دی۔

جیسے ہی کرنل کے قدم زمین سے اُٹھے، عمران بھی بجلی کی سی تیزی سے تڑپا اور اس کے دونوں ہاتھ ایک لمحے کے لئے فرش پر لگے اور اس کے ساتھ ہی وہ قلابازی کھا گیا۔ لیکن اس قلابازی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے

دونوں جُڑے ہوتے پیر قوس کی صورت میں گھومتے ہوئے کرنل بالڈون کی ٹھیک ٹھوڑی پر پڑے۔ اور کرنل بالڈون جو انتہائی تیز رفتاری سے عمران پر حملہ کر رہا تھا ایک خوفناک چیخ مار کر کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا پشت کے بل واپس زمین پر جا گرا۔

عمران قلابازی کھا کر سیدھا ہوا۔ اور دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح وہ ایک لمحے کے لئے جھکا اور دوسرے لمحے اس نے گر کر اٹھتے ہوئے کرنل بالڈون کی دونوں پنڈلیاں پکڑ لیں اور اس کا جسم یکلخت اکڑا اور پھر سب حیرت کے مارے بُت بنے رہ گئے۔ جب کرنل بالڈون کا جسم فضا میں سیدھا بلند ہوا۔ جسم ایسے بلند ہوا جیسے مداری تماشا دکھانے کے لئے لڑکے پر کپڑا ڈال کر اس کا جسم فضا میں سیدھا بلند ہوتا دکھاتے ہیں۔ اور پھر اسی لمحے عمران کی عین توقع کے مطابق کرنل بالڈون اس کے جال میں پھنس گیا۔ کرنل بالڈون نے انتہائی تیزی سے اپنے آپ کو عمران کی گرفت سے نکالنے کے لئے اپنے بازوؤں کو اندر کی طرف موڑا۔ اور تیزی سے اپنے جسم کو سائیڈ میں کرنا چاہا۔ اس طرح ظاہر ہے کہ عمران کی گرفت لازماً ختم ہو جاتی۔ بلکہ عمران خود بھی پہلو کے بل زمین پر جا گرتا۔ لیکن عمران نے دوسرا ہی کھیل کھیلا۔ وہ جھٹکے کی وجہ سے قدرتی طور پر پیچھے ہٹنے کی بجائے یکلخت زور لگا کر آگے بڑھ آیا۔ اور پھر کرنل بالڈون کے حلق سے اس قدر خوفناک چیخ نکلی کہ انکلوژر میں بیٹھے ہوئے صدر بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

کرنل بالڈون کا اوپر والا جسم عمران کے اس طرح آگے بڑھنے کی وجہ سے زمین پر دوہرا ہو گیا تھا۔ جبکہ عمران نے اس کے نچلے جسم کا دباؤ یکلخت

زمین کی طرف کر دیا تھا۔ اور اب کرنل بالڈون کا جسم اُلٹی کمان کی طرح مُڑ گیا تھا۔ اس نے یکلخت جھٹکا دے کر اپنے آپ کو سیدھا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران نے اس سے بھی زیادہ زور کا جھٹکا دیا اور کرنل بالڈون کے حلق سے ایک بار پھر خوفناک چیخ نکلی۔ لیکن عین اسی لمحے عمران نے اُسے دوسری طرف اچھال کر اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹنے سے بچا دی۔

"لو میں تمہیں ایک موقع اور دے رہا ہوں ـــــ ورنہ تم ابھی بے ضرر کیڑے کی طرح پڑے نظر آتے" ـــــ عمران نے اُسے اچھال کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

کرنل بالڈون، عمران کے اچھالنے پر مُڑ کر پیٹ کے بل زمین پر گرا تھا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی واقعی ٹوٹنے سے بال بال بچی تھی۔ اگر عمران ایک لمحہ لیٹ اور نہ چھوڑتا تو کرنل بالڈون لڑائی کے قابل نہ رہتا۔ کرنل بالڈون اس خوفناک واؤ سے تو بچ نکلا تھا۔ لیکن وہ فوری طور پر اُٹھ نہیں سکا تھا۔

"اب اُٹھو بھی سُرخ لوسڑ! ـــــ خوامخواہ وقت ضائع کر رہے ہو" ـــــ عمران نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔

کرنل بالڈون یکلخت ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ غصّے اور جھنجھلاہٹ کی وجہ سے سیاہ پڑ چکا تھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ پہلے تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑی جائے میں تمہیں قسطوں میں مارنا چاہتا ہوں ـــــ سمجھے ـــــ اس لئے اب تم سنبھل کر آنا" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تت ـــ تم ـــ میں تمہیں ـــــ" کرنل بالڈون نے ایک بار

پھر دانت پیستے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن شدید غصّے کی وجہ سے وہ اپنا فقرہ مکمل نہ کر سکا تھا۔

"بس! ـــ ابھی سے ہکلانے لگے ـــــ ارے تم تو یہودیوں کے ہیرو ہو ـــــ مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہو ـــــ ناقابلِ تسخیر ہو ـــــ ہمت کرو" ـــــ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مم ـ میں تمہاری بوٹیاں اُڑا دوں گا" ـــــ کرنل بالڈون نے غصّے سے چیختے ہوئے کہا۔

"اچھا! ـــ واہ! ـــ کیا بلند ارادے ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر دوسرے لمحے کرنل بالڈون کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی۔ اس بار حملہ عمران کی طرف سے ہوا تھا۔

عمران نے اس بار حیرت انگیز داؤ کھیلا تھا۔ وہ یکلخت آگے بڑھا۔ لیکن براہ راست کرنل بالڈون سے ٹکرانے کی بجائے وہ ایک لمحے کے ہزارویں حصے کے لئے کرنل کے بالکل سامنے رُکا۔ دوسرے لمحے اس کا جسم فضا میں اُچھلا اور اس بار کرنل بالڈون کی دونوں کلائیاں عمران کے ہاتھوں میں تھیں۔ اور اس کا جسم اُلٹا ہو کر فضا میں تیرتا اور کرنل بالڈون کے سر کے اوپر سے گذر کر یکلخت دوسری طرف پہنچا۔ اور نیچے گرنے سے پہلے اس نے یکلخت اپنے جسم کو موڑ دیا اور اس کے دونوں پیر ٹھیک کرنل بالڈون کی پنڈلیوں سے ٹکرائے اور کرنل بالڈون کا جسم جیسے ہی لڑکھڑایا عمران ایک بار پھر حرکت میں آیا اور نتیجہ یہ کہ کرنل بالڈون کا جسم بھی عمران کی طرح فضا میں الٹا تیرتا ہوا پشت کے بل پوری قوت سے دوسری طرف زمین سے ٹکرایا۔ یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہوا تھا اور عمران ایک بار

پھر سیدھا کھڑا تھا۔ جب کہ اس بار کرنل بالڈون پُشت کے بل زمین پر پڑا زور زور سے ہانپ رہا تھا۔ اس کے دونوں بازو ٹیڑھے میڑھے انداز میں اس کے جسم کے ساتھ زمین پر پڑے ہوئے تھے اور کرنل کے چہرے پر اب دھواں سا پھیلا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔

عمران نے دونوں پیر جوڑے، ہوا میں اچھلا اور دوسرے لمحے اچھل کر پوری قوت سے اس کے جسم کا پورا وزن کرنل بالڈون کے سینے پر پڑا۔ اور ساتھ ہی عمران اچھل کر سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔

کرنل بالڈون کا جسم اب ذبح کی جانے والی بکری کی طرح تڑپ رہا تھا۔ عمران نے اس کے دونوں بازو عجیب و غریب اور خوفناک داؤ سے کندھوں سے اکھاڑ دیئے تھے۔ اور پھر عمران کی سینے پر پڑنے والی خوفناک ضرب نے کرنل بالڈون کو مکمل طور پر ناک آؤٹ کر دیا تھا۔

"بس!۔۔۔ اسی برتے پر مقابلے میں آئے تھے۔۔۔ ابھی تو میں نے تم پر اپنا ایجاد کردہ صرف ایک داؤ استعمال کیا ہے"۔۔۔ عمران نے جھک کر اس کی گردن پکڑتے ہوئے کہا۔ عمران نے صرف ایک ہاتھ سے کرنل بالڈون کی گردن پکڑی تھی۔ گردن پکڑ کر سیدھا ہوتے ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کرنل بالڈون کے حلق سے خرخراہٹ کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم عمودی انداز میں اوپر فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ وہ رائفل سے نکلنے والی گولی کی طرح عمران کے ہاتھوں سے نکل کر اوپر کی طرف جا رہا تھا۔

"وکٹری"۔۔۔ اسی لمحے عمران نے چیخ کر کہا اور پھر اس کا اپنا جسم بھی کسی پرندے کی طرح فضا میں بلند ہوا اور پلک جھپکنے میں وہ ساتھ بنے

ہوئے پریذیڈنٹ انکلوژر کے اندر جا کھڑا ہوا۔ جب عمران انکلوژر میں پہنچا تو اس وقت تک کرنل بالڈون کا جسم ابھی واپس زمین پر نہ گرا تھا۔ اس لئے سب کی نظریں اس کے گرتے ہوئے جسم پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

جیسے ہی عمران کے پیر انکلوژر کے فرش سے لگے۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے کرسی پر بیٹھے ہوئے صدر کو جھپٹا اور دوسرے لمحے اسرائیل کا صدر اس کے سینے سے چپٹا کھڑا تھا۔ عمران کا ایک ہاتھ اس کی گردن کے گرد اور دوسرا اس کے پیٹ کے گرد حمائل ہو چکا تھا۔ پھر کرنل بالڈون کے جسم کے واپس رنگ کی زمین میں گرنے کا دھماکہ اور صدر کے حلق سے نکلنے والی چیخ بیک وقت فضا گونجیں۔

"خبردار!۔۔۔ اگر کسی نے حرکت کی تو میں صدر کی گردن توڑ دوں گا"۔ عمران کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور انکلوژر میں بیٹھے ہوئے سب افراد چند لمحوں کے لئے بت بنے بیٹھے رہے۔

ادھر عمران کے منہ سے وکٹری کا لفظ سنتے ہی جولیا اور اس کے ساتھی یکلخت حرکت میں آ گئے۔ مقابلے کے دوران چونکہ ہر شخص کی نظریں اسی مقابلے پر جمی ہوئی تھیں اس لئے وہ اپنے ہاتھوں پر موجود کلپ ہتھکڑیاں جن کے بٹن پہلے ہی کھل چکے تھے۔ اتار لینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ چنانچہ وکٹری کا لفظ سنتے ہی وہ سب تیزی سے گھومے اور ان کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی کلپ ہتھکڑیاں یکلخت اپنے پیچھے موجود مشین گن برداروں کے چہروں سے گولیوں کی طرح ٹکرائیں اور وہ سب چیختے ہوئے پشت کے بل ڈھیر ہو گئے۔

اسی لمحے تنویر نے پوری قوت سے کٹہرے کی سائیڈ پر اپنے کندھے

کی ضرب لگائی۔ یہ ضرب اس قدر بھرپور تھی کہ لوہے کی سلاخوں کے تازہ بنے ہوئے کٹہرے کی دونوں سائیڈیں جو زمین کے اندر دھنسی ہوئی تھیں اکھڑ گئیں اور وہ سائیڈ نیچے زمین کی طرف جھک گئی۔ دوسرے لمحے وہ سب اچھل کر ان مسلح افراد کے سروں پر پہنچ گئے جو کلپ ہتھکڑیوں کی ضرب کھا کر اٹھنا چاہتے تھے۔ پھر سب سے پہلے صفدر کے ہاتھ مشین گن آگئی، اور دوسرے لمحے ریٹ ٹیٹ کی آوازوں سے میدان گونج اٹھا۔ پانچ افراد پر مشتمل فائرنگ اسکواڈ جو عمران کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے لئے آیا تھا خود ہی موت کی خوفناک دلدل میں ڈوب گیا۔

صفدر نے مشین گن پکڑتے ہی فائرنگ اسکواڈ کے لپکتے ہوئے افراد پر فائر کھولا تھا جب کہ اس کے دوسرے ساتھی مشین گنیں اٹھائے بجلی کی سی تیزی سے انکلوژر کی طرف مڑے۔ یہ وہ لمحہ تھا جب عمران کی آواز فضا میں گونجی تھی کہ خبردار! ــــ اگر کسی نے حرکت کی ــــ اور پھر تڑتڑاہٹ کی خوفناک آوازوں نے انکلوژر میں چیخوں کا طوفان برپا کر دیا۔ سوائے وزیر اعظم اور سرخ رومال والے بوڑھے کے باقی سب افراد کو کرسیوں سے اٹھنے کی بھی مہلت نہ مل سکی تھی۔ جب کہ صدر کو سینے سے چمٹائے عمران انکلوژر کی دیوار سے لگا کھڑا تھا۔ سرخ رومال والے بوڑھے نے ہاتھ اٹھا دیئے تھے جب کہ وزیر اعظم جو اٹھنے سے بے بس تھا یکلخت دونوں ہاتھوں سے سر ڈھانپ کر کرسی پر ہی جھک گیا تھا۔

اور پھر انکلوژر میں عمران کے ساتھیوں کا قبضہ ہو گیا۔ کیپٹن شکیل نے وزیر اعظم کی کنپٹی سے مشین گن لگا دی تھی جب کہ تنویر کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن عمران کے سینے سے چمٹے ہوئے صدر کے پیٹ سے لگ

چکی تھی۔

"میں حارث ہوں حارث" ــــ سرخ رومال والے بوڑھے نے ہاتھ اٹھاتے ہی چیخ کر کہا۔

"ہمیں معلوم ہے ــــ اسی لئے تم پر فائر نہیں کیا گیا" ــــ صفدر نے چیخ کر کہا اور حارث یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر مکمل اطمینان تھا۔

یہ ساری کارروائی زیادہ سے زیادہ دو یا تین منٹ میں مکمل ہو گئی اور سٹیڈیم میں پھیلے ہوئے اسرائیل کے مسلح افراد اور آسمان پر گشت کرتے ہوئے ہیلی کاپٹروں میں بیٹھے مسلح افراد میں سے کسی کی سمجھ میں بھی کوئی بات نہ آسکی۔ اور وہ صرف حیرت سے آنکھیں پھاڑے دیکھتے ہی رہ گئے کرنل فرانک۔ کرنل ڈیوڈ اور کرنل باسٹر تینوں انکلوژر میں موجود نہ تھے۔ وہ شاید اپنے افراد کے ساتھ تھے۔ ادھر رنگ میں کرنل بالڈون بالکل بے حس و حرکت پڑا تھا۔

"اعلان کرو ــــ مسلمانوں کی جیت کا اعلان کرو ــــ ورنہ گردن توڑ دوں گا ــــ تمہارا ناقابل تسخیر کرنل بالڈون اپنی گردن تڑوا کر رنگ میں پڑا ہے" ــــ عمران نے صدر کی گردن کو ایک ہلکا سا جھٹکا دے کر ڈھیلا چھوڑتے ہوئے چیخ کر کہا۔

کرنل بالڈون کی لاش جس انداز میں رنگ میں پڑی تھی اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس کی گردن ٹوٹ چکی ہے۔ عمران نے اس کی گردن پکڑ کر جس طرح گھوم کر اسے فضا میں اچھالا تھا اس سے کرنل کی گردن کا ٹوٹ جانا ایک لازمی امر تھا۔ عمران چاہتا تو وہیں زمین پر ہی اس

کی گردن توڑ دیتا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ جیسے ہی کرنل بالڈون کو مرتے اسرائیلیوں نے دیکھا وہ اس پر اور اس کے ساتھیوں پر فائر کھول دیں گے اس لئے اس نے وقفہ حاصل کرنے کے لئے کرنل بالڈون کو فضا میں اچھال دیا تھا۔ تاکہ جب تک وہ نیچے گرے اور اسرائیلیوں کو اس کی موت کا یقین ہو۔ وہ صورت حال کو کنٹرول کر چکا ہوگا اور وہی ہوا۔ نہ صرف اس نے بلکہ اس کے ساتھیوں نے بھی کمال مہارت اور پھرتی سے پلک جھپکنے میں سچوئشن بدل دی تھی۔

"میں کرنل بالڈون کی موت کا اعلان کرتا ہوں" ۔۔۔ صدر نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا اور اس کی آواز لاؤڈ سپیکر پر گونج اٹھی۔ کیونکہ انکلوژر میں موجود مائیک انتہائی جدید ترین اور حساس تھا۔ یہ شائد اس لئے لگایا گیا تھا تاکہ صدر کرنل بالڈون کی فتح کا اعلان جس طرح جی چاہے کر سکیں۔

"یہودیوں کی شکست کا اعلان کرو ۔۔۔ اور کہو کہ اب معاہدے پر پورا عمل ہوگا۔ ورنہ ۔۔۔۔" عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ایک زوردار جھٹکا صدر کی گردن کو دیا۔

صدر کے حلق سے بھنچی بھنچی چیخ نکلی اور پھر جیسے ہی عمران نے بازو ڈھیلا کیا۔ صدر نے چیخ کر کہا۔

"میں اعلان کرتا ہوں کہ ہم ہار گئے ہیں ۔۔۔ ہم معاہدے پر عمل کرنے کے پابند ہیں ۔۔۔ اور پابند رہیں گے" ۔۔۔ صدر نے کہا۔

"اگر یہ ذرا بھی غلط حرکت کرے تو اسے اور وزیر اعظم دونوں کو گولی مار دینا" ۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی اس نے صدر کو جھٹکا دیکر آگے کی طرف دھکیلا۔ صدر لڑکھڑاتے ہوئے دو قدم آگے کی طرف بڑھے

ہی تھے کہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے صدر کے دونوں بازو پکڑ کر پیچھے کھینچے اور اسی لمحے جولیا نے تیزی سے آگے بڑھ کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی اپنی کلپ ہتھکڑی صدر کی کلائیوں میں پہنا دی۔ اس نے یہ ہتھکڑی دوسروں کی طرح پھینکی نہیں تھی۔

"سنو! ۔۔۔ سٹیڈیم میں موجود ہر شخص سن لے ۔۔۔ اگر ہم پر کسی بھی طرف سے فائر کیا گیا تو صدر اور وزیر اعظم کو ہلاک کر دیا جائے گا ۔۔۔ لیکن اگر ہماری بات مانی گئی تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ ان دونوں کو کچھ نہیں کہا جائے گا ۔۔۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اس وقت پورے اسرائیل کے حساس مراکز فلسطینی گوریلا تنظیم ریڈ فائر کے نشانے پر ہیں ۔۔۔ اگر ہم پر فائرنگ کی گئی تو اسرائیل میں موجود تمام ڈیم ۔۔۔ اٹیمک لیبارٹریاں ۔۔۔ پل ۔۔۔ اسلحہ کے ڈپو ۔۔۔ سب کچھ آن واحد میں تباہ کر دیا جائے گا۔ اور پھر اسرائیل ختم ہو جائے گا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے" ۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا اور اس کی آواز لاؤڈ سپیکر پر گونجتی ہوئی پورے سٹیڈیم میں پھیل گئی۔

"حارث! ۔۔۔ ریڈ فائر کا چیف حارث یہاں موجود ہے ۔۔۔ وہ تفصیل بتائے گا کہ ہم پر فائر کھلتے ہی اس کی تنظیم نے کیا کرنا ہے" ۔۔۔ عمران نے ایک لمحہ رک کر کہا۔

"میں حارث ابن سعید چیف آف ریڈ فائر اعلان کرتا ہوں ۔۔۔ میری آواز ٹرانسمیٹر کے ذریعے پورے اسرائیل میں پھیلے ہوئے فلسطینی گوریلوں تک بھی پہنچ رہی ہے ۔۔۔ ہم نے عمران صاحب کی ہدایت پر اسرائیل کے تمام حساس مراکز کو گھیر رکھا ہے ۔۔۔ اگر عمران صاحب یا ان کے ساتھیوں پر حملہ کیا گیا ۔۔۔ یا انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی

گئی تو پورے اسرائیل کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی" ۔۔۔ حارث نے عمران کا اشارہ سمجھتے ہی یکلخت چیخ کر کہا۔

" تم کیا چاہتے ہو ۔۔۔ بتاؤ ۔۔۔ جب ہم ہار ہی چکے ہیں تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم معاہدے کی پوری پابندی کریں گے ۔۔۔ ہم بیت المقدس کو ہیکل سلیمانی میں نہیں بدلیں گے ۔۔۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ کرنل بالڈون کی یہ شرمناک شکست اور موت ، اس بات کا خدا کی طرف سے اشارہ ہے کہ بیت المقدس کو بیت المقدس کے طور پر ہی برقرار رکھا جائے ۔۔۔ اور اگر ہم نے اس اشارے کے باوجود کیونکہ کرنل بالڈون جیسے ناقابل شکست شخص کی شکست میں اسی اشارے کا ہاتھ ہے اگر ہم نے اس کی خلاف ورزی کی تو یقیناً یہ اسرائیل کے انجام کے لئے بہتر نہ ہو سکا ۔۔۔ لیکن ہم پورے اسرائیل کی تباہی نہیں چاہتے ۔۔۔ اور اگر کسی نے ایسی کوشش کی تو پوری دنیا کے یہودی اس کا بھرپور انتقام لیں گے" ۔۔۔ صدر مملکت نے جواب میں چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔ اب وہ سکتے اور فوری صدمے کے اثرات سے نکل آئے تھے ۔ اور شاید یہی وجہ تھی کہ عمران نے حارث کی زبان سے پورے اسرائیل کے حساس مراکز کی تباہی کی دھمکی دے دی تھی۔

" سنو! ۔۔۔ ہمارا مشن صرف بیت المقدس کو بچانے تک محدود تھا۔ باقی اسرائیل جانے اور اس کے حریف ۔۔۔ اس لئے اگر ہم سب کو بحفاظت اسرائیل سے باہر جانے دیا گیا تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ اسرائیل کے حساس مراکز کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا ۔۔۔ اس لئے فوراً ایک تیز رفتار اور بڑا ہیلی کاپٹر یہاں انکلوژر کے سامنے لایا جائے ۔ اس کی

ٹینکی پٹرول سے بھری ہوئی ہو ۔۔۔ ہم اسرائیل کے صدر اور وزیراعظم سمیت اس میں سوار ہو کر اسرائیل سے باہر جائیں گے ۔۔۔ اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ اگر ہم پر حملہ نہ کیا گیا تو اسرائیلی صدر اور وزیراعظم کو کچھ نہیں کہا جائے گا ۔۔۔ میں ہیلی کاپٹر لانے کے لئے صرف بیس تک گنوں گا ۔۔۔ اگر بیس تک گنتی مکمل ہونے تک ہیلی کاپٹر یہاں نہ پہنچا تو اس مفلوج وزیراعظم کو گولی مار دی جائے گی ۔۔۔ اس کے بعد میں پھر بیس تک گنوں گا ۔۔۔ اور پھر بھی ہیلی کاپٹر نہ پہنچنے پر صدر کو گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی ریڈ فائر اپنا کام شروع کر دے گی ۔۔۔ ایک ۔۔۔ دو ۔۔۔ تین ۔۔۔" عمران نے ساتھ ہی گنتی شروع کر دی۔

"رک جاؤ ۔۔۔ رک جاؤ! ۔۔۔ میں کرنل فرانک کو حکم دیتا ہوں کہ فوری طور پر ہیلی کاپٹر لایا جائے ۔۔۔ اور کوئی حملہ نہ کیا جائے ۔۔۔ یہ میرا حکم ہے" ۔۔۔ اچانک وزیراعظم نے چیختے ہوئے کہا۔

لیکن عمران نے اپنی گنتی نہ روکی اور ابھی اس نے بارہ تک ہی گنتی مکمل کی تھی کہ ایک بڑا جنگی ہیلی کاپٹر تیزی سے غوطہ لگا کر انکلوژر کے سامنے زمین پر اتر آیا۔ اور پھر اس میں سے پائلٹ اچھل کر باہر نکلا اور اس نے دونوں ہاتھ اٹھا لئے۔

" چوہان! ۔۔۔ جا کر ہیلی کاپٹر چیک کرو" ۔۔۔ عمران نے گنتی روک کر چوہان سے کہا اور چوہان مشین گن سنبھالے تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑا۔ اسے آتا دیکھ کر پائلٹ اسی طرح ہاتھ اٹھائے پیچھے ہٹتا گیا۔ چوہان ہیلی کاپٹر کے اندر گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد باہر آ گیا۔ اور اس نے

او۔کے ہونے کا اشارہ کیا۔

"تنویر! ۔۔۔ تم وزیرِ اعظم کو اٹھا کر لے چلو ۔۔۔ اور صفدر صدر کو لے کر آئے گا ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ اگر کسی طرف سے حملہ ہو تو ان دونوں کو بھون ڈالنا" ۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا اور پھر وہ سب اس کے حکم کی تعمیل میں دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ حارث بھی ان کے ساتھ تھا۔

عمران کی توقع کے عین مطابق کسی طرف سے بھی حملہ نہ ہوا تھا۔ صدر اور وزیرِاعظم ہیلی کاپٹر میں پہنچ چکے تھے۔ اور پھر عمران نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا گیا۔ آسمان پر پرواز کرنے والے ہیلی کاپٹر اب غائب ہو چکے تھے۔

کافی بلندی پر پہنچ کر عمران نے ہیلی کاپٹر کا رُخ شمال کی طرف کر دیا جدھر اسرائیل کا سب سے بڑا حلیف ملک بانان تھا۔ ہیلی کاپٹر تیز رفتاری سے اڑتا ہوا بانان کی طرف بڑھنے لگا۔

"تم نے آخر کرنل بالڈون کو کیسے شکست دے دی ۔۔۔ وہ تو آج تک ناقابلِ تسخیر چلا آیا تھا" ۔۔۔؟ صدرِ مملکت نے ڈھیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں بھلا تنویر کے لئے میدان کیسے خالی چھوڑ سکتا تھا" ۔۔۔ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

صدر اور وزیرِ اعظم دونوں کے منہ تو کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کھلے ہی رہ گئے۔ جب کہ عمران کے سب ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ کی لہریں سی دوڑ گئیں۔ عمران کے اس فقرے کا خلافِ توقع جولیا نے بھی

بُرا نہ مانا تھا بلکہ وہ بڑے ہی عقیدت بھرے انداز میں عمران کو دیکھے جا رہی تھی۔

"تنویر یار! ۔۔۔ جولیا سے کہو کہ وہ مجھے ایسے نہ دیکھے ۔۔۔ مجھے شرم آتی ہے" ۔۔۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ کوئی شرمیلی لڑکی ہو۔

اور عمران کے اس انداز پر نہ صرف جولیا ہنس پڑی۔ بلکہ اب عمران کے ساتھیوں کے حلق سے بے اختیار قہقہے گونج اٹھے۔ جب کہ اسرائیل کے صدر اور وزیرِ اعظم بڑے حیرت بھرے انداز میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہے تھے جو اب کسی طرح بھی ایسے افراد دکھائی نہ دیتے تھے۔ جنہوں نے اسرائیل کو اس کی تاریخ کی عبرتناک شکست دی تھی۔ وہ تو سب کھلنڈرے سے نوجوان لگ رہے تھے۔ انہیں شاید یقین نہ آ رہا تھا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو چند لمحے پہلے دنیا کے خوفناک ترین انسان نظر آ رہے تھے۔ خاص طور پر عمران جو اس وقت شرمیلا، اور بے ضرر سا انسان نظر آ رہا تھا۔ لیکن وہ منظر ابھی تک ان کی حیرت زدہ آنکھوں میں موجود تھا۔ جب ایسے شرمیلے اور بے ضرر سے نظر آنے والے عمران نے کرنل بالڈون کو واقعی کسی حقیر لومڑی کی طرح کچل کر رکھ دیا تھا۔

"کاش! ۔۔۔ ہم یہ معاہدہ کرنے کی حماقت نہ کرتے اور وہیں پریذیڈنٹ ہاؤس میں ہی تم سب کو گولیوں سے اڑا دیتے" ۔۔۔ آخرکار صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم ایسا کرتے۔ تو اب زندہ سلامت بیٹھے ہیلی کاپٹر کی سیر نہ کر رہے ہوتے۔ تمہیں معلوم نہیں کہ وہاں ہم نے تمہارا کیا حشر کرنے کا پروگرام بنایا ہوا تھا۔

عمران نے مڑ کر بڑے سرد لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ صدر کا جسم بے اختیار جھٹکے لینے لگا۔ عمران ایک بار پھر خوفناک انسان بن چکا تھا۔

ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے بانان کی سرحد کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ آسمان خالی تھا۔ دُور دُور تک کوئی جنگی طیارہ۔ کوئی حملہ آور نظر نہ آ رہا تھا۔ اور عمران جانتا تھا کہ اس وقت اسرائیل تو کیا، پوری دنیا میں پھیلے ہوئے یہودی کس طرح بے بسی سے دانت پیس رہے ہوں گے۔ کیونکہ بیت المقدس کو ہیکل سلیمانی میں تبدیل کرنے کے ان کے خواب کی تعبیر انتہائی بھیانک نکلی تھی۔ وہ پوری دنیا میں رُسوا ہو کر رہ گئے تھے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں پاکیشیا سمیت پوری دنیا کے مسلمان اس حیرت انگیز اور شاندار نتیج پر یقیناً رقص کر رہے ہوں گے۔ فتح و نصرت کا رقص۔

"عمران صاحب! ___ آپ تو پوری دنیا کے ہیرو بن چکے ہیں ___ ساری دنیا نے آپ کا یہ حیرت انگیز اور شاندار کارنامہ ٹیلی ویژن پر دیکھا ہو گا ___" اچانک صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ سب بھی عمران کی طرح یہی کچھ سوچ رہے تھے۔

"یار دعا کرو ___ اماں بی نے نہ دیکھا ہو ___ ورنہ جانتے ہو، گھر پہنچتے ہی پوری دنیا کے ہیرو کے سر پہ جوتیوں کی بارش شروع ہو جاتی ہے" ___ عمران نے مسمسے سے لہجے میں کہا اور ہیلی کاپٹر جو اب بانان کی سرحد میں داخل ہو رہا تھا بے اختیار زور دار قہقہوں سے ایک بار پھر گونج اٹھا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد کہانی

بلڈی گیم

مصنف:۔ مظہر کلیم ایم اے

بلڈی گیم ۔ جس کا آغاز پاکیشیا کی ایک نوجوان لڑکی کے غنڈوں کے ہاتھوں جبری اغوا سے ہوا۔

بلڈی گیم ___ جس کا انجام ایکریمیا کی عظیم الشان لیبارٹریوں کی تباہی اور یہودی سائنسدانوں کی پے در پے موت پر جا کر ہوا۔

بلڈی گیم ___ ایک ایسے سائنسی آئیڈیئے کی بنیاد پر کھیلی گئی جو ابھی محض ایک آئیڈیا ہی تھا۔ وہ آئیڈیا کیا تھا ___؟

بلڈی گیم ___ جس میں عمران، ٹائیگر اور جوانا نے حصہ لیا لیکن اس گیم کے ہر مرحلے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ کیوں؟

بلڈی گیم ___ جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو حاصل ہونے والے ہر کلیو کو انتہائی مہارت سے مسلسل ختم کیا جاتا رہا اور عمران اور اس کے ساتھی باوجود مسلسل جدوجہد کے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے۔

• بے پناہ سسپنس۔ لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات' تیز رفتار ایکشن سے بھرپور ایک ایسی کہانی جو جاسوسی ادب میں ایک مختلف کہانی ثابت ہو گی۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

ڈائمنڈ پاؤڈر

مصنف ـــــ مظہر کلیم ایم اے

ڈائمنڈ پاؤڈر ایسا پاؤڈر جس کے چند ذروں سے انتہائی قیمتی ترین ہیرے تیار کئے جا سکتے تھے۔

ڈائمنڈ پاؤڈر جس کے چند ذروں سے بنائے گئے ہیروں نے قیمتی پتھروں کی بین الاقوامی مارکیٹ میں طوفان برپا کر دیا۔

ڈائمنڈ پاؤڈر جس سے بھرے ہوئے ڈبے کے حصول کے لئے انتہائی خوفناک اور طاقتور ریڈ سنڈیکیٹ میدان میں اُتر آیا۔

ڈائمنڈ پاؤڈر جس کے حصول کے لئے عمران بھی میدان عمل میں کود پڑا۔ کیوں ـــ ؟ کیا عمران کا مقصد دولت کا حصول تھا۔ یا

ریڈ سنڈیکیٹ انتہائی خوفناک اور طاقتور مجرموں کا سنڈیکیٹ ـــ جس کے خوف سے عمران کو اپنے ساتھیوں سمیت مجبوراً واپس اپنے ملک فرار ہونا پڑا۔ کیا عمران اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا ـــ ؟

ریڈ سنڈیکیٹ جس نے آخر کار ڈائمنڈ پاؤڈر حاصل کر لیا۔ لیکن کیا ریڈ سنڈیکیٹ اپنا اصل مقصد حاصل کر سکا ـــ کیا ڈائمنڈ پاؤڈر سے ہیرے بنائے جا سکے یا نہیں ـــ ؟

ریڈ سنڈیکیٹ جو ڈائمنڈ پاؤڈر حاصل کر لینے کے باوجود اس سے فائدہ نہ اٹھا سکا ـــ کیوں ـــ ؟

- وہ لمحہ ـــ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں پورا ریڈ سنڈیکیٹ تباہ ہو گیا ـــ کیسے اور کیوں ـــ ؟
- وہ لمحہ ـــ جب ریڈ سنڈیکیٹ کو تباہ کر دینے کے باوجود ڈائمنڈ پاؤڈر نقلی ثابت ہوا ـــ کیا عمران بھی دھوکہ کھا گیا ـــ یا ـــ ؟

انتہائی دلچسپ، تحیر انگیز اور جان لیوا ہنگاموں سے پُر منفرد انداز کی کہانی

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انوکھے انداز کا انتہائی دلچسپ اور یادگار ناول

سفلی دُنیا خاص نمبر

مصنف --- مظہر کلیم ایم اے

○ سفلی دنیا-- شیطان اور اس کے کارندوں کی ایک ایسی دنیا جو اسفل ترین دنیا کہلاتی ہے ایک ایسی دنیا جو شیطانی دنیا کی بھی سب سے رذیل سطح ہے۔

○ سفلی دنیا-- کالے جادو' بدروحوں' بدطینت جنات' غلاظت اور گندگی میں لتھڑی ہوئی شیطانی دنیا جہاں مکرو فریب' رذالت اور غلاظت کو معیار سمجھا جاتا ہے۔

○ زپالا-- تابات کی پہاڑیوں میں رہنے والا ایک ایسا شیطان جسے سفلی دنیا کا سب سے بڑا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ ایک ایسا کردار جو پوری دنیا کو اپنے سامنے سر نگوں سمجھتا تھا۔

○ کافرستان کے کرنل سورگ نے جب عمران کے خاتمے اور پاکیشیا کے دفاع کی بنیادی فائل کے حصول کے لئے زپالا کی خدمات حاصل کیں تو زپالا اپنی پوری سفلی طاقت سے عمران پر ٹوٹ پڑا۔

○ زپالا-- جس نے انتہائی آسانی سے نہ صرف عمران کو استعمال کر کے دانش منزل سے فائل حاصل کر لی بلکہ عمران پر سفلی دنیا کا ایک ایسا کاری وار کیا کہ عمران گندگی اور غلاظت کے ڈھیر میں دفن اپنی زندگی کے آخری سانس لیتا نظر آنے لگا۔

○ سلیمان-- عمران کا باورچی جس نے عمران کو سفلی دنیا کی طاقتوں سے بچانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ کیا سلیمان سفلی دنیا کے شیطانوں کا مقابلہ کر سکا۔ یا--؟

○ وہ لمحہ جب سلیمان کے کہنے پر عمران کو اس کی اماں بی جبراً ایک گاؤں میں لے گئی جہاں ایک عظیم نوری شخصیت کا ڈیرہ تھا لیکن عمران نے اس شخصیت کو اہمیت دینے سے صاف انکار کر دیا۔ کیوں۔ اور پھر کیا ہوا--؟

○ صالحہ-- جس نے تن تنہا سفلی دنیا کے بڑے بڑے شیطانوں کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکی۔ یا--؟

○ گمباگا-- سفلی دنیا کی انتہائی باقوت شیطانی طاقت جس سے عمران کو مجبوراً جسمانی لڑائی لڑنی پڑی اور وہ لمحہ جب عمران کا پہلی بار ناقابل تسخیر جسمانی طاقت سے واسطہ پڑ گیا اور جب اس کی مارشل آرٹ کی تمام مہارت دھری کی دھری رہ گئی-- اس لڑائی کا کیا انجام ہوا--؟

○ سفلی دنیا کی انتہائی خوفناک اور رذیل ترین شیطانی قوتوں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی ایک طویل' انتہائی خوفناک اور انوکھے انداز کی جدوجہد۔ ایک ایسی جدوجہد جس کا ہر لمحہ پراسرار' خوفناک اور انوکھا ثابت ہوا-- اس جدوجہد کا انجام کیا ہوا--؟

قطعی مختلف انداز کی نئی اور پراسرار کہانی

انتہائی منفرد انداز کی انتہائی خوفناک اور پراسرار جدوجہد

○ ایک ایسی کہانی جس میں پہلی بار سفلی دنیا کی خباثتوں کا پردہ چاک کیا گیا۔

○ خیر و شر کے درمیان ایک ایسی ہولناک جنگ جو اس دنیا کے چپے چپے پر مسلسل جاری ہے۔

انوکھا' دلچسپ اور تحیر خیز ناول

● ایک ایسا ناول جو جاسوسی ادب میں پہلی بار پیش کیا جا رہا ہے۔

یوسف برادرز- پاک گیٹ' ملتان